میوہ لال عاجز گیاوی

حیات اور شاعری



ڈاکٹر ابوالکلام

میوہ لال عاجزؔ گیاوی حیات اور شاعری

(تنقید)

ڈاکٹر ابوالکلام

ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی

MEWA LAL AAJIZ GAYAVI-HAYAT AUR SHAIRI

by

Dr. Abul Kalam

Year of Edition 2016

ISBN 978-93-5073-855-9

₹ 200/-

نام کتاب	:	میوہ لال عاجز گیاوی حیات اور شاعری
صنف	:	تنقید
مصنف	:	ڈاکٹر ابوالکلام
پتہ	:	آبگیلہ، ڈاکخانہ بنیادگنج، ضلع گیا۔۸۲۳۰۰۳ (بہار)
موبائل نمبر	:	09934479478
ای۔میل	:	abulkalam12157@gmail.com
سنہ اشاعت	:	۲۰۱۶ء
تعداد صفحات	:	۲۴۸
تعداد اشاعت	:	۵۰۰
قیمت	:	۲۰۰ روپے
کمپوزنگ	:	منصور رضا، گیا (بہار)
مطبع	:	روشان پرنٹرس، دہلی۔۶

Published by

EDUCATIONAL PUBLISHING HOUSE

3191,Vakil Street, Kucha Pandit, Lal Kuan, Delhi-6(INDIA)

Ph : 23216162, 23214465, Fax : 0091-11-23211540

E-mail: info@ephbooks.com,ephdelhi@yahoo.com

website: www.ephbooks.com

انتساب

اساتذۂ کرام

کے

نام



ترتیب



مقدمہ

غلط ہے جو سمجھتا ہے اسے اغیار کی بولی
یہ ہے اخلاص کی طرز تکلم پیار کی بولی
جگن ناتھ آزاد

میوہ لال عاجزؔ گیاوی کا وطن قدیم گیا ضلع کے گوہ (GOH) (موجودہ ضلع اورنگ آباد) میں تھا۔ یہ جگہ پن پن ندی کے کنارے سرسبز اور شاداب علاقے میں واقع ہے۔ یہاں کی خوشنما وادیاں اور پن پن ندی کا کنارہ ہی وہ جگہ تھی جہاں عاجز گیاوی کی پرورش و پرداخت ہوئی تھی۔

آپ کے آبا واجداد زمیندار تھے۔ وہ لوگ آریہ سماجی اور سناتن دھرم کے ماننے والے تھے۔ عاجزؔ گیاوی/ شادؔ عظیم آبادی کے لائق شاگرد تھے۔ ان کی شاعری میں

شاؔد کی سادگی اور برجستگی ملتی ہے۔ چونکہ ان کے یہاں وحدانیت کا تصور واضح تھا اس لئے ان کی شاعری میں اس کی واضح مثال ہے۔ عاجز گیاوی کی نمایاں تصنیف میں بھگوت گیتا (منظوم) اور آتما پوجن مشہور زمانہ ہیں۔

عاؔجز گیاوی نے بحیثیت پولیس انسپکٹر دربھنگہ، پٹنہ اور گیا میں ملازمت کی اس لیے بہار کے شمالی وجنوبی علاقے کے رسم ورواج اور معاشرت وثقافت سے اچھی طرح واقف تھے۔ عاجز گیاوی اردو کے علاوہ فارسی زبان وادب سے بھی اچھی طرح واقف تھے اس لیے ان کے کلام میں فارسی کے اثرات بھی ملتے ہیں۔

ڈاکٹر ابوالکلام نے عاؔجز گیاوی کی حیات وشاعری کا مکمل جائزہ پیش کیا ہے۔ اس کے لئے انھوں نے مذکورہ کتاب کو چار ابواب میں تقسیم کیا ہے۔

باب اوّل میں عاؔجز گیاوی کا حیات نامہ ہے۔اس میں نام، ولدیت، پیدائش، وطن، تعلیم وتربیت، ملازمت، شادی واولاد اور شعروشاعری اور نمونہ کلام ،سلسلہ تلمذ، وفات اور انتم سنسکار تک کا بیان ہے۔

باب دوم کے تین حصّے ہیں۔ پہلے میں شاؔد عظیم آبادی بحیثیت استادسخن، اور دوسرے حصے میں شاؔد کے ہندو تلامذہ کا ذکر مع نمونہ کلام درج ہے۔ان کے ہندو تلامذہ میں مندرجہ ذیل شعراء کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔

1. شیونرائن چودھری عارف عظیم آبادی
2. بابو جگرناتھ پرشاد عرف عاشق عظیم آبادی
3. رائے ایسری پرشاد عطا عظیم آبادی

4 رائے بھوانی پرشاد آزاد۔

اس کے بعد تیسرے حصے میں سناتن دھرم کی چند مقدس کتابیں وید، پران، رامائن اور مہابھارت کا ذکر ہے۔

اس میں ہندو مذہب کی بنیادی عقائد کو پیش کیا گیا ہے۔اس مذہب میں دیوتاؤں کو قابل عبادت اور مظہر خدا قرار دیا گیا ہے۔لیکن واجب الوجود اور خلاق عالم کے طور پر ایک ''بڑا کار'' اور ''آدی شکتی'' ایشور کا تصور متعدد مقامات پر پیش کیا گیا ہے۔

باب سوم میں عاجزؔ گیاوی بحیثیت غزل گو، بحیثیت مثنوی نگار اور عاجزؔ کی شاعرانہ حیثیت کا ذشامل ہے۔ جہاں سے عاجزؔ گیاوی کی شاعرانہ حیثیت کا ذکر شروع ہوا ہے وہاں عاجزؔ کے صوفی مشرب پر درد اور انثر انگیز کلام کا بھی ذکر ہے۔ عاجزؔ کے کلام میں سلاست اور روانی ہے۔لہٰذا شروع سے آخر تک قارئین کی دلچسپی برقرار رہتی ہے۔

باب چہارم انتخاب کلام ہے جس میں عاجزؔ گیاوی کی غزل، رباعی، مسدس اور مثنوی سے انتخاب شامل ہے۔

عاجزؔ گیاوی خدا کی وحدانیت کے قائل تھے۔ان کا عشق حقیقی تھا۔ان کا صرف ایک خدا تھا اور چہار طرف خدا کا جلوہ تھا۔عاجزؔ تصور کی آنکھ سے خدا کا نظارہ کررہے ہیں۔وہ ہر شخص کو یہ بتارہے ہیں کہ اگر تم غافل رہو گے تو نہ یہاں کچھ ملے گا نہ وہاں

نگاہ خرد سے جو ہم اُس کو عاجزؔ
جہاں دیکھتے ہیں وہاں دیکھتے ہیں

عاؔجز گیاوی کی غزلیں توحید (وحدانیت) کے فلسفہ کے گرد گردش کرتی ہیں۔

وہ کہتے ہیں۔

ہوا جب بحر وحدت موجزن با آب و تاب آیا
کہیں طوفان کی صورت کہیں شکل سراب آیا

اور یہ شعر۔

وہی ظاہر وہی باطن وہی اعلیٰ وہی ادنیٰ
وہی بن کر جز و کل بے حجاب و باحجاب آیا
کہوں کیا میں کہ کیا دیکھا ہے بیداری کے عالم میں
جو کچھ اس دہر میں دیکھا نظر وہ مثل خواب آیا

عاؔجز کی غزل کا یہ مقطع قابل غور ہے۔

لگایا غوطہ جو علم وحدانیت کے دریا میں جائے عاؔجز
تو بحر توحید کا یہ دنیا و دین کو موج وحباب دیکھا

عاؔجز گیاوی کے مذکورہ اشعار صوفیانہ مزاج کے ہیں۔ان کا مطلب توحید پر بنیادی عقیدہ ہے۔

جب ہم ان اشعار پر غور کرتے ہیں تو حقیقت عیاں ہو جاتی ہے۔

گرم بازار موحد کا ہے لیکن کوئی
علم توحید و تصوف کا خریدار نہیں

عاؔجز شیخ و برہمن کو یہ کہہ کر مخاطب کرتے ہیں۔

جب اے شیخ و برہمن ہر جگہ حق ہی کا ہے جلوہ
تو ہم اپنے ہی دل کو کاشی و کعبہ بنالیں گے



دل ناداں جہاں تو زاہدوں کہ پھیر میں آیا
وہ بے شک تجھ کو پھندے میں شریعت کے پھنسالیں گے

غرض کہ جب ہم عاجزؔ گیاوی کی غزلوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ توحید ہی ان کی شاعری کا مرکزی خیال ہے۔ جس کے گرد ان کی شاعری گردش کرتی ہے غرض کہ ان کا کلام عارفانہ ہے۔



عاجز گیاوی کی مثنوی 'بھگوت گیتا' منظوم پروفیسر سید حسن کے تعارف کے ساتھ ۱۹۳۹ء میں الہٰ آباد سے شائع ہوئی تھی۔ اس میں کل اٹھارہ ابواب ہیں اور صفحات کی کل تعداد ۱۴۳ ہیں۔

پروفیسر سید حسن نے لکھا ہے کہ تیس سال کی عمر تک عاجزؔ گیاوی کو تصوف اور معرفت (برہم گیان) سے دلچسپی نہیں تھی۔ جب دوستوں سے ان کے بارے میں بات چیت ہوتی تھی تو آپ کو چپ رہ جانا پڑتا تھا۔ پھر آپ نے تصوف، فلسفہ اور مذہب کی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا۔ اللہ نے آپ کو روشنی دکھلائی۔ آپ نے بہت جلد حقیقت کو پالیا اور اللہ تعالیٰ کی وحدت کے قائل ہوئے۔

فصیح الدین بلخی نے اپنی تصنیف ''ہندو شعرائے بہار'' / پروفیسر کلیم الدین احمد

نے ''کلیات شاد'' / پروفیسر نجم الہدیٰ نے ''مثنوی کا فن اور اردو مثنویاں'' اور عطاء اللہ پالوی نے اردو کے ہندو مثنوی نگار میں آپ کی مثنوی کا خصوصی ذکر کیا ہے۔

اس جگہ عاجزؔ گیاوی کی مثنوی ''بھاگوت گیتا'' کے ابتدائی چند اشعار پیش کئے جا رہے ہیں:

سوا تیرے اے ذات برتر صفات
نہ میں ہی ہوں کچھ اور نہ یا کائنات
ازل سے خدا وندا یکتا ہے تو
دوئی کی نہیں تجھ میں مطلق ہے بو
حقیقت میں ہے عنصروں سے تو پاک
نہ از آب و آتش نہ از بادہ و خاک
تری ذات کو آمد و شد نہیں
نہ آتا کہیں تو نہ جاتا کہیں
یہ عالم جو ظاہر ہے با آب و تاب
بے مثل سراب اور مانند خواب
یہ عاجزؔ کے دل کا ہے وہم و گمان
لفظ میں جو ہے جلوہ گر یہ جہاں

آخری بند ملاحظہ فرمائیں:

ہمیشہ تو اے عابد بے ریا
عبادت کی شرطوں کو لا کر بجا

مقرر یہی کر تو اپنی صدا
کریما بہ بخشائے برحال ما
کہ ہستم اسیرے کمند ہوا
یہ ہے وہ جہاں بے وفا بد شعار
نہیں اس کے رہنے کا کچھ اعتبار
یہ بہتر ہے اے عاجزؔ دل فگار
منہہ دل بریں دیر نا پائیدار
زسعدی ہمیں یک سخن یاد دار

غرض کہ میوالال عاجزؔ نے ''بھگوت گیتا'' کو اردو میں نظم کیا ہے۔ گیتا کی ابتدا انہوں نے جس طرح کی ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ انہوں نے ہندو عقائد کی جگہ مسلمانوں کے عقائد سے اثر قبول کیا ہے۔ عاجزؔ کی شاعری میں خدا کو اس کی مختلف صفات کے ساتھ متشکل کر کے اس کی پرستش کا عقیدہ نظر نہیں آتا جو عام طور پر ہندو مذہب کی اساس ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہندو شعرا مسلم کلچر سے کس قدر متاثر تھے۔

عاجزؔ گیاوی کی شاعری دو اہم نکات پر گھومتی ہے۔ اوّل یہ کہ عاجزؔ کے یہاں ایک خدا کا تصور ہے اور توحید پر یقین کامل رکھتے ہیں۔ اس لیے ان کی شاعری کا یہ بنیادی نکتہ ہے۔ عاجزؔ گیاوی نہ تشکیک کے شکار ہیں اور نہ کسی طرح کی توہم پرستی ان پر غالب ہے۔ اس لئے ان کی شاعری خدائے واحد کے تصور سے لبریز ہے۔ ان کی شاعری میں خدا سے والہانہ عقیدت کا برملا اظہار ملتا ہے۔ اس کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا

ڈاکٹر ابوالکلام

ہے کہ وہ صوفیانہ مزاج کے حامل تھے۔انسان دوستی اور بھائی چارگی ان کا نصب العین تھا۔اوران کے کلام میں جو معلومات کا خزانہ محفوظ ہے اس سے فائدہ اٹھایا جانا چاہئے۔

مجھے امید ہے کہ عاجزؔ گیاوی کو اردو شعراء کی اوّل صف میں جگہ دی جائے گی۔

ڈاکٹر سید شاہد اقبال

drsshahidiqbal@gmailcom



پیش لفظ

بہار کی بھی ہے شرکت بہارِ گلشن میں
لہو سے ہم نے بھی سینچا ہے باغ اردو کو

حمیدؔ عظیم آبادی

اردو ادب کی ترقی میں بہار نے نمایاں کردار ادا کیا ہے دہلی ،لکھنؤ اور حیدر آباد کے ادبی دبستانوں کی طرح دبستانِ عظیم آباد نے بھی راسخؔ عظیم آبادی اور شادؔ عظیم آبادی جیسے نامور شعراء پیدا کیے ہیں ۔ بہار کے نمایاں اردو شاعروں میں کچھ ہندو شعراء کے نام بھی آئے ہیں ۔ ان میں راجہ رام نرائن موزوںؔ ، پیارے لال الفتؔ ، بلدیو پرشاد اگروال عاجزؔ، منشی درگا پرشاد ستم ، بابو نند کشور لال مستؔ گیاوی ، شیو نرائن چودھری عارفؔ ، رائے ایسری پرشاد عطاؔ گیاوی ، مہاویر پرشاد برقؔ ، جگیشر پرشاد خلشؔ

گیاوی، اودھ کشور پرشاد کشتہ گیاوی، اور منشی میوہ لال عاجزؔ گیاوی کے نام شامل ہیں۔

عاجزؔ گیاوی کا شماران شاعروں میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنی شاعری سے اپنے دور کو متاثر کیا' عاجزؔ نے شعری تخلیقات کا ایک قیمتی سرمایہ چھوڑا ہے جن میں صنف مثنوی خاص طور پر قابل ذکر ہے مگر عاجزؔ گیاوی کی حیات وخدمات پر پردہ پڑا ہوا تھا، میں نے یہ کوشش کی ہے کہ انہیں پردۂ گمنامی سے باہر نکالا جائے تاکہ ایک صاحب کمال کو اس کا جائز حق مل سکے۔۔

میں نے عاجزؔ گیاوی حیات اور شاعری کو چار ابواب میں تقسیم کیا ہے جس کی تفصیل اس طرح ہے۔

باب اوّل میں عاجزؔ کا حیات نامہ ہے۔ اس میں عاجزؔ گیاوی کی تفصیلات درج ہیں ۔ نام وولدیت ، پیدائش وطن ،تعلیم و تربیت ملازمت ،شادی و اولاد ، شعروشاعری اور مجموعۂ کلام تلمذ ووفات کا ذکر ہے۔

باب دوم میں عاجزؔ کے استاد شادؔ عظیم آبادی اور ان کے چند ہندو تلامذہ کا ذکر ہے۔ اس کے علاوہ سناتن دھرم کی چند مقدس کتابوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

باب سوم میں عاجزؔ بحیثیت غزل گو، عاجزؔ بحیثیت مثنوی نگار اور عاجزؔ کی شاعرانہ حیثیت کا ذکر کیا گیا ہے۔

باب چہارم انتخاب کلام ہے۔ اس میں عاجزؔ گیاوی کی غزل ، رباعیات، مسدس اور مثنوی سے انتخاب شامل ہے۔

عاؔجز گیاوی کا کلام اپنی انفرادیت کے لحاظ سے منفرد شناخت رکھتا ہے۔عاؔجز گیاوی نے اردو زبان کو ہندو دھرم سے اس طرح جوڑ دیا ہے کہ جدید ہندستان کی عظیم تر روایت سیکولرازم SECULARISIM کی مضبوط اساس کا اعتراف لازمی ہے۔

میں نے اس کتاب کی تیاری کے سلسلے میں دربدر کی خاک چھانی اور قریہ قریہ گاؤں گاؤں کا سفر کیا۔شہر پٹنہ اور گیا کی لائبریری کا جائزہ لیا۔عاؔجز گیاوی کے آبائی وطن ’’گوہ‘‘ "GOH" ان کے گاؤں ’’لوہنڈی‘‘ تک پہنچا،قدیم بزرگوں سے گفتگو کی اور حالات جمع کئے۔میں ان تمام افراد کا شکرگزار ہوں جنہوں نے اس سلسلے میں مدد کی۔

میں اپنے کرم فرما پروفیسر محمد محفوظ الحسن (سابق صدر شعبہ اردو مگدھ یونی ورسٹی،بودھ گیا) اور ڈاکٹر شاہد رضوی (صدر شعبہ اردو،مگدھ یونی ورسٹی،بودھ گیا) کا بے حد ممنون و مشکور ہوں جنہوں نے میری رہنمائی اور وقتاً فوقتاً نیک مشوروں سے نوازا۔اس کے ساتھ اپنے والدِ محترم جناب علی احمد صاحب کی نیک خواہشات کی قدر کرتا ہوں اور ان کی درازئ عمر کے لیے دست دعا ہوں۔ساتھ ہی اپنے ماموں سابق ڈویزنل آرگنائزر انجمن ترقی اردو مگدھ کمشنری کا خصوصی طور سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔

میں ان تمام افراد کا شکرگزار ہوں جنہوں نے میرا تعاون کیا یا مجھے مفید مشوروں سے نوازا ہے۔

ابو الکلام



باب اول

میوہ لال عاجزؔ

نام ولدیت: میوہ لال نام، عاجزؔ تخلص، والد کا نام منشی پرتاپ نرائن، قوم کائستھ، پیشہ زمینداری۔

پیدائش: پروفیسر سید حسن نے عاجزؔ گیاوی کی تصنیف ''بھگوت گیتا''، منظوم (مطبوعہ ۱۹۳۹ء) کے پیش لفظ میں لکھا ہے کہ عاجزؔ کا انتقال ۴؍فروری ۱۹۳۱ء کو ہوا اور انتقال کے وقت ان کی عمر تقریباً اسی ۸۰ سال تھی۔ اس طرح ان کی پیدائش ۱۸۵۱ء قرار پاتا ہے۔

وطن: عاجزؔ گیاوی کا وطن قدیم گیا ضلع تھا...... موجودہ ضلع اورنگ آباد کے تھانہ گوہ میں موضع ''لوہنڈی'' (LOHANDI) ہے۔ ۴؍فروری ۱۹۷۳ء کو بہار ریاستی کابینہ کے مطابق قدیم ضلع کی تقسیم کر کے اورنگ آباد، نوادہ اور گیا تین اضلاع بنا دیا گیا تھا۔ اس کے بعد دوسری تقسیم یکم جولائی ۱۹۸۶ء کو گیا ضلع کی کی گئی جس کی رو سے جہان آباد اور گیا ضلع قائم کیا گیا۔ تیسری بار جہان آباد ضلع کی تقسیم ارول اور جہان آباد ضلع میں کی گئی۔ اس طرح قدیم ضلع گیا کے پانچ ضلعے ہو گئے

(۱) گیا (۲) اورنگ آباد (۳) جہان آباد (۴) نوادہ (۵) ارول۔ اسی اورنگ آباد ضلع کے شمال میں تھانہ ''گوہ'' "GOH" واقع ہے۔ ایک سڑک گیا سے پنچان پور (نزد ٹکاری) کو نیچ، گوہ ہوتے ہوئے داؤدنگر NH-83 قومی شاہراہ کو ملاتی ہے۔ اس کی دوری گیا سے گوہ 45KM اور گیا سے داؤدنگر 70 KM ہے۔ گوہ تھانہ گیا داؤدنگر سڑک پر واقع ہے۔ جونہی گوہ سے جانب مغرب داؤدنگر سڑک کی طرف بڑھتے ہیں تو تقریباً پانچ کیلومیٹر جانے کے بعد سڑک سے شمال جانب ''لوہنڈی'' گاؤں نظر آتا ہے۔ گوہ سے ایک سڑک رفیع گنج جاتی ہے۔ نئی سڑک پن پن ندی پر نیا پُل حمید نگر کے قریب بن رہا ہے جو اوپھرا (UPHARA) ہوتے ہوئے کرپی پہنچ جاتی ہے جہاں سے جہان آباد، ارول سڑک میں مل جاتی ہے گویا گوہ "GOH" سڑکوں کے مقام اتصال پر واقع ہے۔ ایک گاندھی ہائی اسکول اور پروجیکٹ گرلس ہائی اسکول اور ایک انٹر کالج واقع ہے۔

تعلیم وتربیت / ملازمت: عاجزؔ گیاوی کا تعلق قوم کائستھ سے تھا جو علم وادب کا دلدادہ تھا۔ جہاں گھر گھر میں شعروں کے چرچے تھے۔ ان لوگوں کا سرکاری ڈگریوں میں بھی بڑا حق تھا۔ اس لئے عاجز گیاوی کے والد نے ان کی تعلیم و تربیت میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ ان کو اردو، فارسی، ہندی، سنسکرت کے علاوہ انگریزی کی اچھی تعلیم دلوائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد عاجزؔ محکمہ پولس میں انسپکٹر بحال ہو گئے۔

عاجزؔ گیاوی اپنی محنت اور لگن، ایمانداری اور دیانت داری سے بہت جلد ہر دلعزیز ہو گئے۔ افسران بالا پران کا اعتبار کیا جانے لگا اور عوام وخواص انہیں چاہنے لگے۔ اس طرح عاجزؔ گیاوی نے اپنی ملازمت خوش اسلوبی سے مکمل کی۔

شادی واولاد : ......جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ میوہ لال عاجزؔ اپنے والد منشی پرتاپ نرائن کے اکلوتے اولاد تھے۔منشی پرتاپ نرائن کا تعلق زمیندار طبقے سے تھا۔ان کا گاؤں ''لوہنڈی''، پُن پُن ندی کے کنارے واقع ہے اس لئے فصل اچھی ہوجاتی تھی۔گویا کہ عاجزؔ گیاوی کا خاندان خوشحال تھا جب ان کی شادی ہوئی تو ان کی بیوی ایک خوش سلیقہ گھریلو خاتون تھیں وہ اپنے شوہر کو بھگوان کی طرح مانتی تھی۔وہ ایک پڑھی لکھی خاتون تھیں۔پروفیسر سید حسن نے لکھا ہے کہ عاجزؔ گیاوی نے اپنی اہلیہ کو بھی اردو لکھنا پڑھنا سکھا دیا تھا تا کہ وہ عاجزؔ گیاوی کے کلام سے استفادہ کرسکیں۔

عاجزؔ گیاوی کے دو اولاد کا ذکر ملتا ہے۔ایک لڑکے بابو جمنا پرشاد ایم۔اے۔ایم ایس سی (کیمبرج) تھے جو پٹنہ یونیورسیٹی کے راجسٹر بھی ہوئے۔

دوسرے ان کی صاحبزادی جن کی شادی شہر گیا کے نامور شاعر اور مشہور ایڈوکیٹ بابو کیدار ناتھ ورمؔا سے ہوئی تھی۔بابو کیدار ناتھ ورما اردو کے ایک اچھے شاعر تھے اور کلام خوش الحامی سے پرھتے تھے۔

شعروشاعری اور مجموعۂ کلام: عاجزؔ گیاوی کا خاندان شعروشاعری کا دلدادہ تھا۔ان کو شعری شوق وذوق وراثت میں ملا تھا جو اس وقت کائستھ قوم کے یہاں رائج تھا۔انہوں نے تمام مروجہ کتب کا مطالعہ کیا تھا عاجزؔ کا ملازمت کے دوران دربھنگہ، آرہ اور پٹنہ میں تبادلہ ہوا۔لہٰذا انہوں نے وہاں کے شعری ماحول سے استفادہ بھی کیا۔اس سے ان کے شعری استعداد میں نکھار آ گیا جو ان کی شاعری میں ہر جگہ جھلکتا ہے۔

عاجزؔ اردو اور فارسی کے علاوہ انگریزی زبان اچھی طرح جانتے تھے فلسفہ سے

آپ کو خاص دلچسپی تھی ۔ ہندو، مسلمان اور عیسائی سب کی مذہبی کتابوں کا انہوں نے مطالعہ کیا تھا ۔ سب لوگ آپ کے علم اور قابلیت کو مانتے تھے اور تصوف وفلسفہ کے بارے میں آپ سے بہت کچھ سیکھتے تھے ۔ آپ کی تقریر کا بھی لوگوں کے دلوں پر بہت اثر پڑتا تھا ۔

لہٰذا! جب آپ ملازمت سے سبکدوش (جولائی ۱۹۱۲ء میں) ہوئے تو آپ نے اس موقع کو غنیمت جانا اور خدا کی یاد میں لگ گئے ۔ خدا کی محبت میں سچے جذبات کو آپ نظم میں بیان کرتے ہیں اس طرح ان کی چھوٹی چھوٹی کتابیں منظر عام پر آئیں مثلاً ۔

۱۔ سرّ توحید
۲۔ کریما اختصار
۳۔ چشمہ آب حیات
۴۔ رام گیتا
۵۔ آتما پوجن
۶۔ گیتا منظوم
۷۔ گنجینۂ علم توحید

ان کی اشاعت شعری ادب کے سرمائے میں بیش بہا اضافے تصور کئے جاتے ہیں ۔ یہاں اس بات کا اظہار بے جا نہ ہوگا کہ پروفیسر سید حسن نے (بھگوت گیتا منظوم) کا پیش لفظ لکھا ہے جبکہ جگیشر پرشاد خلشؔ نے کلید گنجینۂ توحید کی اشاعت کا قطعہ تاریخ تحریر فرمایا ہے ۔

اہل وطن اور صوفی مشرب تھے۔ شعری سخن سے شغف رکھتے تھے۔ کلیات میں محمود علی خاں صباؔ کے حوالے سے کلیم الدین احمد اور قیسؔ نے عاجزؔ گیاوی کو شادؔ عظیم آبادی کا شاگرد کہا ہے (آپ کے حالات اور کلام تذکرۂ ہندو شعراء مولفۂ فصیح الدین بلخی اور قیسؔ کی کتاب شادؔ عظیم آبادی سے لئے گئے ہیں) فصیح الدین بلخی شاعری میں عاجزؔ گیاوی کے استاد کے بارے میں خاموش ہیں۔

تلامذہ شادؔ کے مرتب سید نعمت اللہ نے شادؔ عظیم آبادی کے سو ۱۰۰ سے زائد شاگردوں کی فہرست، حالات زندگی اور نمونۂ کلام ترتیب دی ہے۔ اس میں انہوں نے عاجزؔ گیاوی کو بعد از تحقیق شاد عظیم آبادی کا شاگرد تسلیم کیا ہے۔ (تلامذہ شاد ص ۱۸۶)

عاجزؔ گیاوی کے انتقال کے بعد بھگوت گیتا منظوم اردو (۱۹۳۹ء) رام نرائن لال پریس الہ آباد سے شائع ہوئی جس کا پیش لفظ سید محمد حسن نے لکھا تھا۔ پروفیسر حسن نے بھی عاجز گیاوی کے سلسلۂ تلمذ کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے...... پروفیسر سید حسن کی اطلاع کے بموجب عاجزؔ گیاوی نے اپنی اہلیہ کو بھی اردو لکھنا پڑھنا سکھایا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انکا دل و دماغ عشقِ اردو سے کتنا لبریز تھا۔

خود عاجزؔ گیاوی نے بھی اپنے ذاتی زندگی کے بارے میں زیادہ کچھ نہیں لکھا ہے ان کی کتاب جوان کی زندگی میں شائع ہوئی یا وہ کتابیں (شعری مجموعہ بھگوت گیتا منظوم) جو بعد از مرگ زیور طبع سے آراستہ ہوئی ان میں عاجزؔ گیاوی نے یا ان کے اہل خانہ نے بھی توجہ نہیں دی۔ لہٰذا ان کے بارے میں دنیا کو زیادہ علم نہیں ہو سکا۔

سچ تو یہ ہے کہ عاجزؔ گیاوی نے اردو، فارسی تعلیم وراثت میں پائی تھی۔ اس کے علاوہ

ہندی، سنسکرت اور انگریزی پر بھی انہوں نے عبور حاصل کیا تھا۔

راقم کو دورانِ تحقیق یہ بات سامنے آئی ہے کہ عاجزؔ گیاوی کی شاعری میں نکھار دربھنگہ اور پٹنہ (مال سلامی) میں قیام کے زمانے میں پیدا ہوا۔ عاجزؔ کا قیام عظیم آباد ایک نعمت ثابت ہوا۔ یہ وہی زمانہ ہے جب چہار طرف شعر و شاعری کے چرچے تھے شاعری کی محفلیں روزانہ سجائی جارہی تھیں۔ بلا تفریق مذہب و ملت ہر خاص و عام کو شرکت کی اجازت تھی گلدستہ پیام یاد کے قدیم شماروں میں اس کے روداد شائع ہوتے تھے۔ عاجزؔ کا کلام بھی اس میں شائع ہو رہا تھا۔

وفات! ......عاجزؔ گیاوی نے شادؔ عظیم آبادی کا آخری دور دیکھا تھا۔ چونکہ ۱۹۱۲ء تک ملازمت میں پٹنہ کے مال سلامی کے تھانہ میں انسپکٹر آف پولس کے عہدے پر فائز تھے اس کے بعد ملازمت سے سبکدوش ہو کر بھی پٹنہ میں اپنے بیٹے بابو جمنا پرشاد کے ساتھ رہتے تھے۔ یہی شاد عظیم آبادی کا آخری زمانہ بھی ہے۔

شادؔ عظیم آبادی کی وفات ۱۹۲۷ء کے بعد وہ اپنے آبائی شہر گیا میں اپنے داماد بابو کیدار ناتھ ورما ایڈوکیٹ کے یہاں چلے آئے جہاں انہیں قلبی سکون ملا۔ شہر گیا جہاں گوتم بدھ کو عرفان حاصل ہوا تھا۔ جہاں راجہ دشرتھ کے بیٹے شری رام پنڈ دان کے لئے پدھارے تھے۔ ۴ر فروری ۱۹۳۱ء کو شام کے پانچ بجے عاجزؔ گیاوی نے آخری سانس لی ......ان کی چتا کو وشنو پد کے قریب پھلگو ندی کے کنارے سپرد آتش کیا گیا۔ ان کے بیٹے بابو جمنا پرشاد نے ان کی چتا کو مکھ اگنی دی۔

اس طرح اردو کا ایک عظیم شاعر اور ایک بڑا فلسفی سورگ باش ہو گیا......!!!



باب دوم

(الف) شادؔ عظیم آبادی بحیثیت استادِ سخن

منشی میوہ لال عاجزؔ گیاوی' شاد عظیم آبادی کے شاگرد تھے۔اس لئے میں دبستان عظیم آباد کے اس نمائندہ شاعر شادؔ عظیم آبادی کا مختصر تعارف نیز ان کے چند اہم ہندو تلامذہ کا تذکرہ بھی ضروری سمجھتا ہوں جو عاجزؔ گیاوی کے معاصر بھی تھے تاکہ عاجز گیاوی کی شاعری کا منظر اور پس منظر واضح ہو سکے۔

شادؔ عظیم آبادی

شادؔ کا پورا نام سید علی محمد تھا اور تخلص شادؔ کرتے تھے۔عوام وخواص سے سید الشعراء کا خطاب پایا۔حکومت کی طرف سے خان بہادر کا خطاب ملا۔۱۹ رمحرم ۱۲۶۲ھ مطابق ۷ رجنوری ۱۸۴۶ء کو شاد اپنی ننھیال محلّہ پورب دروازہ عظیم آباد میں پیدا ہوئے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آپ اپنی جاگیر موضع نیورہ میں پیدا ہوئے مگر عام طور پر محلّہ پورب دروازہ کو ہی آپ کی جائے ولادت کہا جاتا ہے۔آپ کے والد سید اظہارؔ حسین زیدی عرف سید عباس مرزا اور والدہ عارفہ بیگم تھیں۔پانچ سال کی عمر میں اپنی ننھیال میں شادؔ کا مکتب ہوا۔اس کے بعد وہ اپنے ددھیال محلّہ حاجی گنج چلے آئے۔پورب دروازہ اور حاجی گنج دونوں محلے پاس پاس واقع ہیں۔شادؔ کا تعلق ایک بے حد معزز اور معروف خاندان سے تھا جس کے زیادہ تر افراد رؤسا اور امراء میں شمار ہوتے تھے۔

شادؔ کے دادا سید تفضّل علی عرف میرن صاحب کا شجرۂ نسب یوں ہے۔

حضرت علیؓ، حضرت امام حسینؑ، حضرت امام زین العابدین، عبداللہ باہر، محمد

ارقط، محمد اسماعیل، محمد عبداللہ، خلیل حقانی، حمزہ، یحیٰ، علی، عبداللہ حسین، حسین فیروزی، سید برہان، کبیر المشائخ عصمت اللہ، محمد عادل، محمد برہان، عبداللہ علی، جعفر، قاسم، محمد نور، (بہ عہد بہادر شاہ اول واردِ ہندوستان ہوئے) سید دانش مند زوج دختر خواجہ بہاء الدین نقشبندی پیر رستم علی، (وارد عظیم آباد) یہاں بعض جگہ سید پہاڑی کا نام بھی آیا ہے، میر مردان علی خاں عرف مدد علی خاں، داروغہ برادران صولت جنگ بحوالہ سپرو تاریخ مظفری (مظفر نامہ) میر صفدر علی، میر غلام علی حیدر عرف میر قبز علی وحید الملک زوج گمانی بیگم دختر سید اولاد علی خاں بارہہ، سید تفضّل علی عرف میرن صاحب زوج صاحب بیگم (حج کر کے واپس آرہے تھے جہاز سمندر میں غرق ہو گیا) سید اظہار حسین عرف سید محمد عباس مرزا، سید علی محمد شادؔ۔

شادؔ نے ''تذکرۃ الاسلاف'' میں تحریر کیا ہے کہ اس خاندان میں حسن فیروزی شیراز کے بادشاہ تھے اور کبیر المشائخ ہرات کے بادشاہ تھے۔ شاد کے اجداد میں سید محمد نور بہادر شاہ اول عہد میں واردِ ہندوستان ہوئے سید محمد نور کے صاحبزادے سید محمد دانشمند کی شادی دختر خواجہ بہاء الدین نقشبندی سے ہوئی۔ دانشمند گجرات ٹھٹھہ اور ملتان کی صوبہ داری پر مامور رہے سید دانش مند کے پسر سید رستم علی خاں کو امیر الامراء نے پرگنہ مالدہ وغیرہ میں جاگیر عطا کی اور صوبہ بہار روانہ کیا۔ پیر رستم علی نے عظیم آباد محلّہ پادری کی حویلی میں رہائش اختیار کی۔ میر مردان علی فوج بنگلہ میں سپہ سالار تھے فخر الدولہ نواب علی نقی خاں، شاہ عالم ثانی سے خطاب یافتہ تھے۔ نواب فخر الدولہ نواب سید علی نقی خاں کے والد نواب ہدایت علی خاں اسد جنگ عظیم آباد کے نائب صوبہ دار تھے۔ نواب مذکور پٹنہ کے ناظم اور مراد آباد کے فوجدار بھی رہے۔ نواب ہدایت علی خاں کا مدفن حسین آباد جپلا میں ہے۔ سید قبز علی خاں، وحید الملک شاہ عالم بادشاہ دہلی سے خطاب یافتہ تھے۔ نواب اسد جنگ کے پوتے سید کاظم علی خاں پسر نواب فخر الدین علی نقی خاں کی شادی سید قبز علی خاں کی بڑی صاحبزادی بدر النساء سے ہوئی تھی اور اسد

جنگ کے پسر سید علی خاں کے خلف ہادی علی خاں کی شادی منیر النساء دختر سید قنبر علی خاں سے ہوئی تھی۔غلام حسین خاں (صاحب سیر المتاخرین) اور فخر الدولہ علی نقی خاں پسران اسد جنگ اور پدر اسد جنگ شاہ علیم الدین بن شاہ فیض اللہ کا مزار نون گولہ عظیم آباد میں ہے۔شاؔد کے دادا سید تفضّل علی خاں ضلع الہ آباد کے تحصیلدار تھے۔۱۲۶۴ھ میں سعادت حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر واپس آرہے تھے کہ جہاز سمندر میں غرق ہو گیا اور وہ بھی جان بحق ہو گئے۔شاؔد کے والد سید اظہار حسین الہ آباد کے قریب شاؔد کے نانا مہدی علی خاں کی جاگیر پر پیدا ہوئے۔۱۲۹۰ھ میں وفات پائی اور مقبرہ شاہ عظیم اللہ، نون گولہ عظیم آباد میں دفن ہوئے۔

حاجی گنج منتقل ہونے کے بعد شاؔد کی تعلیم شروع ہوئی۔سید رمضان علی شیخ برکت اللہ اور سید فرحت حسین پدر عنایت حسین امداد شاگرد شاؔد سے مکتب کی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔سات برس کی عمر میں میر سید محمد فیض آباد سے محاورے کا صحیح استعمال سیکھا۔میرزا حبیب قاآنی کے ایران کے ہم مشاعرہ حاجی محمد رضا اصفہانی اور ناخدا شیرازی کی صحبتوں میں رہ کر فارسی اس قدر پڑھی کہ اردو عبارت کا فارسی میں ترجمہ کرسکتے تھے اور فارسی میں روانی سے گفتگو کرسکتے تھے متذکرہ بالا دونوں حضرات عظیم آباد میں دس برس تک مقیم رہے۔نو برس کی عمر میں اتنی استعداد پیدا ہوگئی کہ فارسی میں اہل زبان کی طرح تحریر وتقریر کرنے لگے اور ان کی صلاحیتوں کو دیکھ کر انہیں ''بچہ اصفہان'' کا خطاب ملا۔علاوہ ازیں شیخ علی باقر آباد، شاگرد شاؔد کے والد شیخ آغا جان سے فارسی اور مولوی سید عبداللہ شاہ فاضل کشمیری سے عربی کی تعلیم حاصل کی۔عطا اللہ شاہ بخاری سید عبداللہ شاہ کے نواسے تھے۔اسی زمانے میں کھرو در لال کے کٹرہ اور دیوان محلّہ کے شیش محل سے اٹھا کر سیٹی ہسپتال کی پشت قائم کیا گیا۔شاد نے وہاں ناظر وزیر علی عبرتی اور مولوی آغا محمد سے فارسی اور عربی مسٹر فریزر سے انگریزی پڑھی لیکن چند ماہ بعد اسکول شاہ مراد والی کوٹھی بانکی پور منتقل کردیا گیا۔دوری کی وجہ سے شاؔد

کا وہاں جانا موقوف ہوا۔ بعد زاں مولوی لطف علی سے اور اس کے بعد مولوی محمد اعظم فاضل پھلواری شریف سے ''شرح مسلم'' اور دوسری کتابیں حکیم گلزار علی سے اور دینیات مولوی سید مہدی شاہ کشمیری سے پڑھیں۔ حکیم شیخ محمد علی لکھنؤ سے طب اور مولوی شیخ آغا محمد سے ادبیات وفن معانی وبیان وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔ پنڈت کالی چرن اور پنڈت بشن دت سے پنگل، عروض، سنسکرت پڑھی۔ اسماعیل ابوالرحمٰن شادؔ کو انگریزی نظموں کا ترجمہ کر کے سناتے تھے۔

ابتدا میں ناظر وزیر علی عبرتی سے اور میر تصدق حسین زخمی (بعض جگہ نظمی لکھا ہے) سے غزلوں پر اصلاح لی۔ یہ سلسلہ بہت مختصر تھا۔ فن شاعری کی تکمیل شاہ الفت حسین فریاد سے کی ہے۔ قرین قیاس ہے کہ جب شاہ صاحب کلکتے میں مقیم تھے تب سید فرزند احمد صفیر بلگرامی شاگرد غالبؔ سے وقتاً فوقتاً اپنا کلام دکھایا ہو لیکن شادؔ کو صفیر کی شاگردی سے انکار تھا۔

یہاں شادؔ کے بعض استادوں کے مختصر حالات بیان کر دیئے جائیں تو بہتر ہوگا۔

ناظر وزیر علی عبرتی راجہ پیارے لال الفتی کے شاگرد تھے۔ وطن قصبہ باڑھ ضلع پٹنہ تھا لیکن پٹنہ ہی میں قیام کرتے تھے۔ کسی زمانے میں کچہری میں ناظر کے عہدے پر فائز تھے اس لئے ناظر کہلاتے تھے۔ قیب العہد اور معاصرین شعراء کے دو تذکرے لکھنے کے علاوہ یوسف زلیخا اور سکندر نامہ کو نثر میں لکھا۔

میر تصدق حسین زخمی محلہ مغل پورہ میں رہتے تھے۔ بڑے پاکباز قابل اور باخدا بزرگ تھے۔ عربی، فارسی پر مکمل عبور رکھتے تھے۔ شادؔ اپنے استاد شاہ الفت حسین فریاد کی ہدایت پر کتاب مختصر المعانی، حدائق البلاغت اور فنون وعروض وقوافی کے چند رسالے میر صاحب سے پڑھے۔ حیات فریاد میں شادؔ رقمطراز ہیں کہ ''کبھی اپنا کلام انہیں دکھلایا تو دیکھ لیا لیکن شاہ صاحب کا اس قدر احترام کرتے تھے کہ کبھی اصلاح نہ دی۔ سید شاہ الفت حسین فریادؔ، خلف سید شاہ نور الحسن کا مولد موضع اوساس دیورہ، ضلع

گیا اور مسکن عظیم آباد تھا۔ ۱۲۱۹ھ (۱۸۰۳ء) میں پیدا ہوئے۔ اسکول میں فارسی کے مدرس تھے۔ ۱۸۳۸ء میں مرشد آباد میں تین برس تک مرشدزادوں کے اتالیق رہے۔ ۱۸۴۲ء میں نظامت کی طرف سے سفیر بنا کر کلکتہ بھیجے گئے۔ سولہ برس تک اس عہدے پر فائز رہے۔ پھر مستعفی ہو کر اخبار ''گیتی نما'' نکالا۔ اس اخبار کے بند ہونے کے بعد سلطان الاخبار اور اس کے بعد ''دوربین'' اخبار نکالا پینتس (۳۵) سال کلکتے میں قیام کے بعد ۱۸۷۴ء میں مستقل پٹنہ آ گئے۔ ۱۸۸۰ء یا ۱۸۸۱ء میں انتقال فرمایا اردو میں اپنے ماموں سید شاہ جمال جمالؔ سے اور فارسی میں سید شاہ وارث علی اشکی سے تلمذ تھا۔ عبدالغفور سیاح نے آپ کو راجہ پیارے لال الفتی کا شاگرد بتایا ہے فارسی تصانیف میں مثنوی ''گنجینۂ عشق''، ''دبستانِ اخلاق''، مثنوی ''روضہ المعانی'' چھ سات ناتمام مثنویاں ایک غزلوں کا دیوان اور دس بارہ قصیدے ہیں۔ اردو میں ایک قصیدہ ''طلسم جہاں'' اور غزلیں ہیں۔

شادؔ کی پہلی شادی ۱۲۸۳ھ میں آغا میر عرف میر نگی جان کی صاحبزادی کلثوم فاطمہ سے ہوئی۔ میر صاحب کے اجداد پھلواری شریف کے باشندے صوفی مشرب تھے۔ میر نگی اپنے ننہیال حاجی گنج، عظیم آباد کے رہنے والے تھے جہاں مادری ترکہ میں انہیں کافی جائداد ملی تھی۔ کلثوم فاطمہ ایک دولت مند باپ کی بیٹی نہایت سلیقہ مند لیکن خوبصورت نہ تھیں جبکہ شادؔ خوبصورت تھے اور اپنی سسرال میں شہزادے دولہا کہلاتے تھے۔ ساری زندگی نباہ نہ ہونے کی وجہ سے شادؔ کی اہلیہ کا قیام میکے میں رہا۔ کلثوم فاطمہ سے آٹھ اولاد ہوئیں سات اولادیں یکے بعد دیگرے ایام رضاعت میں انتقال کر گئیں۔ آخری اولاد نواب سید حسین خاں نہایت ضعیف الخلقت پیدا ہوئے۔ فرزند کی پیدائش کے ایک دن بعد کلثوم فاطمہ کا انتقال ہو گیا۔ پہلی اہلیہ کے انتقال کے چار سال بعد بعض بزرگوں کے اصرار پر کلکتے میں احمد میر نواب کی حقیقی بہن سے دوسری شادی کی جس سے ایک صاحبزادی ہوئی جن کی شادی مولوی جعفر وکیل سے ہوئی۔

شادؔ کی شاعری کی ابتدا بیت بازی سے ہوئی۔اس زمانے کے اشعار ملتے ہیں۔ایک شعر تلنگی یعنی پتنگ کے بارے میں ہے ؎

جو کوئی اس تلنگی کو لوٹے سنگ آفت سے اس کا سر ٹوٹے
اس کے گھر ہو بے سبب لڑائی اس کی جورو بھی بے سبب چھوٹے

شادؔ نے ادب کے اصناف میں نظم اور نثر دونوں ذریعہ اظہار میں طبع آزمائی کی۔وہ ایک منفرد اور قادر الکلام شاعر، مشاق ادیب، ناقد، ناول نگار، زبان داں، سوانح نگار، مورخ اور مصلح قوم تھے انہوں نے اپنے فن کو ارفع واعلیٰ مقام پر پہنچایا۔ان کا فن کثیر الجہت ہے۔آپ ایک صاحب طرز مفکر اور اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ نثر میں انہوں نے تذکرے، تاریخ، سوانح، لسانیات، اخلاقیات، تحقیق، تنقید، صحافت، نحو اور ناول پر طبع آزمائی کی اور بچوں کے لئے اردو اور فارسی کی ابتدائی تعلیم کے لئے بھی کتابیں لکھیں۔غرض ایک وسیع میدان کا احاطہ کیا۔

شاعری میں غزل، نظم، رباعی، قصیدہ، قطعہ مثنوی، مسدّس، مرثیہ، نوحہ، سلام، نعت اور حمد سبھی اصناف میں اپنے فن کا لوہا منوایا انہیں صرف شاعری میں نہیں بلکہ نثر میں استاد کا درجہ حاصل ہے لیکن شاعری ہی شاد کی بنیادی شناخت ٹھہرتی ہے اور شاعری میں غزل ان کی قدر اول کی چیز ہے وہ غزل گوئی میں شہر آفاق تھے۔آپ اپنے فن میں یکتا و یگانہ تھے اور مخصوص رنگ کے مالک تھے۔آپ کا کلام فلسفے اور تصوف کے مضامین کا حامل اور اخلاق و معرفت کا سر چشمہ ہے۔جس میں دل کش انداز بیان، سوز و گداز، ماتم و فریاد، حسرت و یاس، درد و غم، پیرانہ سالی، مفلسی، حرماں نصیبی اور زندگی سے بیزاری پائی جاتی ہے۔شادؔ نے خواجہ میر درد، میر تقی میرؔ اور آتشؔ کے رنگ میں شاعری کی اور ان شعراء کے کلام سے استفادہ کیا۔کہیں کہیں مومنؔ اور غالبؔ کا رنگ بھی پایا جاتا ہے۔حافظ کے کلام سے بھی شادؔ نے استفادہ کیا ہے۔ان کے کلام میں میرؔ اور دردؔ کا گداز، مومن کی نکتہ سنجی، غالب کی بلند پروازی اور داغؔ کی سلاست ہے۔

جب شاؔد نے ہوش سنبھالا تو غاؔلب کا آخری دور تھا سر سید حاؔلی، حسرؔت موہانی، اکبر الہ آبادی، علامہ محمد اقباؔل اور سر عبد القادر وغیرہ سے شاؔد کے گہرے روابط تھے۔ ۱۸۹۸ء میں ایک دفعہ شاؔد نے دہلی میں اپنا ایک مولود شریف الطاف حسین حاؔلی کو سنایا۔ حاؔلی کے اسرار پر شاؔد علی گڑھ بھی گئے اور ایک جلسے میں اپنا وہ مولد شریف سنایا اور متعدد رباعیاں لکھ کر سر سید کو دیں جن کی تعریف سر سید، حاؔلی، شبلی اور ڈاکٹر ارنیلڈ نے کی۔ سر سید کے بارے میں شاد کی رباعیاں پیش ہیں۔

سید بھی فدائے قوم ہے جد کی طرح
کی کس نے کد اس وقت تک اس کد کی طرح
اللہ سے میری یہ دعاء ہے اے شاد
محمود ہو قوم سید احمد کی طرح



سرمایۂ عمر جاودانی ہے یہی
اس قوم کی دلچسپ کہانی ہے یہی
اب صفحۂ دنیا سے مٹے گی نہ کبھی
سید تری ہمت کی نشانی ہے یہی

پورا مری اک عمر کا ارمان کیا
کس لطف سے ہر طرح کا سامان کیا
سید سے ملا یہ مدرسہ بھی دیکھا
حاؔلی نے بہت بڑا یہ احسان کیا



(ب) شادؔ کے چند ہندو تلامذہ

ا۔ عارفؔ عظیم آبادی

نام شیو نرائن چودھری، تخلص عارف، خلف بابو لالہ چودھری سکونت ! محلّہ حاجی گنج عظیم آباد ۱۸۸۰ء میں پیدا ہوئے۔ اردو کے حامیوں میں تھے اردو سے خاص شغف رکھتے تھے۔ تصوف کی کتابوں کے مطالعے کا بھی شوق تھا شعر و سخن سے لگاؤ رکھتے تھے۔ ان کا کلام پاکیزہ ہوتا تھا۔ کلام میں بڑے بڑے مسائل ہمہ اوست نہایت خوبی اور سہولت کے ساتھ نظم کئے ہیں۔ قیس نے اپنی کتاب سوانح شادؔ عظیم آبادی مطبوعہ ۱۹۲۵ء میں عارف کی عمر تقریباً پچاس سال بتائی ہے۔ ۱۹۶۲ء سے چند سال قبل انتقال ہوا۔

نمونۂ کلام:

ازل سے لائے جو مستی تھی اس کی خو نہ گئی
جو تھی خمیر کے اندر وہ رنگ و بو نہ گئی
یہ طنز کہتی ہے پھولوں سے کھلکھلا کے کلی
تمہارا رنگ نہ بدلا، ہماری خو نہ گئی
تو خال خط کے محاسن کو چھوڑ اصل کو دیکھ
مکیں کی زینت و رونق مکاں چھوڑ گئی
میں رو کے اشکوں سے خود اپنے ہو لیا طاہر

حریم دل میں تیری یاد بے وضو نہ گئی
وہ نخل تازہ وتر تھا خیال اے عارف
کہ سوکھ جانے پہ بھی طاقت نمو نہ گئی



۲۔ عاشقؔ عظیم آبادی:

نام بابو جگر ناتھ پرشاد عرف ببّو، تخلص عاشقؔ خلف منشی رادھا کرشن، قوم، کھتری سرین، سکونت، محلہ چھوٹی پٹن دیبی، پٹنہ۔ ۲۰/ اکتوبر ۱۸۶۱ء کو پیدا ہوئے۔ اردو کے علاوہ فارسی میں بھی دخل رکھتے تھے شاعری کا ذوق تھا ۲۲/ سال کی عمر میں شادؔ عظیم آبادی سے شرف تلمذ حاصل ہوا۔ خلیق اور منکسر المزاج تھے۔ کلام پسندیدہ ہوتا تھا۔ صاحب دیوان تھے۔ ۱۸۹۵ء میں دیوان موسومہ بہ ''کارنامۂ عشق'' شائع ہوا۔ ۱۶/ اپریل ۱۸۹۴ء کو بعارضۂ سل انتقال کیا۔

عاشقؔ کے اشعار پر شادؔ کی اصلاحات کے چند نمونے پیش ہیں پہلے عاشقؔ کا شعر قبل اصلاح ہے اور اس کے بعد اس شعر پر شادؔ کی اصلاح ہے۔

بعد مردن پھر نہیں آئے نظر
مثل عنقا ہیں یہ پتلے خاک کے
بعد مردن پھر نہیں آئے نظر
ہوتے ہیں عنقاء یہ پتلے خاک کے



اے شب غم! گور میں لے چل تو احساں ہو ترا
نیند سے سوئیں گی جی بھر کر وہاں آرام سے
اے شب غم! گور میں لے چل تو احساں ہو ترا

نیند بھر سوئیں گے تا محشر وہاں آرام سے
چلتے ہی ہم کو تپ غم میں صبا نے پھونکا
خاک ہونے بھی نہ پائے تھے کہ برباد ہوئے
جلتے ہی تھے کہ صبا تو نے اڑا کر پھینکا
خاک ہونے بھی نہ پائے تھے کہ برباد ہوئے

نمونۂ کلام:

رہا نہ ہوش ترے عشق میں بچا اپنا
بتوں کو سجدہ کیا جان کر خدا اپنا
گلی میں یار کی اللہ ری بے خودی اپنی
میں سب سے پوچھتا پھرتا ہوں خود پتا اپنا

•••

کوئی کہتا ہے مسلماں ، کوئی آزاد مجھے
قدرداں خوب ملے ہیں یہ خداداد مجھے

☆

کیا خوب عشق ہے کہ اسے جانتے نہیں
مرتے ہیں جس پہ ہم اسے پہچانتے نہیں
ناصح تو مجھ کو قیس کی ہرگز نہ دے مثال
ہم تو سنی سنائی کبھی مانتے نہیں

☆

قید کچھ دل پہ نہ تھی زلف گرہ گیر میں بھی
ہم تو آزاد رہے خانۂ زنجیر میں بھی

اک حسیں ہم نے تصور میں بنا رکھا تھا
وہی صورت نظر آئی تیری تصویر میں بھی

۳۔ عطاؔ عظیم آبادی:

نام رائے ایسری پرشاد تخلص عطاؔ۔ خلف رائے بچھی پرشادؔ سکونت محلّہ کالی استھان منگل تالاب کے مشرق میں جو سڑک پٹنہ سیٹی اسکول کے سامنے سے ہوتی ہوئی کالی استھان کو جاتی ہے۔ وہ ٹھیک رائے صاحب کی کوٹھی کے پھاٹک تک جاتی ہے کوٹھی انگریزی طرز پر تعمیر شدہ ہے۔ تقریباً ۱۸۵۵ء میں پیدا ہوئے۔ عظیم آباد کے رئیسوں میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ رائے صاحب نے بیاہتا بیوی کے مرنے کے بعد کلکتہ میں برطانوی نژاد ہندوستانی زنِ عیسائی سے شادی کی تھی جس کے بطن سے میلکم جیمس سنہا اور اڈون جیمس سنہا تھے۔ رائے صاحب بالکل جوگیوں کے جیسے وضع رکھتے تھے لیکن آپ کے گھر کی معاشرت انگیزوں کے جیسی تھی۔ شعروسخن سے از حد شغف تھا۔ اردو زبان کے حامیوں میں تھے۔ اولوالعزم اور علم دوست تھے۔ علم عروض پر ایک رسالہ ''عروض عطا'' بھی تصنیف کیا تھا۔ آپ کا مکمل دیوان آپ کے صاحبزادے رائے میلکم جیمس سنہا اور اڈون ہوریس سنہا کے پاس موجود تھا تیس صفحات کا دیوان عطا کا ایک قلمی نسخہ خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری میں موجود ہے۔

۱۳ر جنوری ۱۹۲۵ء کو تقریباً ستر سال کی عمر میں انتقال کیا۔ پہلے سید عنایت حسین امداد سے اصلاح لی۔ پھر شادؔ عظیم آبادی کے حلقہ تلامذہ میں شامل ہوئے اور ان میں عطا کو ممتاز مقام حاصل تھا۔ ڈاکٹر کلیم عاجز رقم طراز ہیں:

''کلام میں روانی، سلاست اور سادگی پائی جاتی ہے، تصوف سے خاص شغف تھا۔ طبیعت پیدائشی فلسفیانہ تھی۔ بچپن ہی سے غور و فکر کی عادت تھی شعروسخن میں مسائل تصوف اور دوسرے حکیمانہ

فلسفیانہ مضامین بڑے شاعرانہ انداز میں نظر کرتے ہیں......''

نمونۂ کلام:

ذکر میری وفا کا سن کے کہا
کیسی بے مثل یہ کہانی ہے

۱۹۲۲ء کے مشاعرے واقع محلّہ لودی کٹرہ بمکان شاہ اقبال، رئیس لودی کٹرہ، عطاؔ نے طرحی غزلیں پڑھی تھیں جو رسالہ ''تاج'' کے ماہ دسمبر کے شمارے میں شائع ہوئی تھیں۔

آنکھ کے پردے کے باعث ہے یہ غفلت میری
دیکھنے دیتی نہیں مجھ کو حقیقت میری
آنکھ کے پردوں نے مخلوق بنا رکھا ہے
دیکھنے دیتی نہیں مجھ کو یہ صورت میری
جز صنم اور دکھائی نہ مجھے دیتا ہے
پیر مے کش سے ہوئی جب سے کہ بیعت میری
چین سے سویا پڑا ہوں، نہ اُٹھاؤ مجھ کو
دیکھو دیکھو کہیں ٹھکراؤ نہ تربت میری
آب کوثر سے ذرا آنکھ تو دھولے زاہد
تب نظر آئے گی جو کچھ کہ ہے حرمت میری
زر کی خواہش نہیں، الفت نہ خلائق کی ہے
رند ہوں صبر و قناعت ہی ہے دولت میری
میں کسی شے کو بھی اپنے سے علیحدہ سمجھوں
یہ روا رکھتی ہے ہرگز نہیں نیت میری

کوئی گر نیچی نگاہوں سے جو دیکھے دیکھے
یار کی آنکھ میں لاریب ہے وقعت میری
کسمپرسی کے زمانہ میں خدا یاد آیا
آخرش کام مرے آئی یہ غربت میری
سجدہ کرنے ہی نے گمراہ کیا تھا مجھ کو
آ گئی اب تو سمجھ میں مری غفلت میری
میں عطا رند ہوں اور سخن ہے یکتا
مل نہیں سکتی کسی سے کبھی رنگت میری

لگا کے سرمہ کہ جادو جگا کے بیٹھے ہیں
عجیب رنگ دلوں پر جما کے بیٹھے ہیں
سنے گا کون کہانی مری یہاں صاحب
غضب ہے عرش پر اب آپ جا کے بیٹھے ہیں
انہوں نے سیکھا ہے آنکھوں کی اوٹ ہو رہنا
تو ہم بھی آنکھوں کے پردے اٹھا کے بیٹھے ہیں
نہ مجھے نہ کوئی میری وفا نے کھینچا ہے
چراغ قبر کا میری بجھائے بیٹھے ہیں
انہوں نے مجھ کو کہیں کا بھی اب نہیں رکھا
کہ مجھ سے حشر میں دامن چھڑا کے بیٹھے ہیں
کوئی زمانہ تھا صحرا نوردی کرتے تھے
مرے وصال کے اب چکھ چکھائے بیٹھے ہیں

کہیں نہ آپ کے دیدا رسے تڑپ جائے
اس سے پہلو میں دل کو دبا کے بیٹھے ہیں
یہ خوب حیلہ ملا ہے انہیں نہ آنے کا
جو آج پاؤں میں مہدی لگائے بیٹھے ہیں
نہ اب خدا ہی سے مطلب، نہ کچھ بتوں سے ہے
کہ خاک اپنے صنم پر رما کے بیٹھے ہیں
نہ پائے کوئی کسی ڈھب سے تا نشان ان کا
جو نقش پا بھی کہیں تھا، مٹا کے بیٹھے ہیں
کیا جو کرنا تھا ہونا جو تھا ہوا سب کچھ
اب انتظار میں ہم تو قضا کے بیٹھے ہیں
صباؔ تو لائے گی نکہت کہیں سے اس گل کی
عطا اسی سے تو رخ پر ہوا کے بیٹھے ہیں

تصور ٹھوکریں کھاتا ہے عقل نکتہ داں گم ہے
تعجب ہے کہ وہ ہر شے میں ہے اس کا نشاں گم ہے
تجھے اب جا کے اے نور مجسم کس جگہ ڈھونڈوں
پتا جنت تلک ملتا ہے، پھر آگے نشاں گم ہے
یہ دل کہتا ہے کچھ اور، عقل کچھ کہتی ہے مشکل ہے
جو مطلب اصل ہے اپنا انہیں کے درمیاں گم ہے
بنا اپنی جو سمجھا پار اترا بحر وحدت کے
پہنچ کر جس جگہ مذہب کا دریائے رواں گم ہے

پہنچا دل کے اندر ظاہراً آسان ہے لیکن
یہ وہ منزل ہے جس میں کارواں کا کارواں گم ہے
سمند رخاک کو روک اے عطاؔ اس زمیں میں تو
ترے اشعار سن کر اب ہر اک پیر و جواں گم ہے

پارسائی آج کل کا زور ہے
پارسا ہونا تو اے دل دور ہے
ہوتی ہے خانہ خرابی عشق سے
عاشقو! یہ تو مثل مشہور ہے
شکر ہم کس کا کریں ناصح بتا
وہ جو شاکر ہے وہی مشکور ہے
جذبۂ دل کھینچ لایا ہے اسے
گھر ہمارا ہے کہ کوہِ طور ہے

۳۔رائے بھوانی پرشاد آزادؔ:

رائے بھوانی پرشاد آزادؔ کا شمار بھی شادؔ کے شاگردوں میں ہوتا ہے۔''دیوانِ آزادؔ'' کے سرسری مطالعہ سے اس بات کا اندازہ بہ آسانی لگایا جا سکتا ہے کہ آزادؔ کو مختلف اصنافِ سخن پر عبور تھا۔غزلوں کے علاوہ قطعات و رباعیات پر بھی ان کو دسترس حاصل تھی۔رسم زمانہ کے مطابق آزادؔ کی غزلیں متنوع مضامین کی حامل رہی ہیں۔عشقیہ، متصوفانہ، اخلاقی اور اصلاحی مضامین ان کی غزلوں کی جان ہیں۔آزادؔ کی زبان رواں، صاف، سادہ اور سلیس ہے۔بیان دلکش و دل آویز ہے۔چند اشعار ملاحظہ کیجئے۔

وحشت میں کوئی کیا کرداماں کی احتیاط
سودادروں سے کیا ہو گریباں کی احتیاط
کافر کوئی کہے کہ کہے کوئی دیں فروش
آزاد سے ہو چکی ایماں کی احتیاط
لگادے پار کشتی بحرِ غم سے اے خدا میری
یہی تجھ سے ہمیشہ رات دن التجا میری
تیرا جمال دکھانا ہمارا مرجانا
کچھ ایسی بات نہ تھی جس کا ایک فسانہ ہو
نام اس گلی کا میرے گلفام ہے
اللہ اللہ کیا پیارا نام ہے

یہ اور اس قسم کے دیگر اشعار آزاد کی غزل نگاری کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں۔

مختصر یہ کہ ہندو شعراء بہار کی شاعری کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ان کی شاعری مشترکہ کلچر کی غماز ہے۔ یہ شاعری جہاں فنکارانہ ہے وہیں عقیدتمندانہ بھی، اس میں زبان کی دلکشی بھی ہے اور زبان و بیان کی طرفگی بھی۔ اس میں جدّت وندرت بھی ہے اور فنی خلوص بھی، اس سے صرفِ نظر کرنا نہ صرف اپنے آپ کو دھوکا دینا ہوگا۔



(ج) سناتن دھرم کی چند مقدس کتابیں

عاجز گیاوی کی شاعری کا بیشتر حصہ سناتن دھرم کی مقدس کتابوں کے منظوم ترجموں پر مشتمل ہے۔اس لئے میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ سناتن دھرم کی چند مقدس کتابوں کا مختصر تعارف پیش کر دیا جائے تاکہ قارئین اس سے کماحقہٗ مستفیض اور مستفید ہو سکیں۔

ہندوستان دنیا کے قدیم ترین ممالک میں سے ایک ہے اور یہاں کا عمومی مذہب ہندوازم بھی دنیا کے قدیم ترین اور اہم مذہب میں شامل ہے۔ایک روایت کے مطابق اس وقت دنیا میں موجود تمام مذاہب میں یہی ہندو مذہب سب سے قدیم ہے۔اسی لئے اس مذہب کا اصطلاحی نام ''آدی دھرم'' یا ''سناتن دھرم'' ہے جس کا مطلب ہے ایسا مذہب جو سب سے پہلے شروع ہوا یا جس کا آغاز کائنات کے آغاز سے ہے۔ ہندو مذہب بنیادی طور پر ہندوستان کے علاوہ برما، سری لنکا اور نیپال میں پایا جاتا ہے حالانکہ دیگر تمام ممالک میں بھی ہندو اقوام اور ان کے آثار بڑی تعداد میں موجود ہیں۔

ہندوازم کے بنیادی مذہبی، سماجی اور علمی ماخذات تین ہیں (۱) وید (۲) پران (۳) رامائن و مہابھارت۔

علمی و تاریخی لحاظ سے ہندوازم کی تمام مذہبی تاریخ، عقائد و اصول، فلاسفی اور طریقہ عمل ان ہی تینوں ماخذات میں موجود ہیں۔ باقی ماخذات جیسے دھرم شاستر سوتر اور اپنشد وغیرہ دراصل انہیں اصلی ماخذات کی تشریح و توضیح ہیں یہاں ان تینوں ماخذات کی مختصر تشریح پیش خدمت ہے۔

وید : ویدوں کو ہندوازم میں اصل ماخذ کی حیثیت حاصل ہے۔ یہ ہندوازم کے سب سے قدیم اور اصل ماخذ ہیں۔ وید چار ہیں۔ رگ وید، سام وید، یجروید اور اتھروید۔ ان میں سے ہر وید متعدد حصوں میں منقسم ہے جیسے رگ وید کو آیت زے کو شکی تکی میں نیز اپت رے کو تیت رے اور آری میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر وید کو پہلے دو اپنشد میں اور اس کے بعد ۲۔ ۲ مزید حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ یہ سب ویدک ادب کہلاتا ہے۔ ویدک ادب کے مصنف کے طور پر کسی ایک مصنف کا نام ملنے کے بجائے ''آرین قوم'' کا نام ملتا ہے حالانکہ تاریخ میں آریہ نام کی کسی ایسی ایک قوم کا پتہ نہیں چلتا جو کسی ایک خاص عہد میں بھارت کے کسی مخصوص حصہ میں رہائش پذیر رہی ہو (بیسویں صدی کے وسط تک) کے عہد میں آریہ قوم کے بارے میں یہ خیال ظاہر کیا جاتا تھا۔ کہ یہ ایران قزاقستان اور بیلا روس کے ڈیلٹا میں بسنے والی جنگجو قوم تھی جس نے ہندوستان کے درۂ خیبر ملتان کی طرف سے ہندوستان پر حملہ کیا اور بعد میں ساحلی علاقوں تک پہنچ گئے۔ لیکن جدید تحقیقات عصری انکشفات کی روشنی میں رومیلا تھاپر، محمد مجیبؔ، پروفیسر عرفان حبیب دوید کانتی بھٹاچاریہ، ڈاکٹر کرشن موہن شرما اور ڈاکٹر اے ایس فیلن وغیرہ نے اسے فرضی نظریہ کہہ کر رد کر دیا ہے۔ جبکہ دوسری بات بیشتر محققین ان ویدوں کی تخلیق کے عہد پر بھی متفق نہیں ہیں۔ دلیپ چکرورتی، ای ڈبلو، ہاپکنس وغیرہ نے وید

ادب کی تخلیقی عہد کو دو زمروں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلا عہد حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ۱۵۰۰۔۱۰۰۰/سال قبل اور دوسرا عہد ۱۰۰۰۔۵۰۰/سال قبل مسیح علیہ السلام۔ مورخین کا عمومی نظریہ یہ ہے کہ وید ہی تمام دنیا کے تمام مذاہب کی اصل ہیں تمام مذاہب کی مذہبی، اخلاقی، سیاسی اور سماجی تعلیمات کا سرچشمہ ہی وید ہیں۔ اس وقت ہندوؤں کے پاس ان چار ویدوں میں سے صرف رگ وید موجود ہیں۔ اس میں خدا کی وحدانیت، اعمال صالحہ کی تلقین اور علم الاصنام سے متعلق ۱۰۱۷/اشعار یا منتر ہیں۔ اس وید کو دس منڈلوں یا ابواب میں مرتب کیا گیا ہے۔ ان میں مختلف دیوتاؤں گروڑ، اندر، وشنو، شنکر وغیرہ کی حمد وثناء کی گئی ہے اور ان کو خوش کرنے لئے مختلف طرح کی قربانیوں اور عبادات (استوتی) وغیرہ کے طریقے بتائے گئے ہیں۔ بہت سے منتروں میں قدیم راجاؤں، ان کی فیاضیوں، لشکر، جنگوں وغیرہ کا بیان بھی موجود ہے۔ اصلاً وید حیری، اوسیتا اور جرمن سے مماثلت رکھنے والی زبانوں میں تھے۔ جنہیں پہلے سنسکرت اور بعد میں دیگر زبانوں میں ترجمہ کیا گیا۔

پران: پران اٹھارہ ہیں۔ ان پرانوں میں زیادہ تر سماجی معاملات اور طبقاتی نظام کا بیان ہے۔ ان کی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ سوت لوم پرش یا ان کے فرزند (سوتی) اگرشروس وغیرہ ان کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ پران عام طور پر پانچ موضوعات پر روشنی ڈالتے ہیں جیسے سرگ (ابتدائی تخلیق) (ب) پرتی سرگ (کائنات کے وقتاً فوقتاً فنا ہونے کے بعد تخلیق ثانی) (ج) ونش (دیوی دیوتاؤں اور دیشوں کے شجرے) (د) من ونتر (کلپ یا جگ میں مہا یگ، عظیم روشنی کے جتھے) جن میں سے ہر ایک میں بنی نوع انسان کے پہلے منو تھے (ہ) ونشانو

چرتر (قدیم راجاؤں کے خاندانوں سے صرف متسیہ پران ،وایو پران، وشنو پران، برہمانڈ پران، بھاگوت اور بھوشیہ پران ہی موجود ہیں۔

مذہب : ویدوں بالخصوص رگ وید اور پرانوں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ہندو مذہب بہت صاف سادہ مذہب ہے ۔اس مذہب میں دیوتاؤں کو قابل عبادت اور مظہر خدا اقرار دیا گیا ہے۔ لیکن وجب الوجود اور خلاق عالم کے طور پر ایک ''بڑا کار'' اور ''آدی شکتی'' ایشور کا تصور اور متعدد مقامات پر پیش کیا گیا۔ رگ وید کی تمام مناجاتیں شیوں کی طویل عرصے کی ریاضت کا نچوڑ ہیں ۔اس کے مختلف ابواب مختلف قبائل کے دیوتاؤں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ بیشتر چیزیں جن سے وہ عقیدت رکھے تھے وہی قدرتی طاقتوں کے مادی جسم ہیں ۔ان کتابوں میں دیوتاؤں کی تقسیم مندرجہ ذیل طریقے سے کی گئی ہے۔

(۱) ارضی دیوتا جیسے پرتھوی، رسوم، اگنی

(۲) فضائی دیوتا جیسے اندر، وایو، نرت، پروجینا

(۳) آسمانی دیوتا جیسے وڑن، دیاؤس، اشون، سوریہ، سوتری، متر، پشن اور وشنو وغیرہ۔

ویدوں کے مطابق آخری پانچ سورج کی عظمت کے مختلف روپ ہیں۔ان سب دیوتاؤں میں ورن کا مقام سب سے بلند ہے اور اکثر مناجاتوں میں اسکی تعریف وتوصیف کی گئی ہے۔ وہ آسمان کا دیوتا ہے وہ نظام کائنات اور ضابطہ اخلاق کا مظہر ہے۔ اسکے بعد اندر دیوتا کا نمبر آتا ہے جو گرج اور چمک اور بادل و بارش کا دیوتا ہے۔ اس کے رعب وجلا کی توصیف ہندو شعراء کا دوسرا محبوب موضوع ہے ۔وہ بارش لاتا ہے اور زمین کی خشکی دور کرتا ہے۔ اندر دیوتا کی اہمیت اس وقت زیادہ بڑھ گئی ہے جب ان ویدوں کے تخلیق کار آریہ ان علاقوں میں پہنچے جہاں بارشیں

طوفانی اور موسمی ہوتی ہیں۔ یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ دیوتاؤں کی کوئی درجہ و ترتیب وجود میں آ رہی تھی۔ بلکہ مختلف زبانوں میں شعراء نے مختلف دیوتاؤں کو فضیلت دی کیونکہ ان کا مقصد مختلف مالکوں کے منشا اور ضرورتوں کو پورا کرنا تھا۔ رگ وید میں مجرّد دیوتاؤں کا بھی تذکرہ ہے جیسے شردھا (عقیدہ) مینو (اشتعال) اور دیو میں اُشاش (صبح تڑکے کی دیوی) عمدہ شاعری کی محرک ہے۔ ان دیوتاؤں کو خوش رکھنے کیلئے دعائیں پڑھی جاتی تھیں۔ قربانیاں کی جاتیں۔ دودھ، گھی، اناج اور گوشت وغیرہ کے چڑھاوے چڑھائے جاتے تھے۔ ان میں سے چڑھاوے پر زیادہ زور دیا جاتا تھا۔ کیونکہ اس سے پجاریوں کو فائدہ ہوتا تھا۔ یہ مناجاتیں، عبادت و قربانی کے طریقے، دیوتاؤں کی خصوصیات ان کے حسب ونسب اور ان کے متعلق ریاضتیں وغیرہ تفصیل سے ان ویدوں میں مذکور ہیں جب کہ کم از کم دوسو اشعار میں اس بات کو دہرایا گیا کہ یہ تمام دیوتا دراصل ایک ہی ہیں اس لئے اگر پرم پتا نرا کار ایشور کی عبادت کر کے اسے خوش کر لیا جائے تو تمام دیوتا خود بخود راضی ہو جاتے ہیں۔

رامائن: رامائن ہندو مذہب کا تیسرا بنیادی ماخذ ہے اسے اشلوک کی بحر میں شاعری کے اصول کے مطابق تصنیف کیا گیا ہے۔ اسے آدمی کاویہ کہا گیا ہے۔ یعنی سب سے پہلے شاعری کی کتاب۔ اس میں چوبیس ہزار اشعار ہیں قدیم روایت کے مطابق اس کے تخلیق کار یا مصنف والمیکی رشی ہیں۔ اس کی مختصر کہانی یہ ہے کہ ایودھیا کے راجہ دشرتھ کی متعدد بیویاں تھیں۔ ان میں سے کوشلیا کے ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام رام رکھا گیا۔ نوجوان راجکمار کی شادی جب ودلیہ کے راجہ جنک کی شہزادی سیتا سے ہوگئی تو باپ نے یوراج کو ولی عہد بنانے کا خیال ظاہر کیا۔ رام چندر کی سوتیلی ماں کیکئی نے کسی موقع پر راجہ سے دو وعدے لے رکھے تھے۔ اس

نے اس عہد کی یاد دلا کر راجہ کو مجبور کر دیا کہ وہ پہلے عہد کے بدلے رام کو ۱۴ برس بنواس کو بھیج دے اور دوسرے کے مطابق اس کے بیٹے اور رام کے سوتیلے بھائی بھرت کو ولی عہد بنائے۔ چنانچہ شری رام چندر ان کی وفا دار بیوی سیتا اور تیسرے بھائی لکشمن جنگل میں جلاوطن کی زندگی گزارنے لگے۔ اسی جنگل میں لنکا کا خبیث راون سیتا پر عاشق ہو کر اسے اٹھالے گیا۔ پھر سری رام نے کسی طرح انہیں تلاش کیا۔ بندر بھالوؤں کی فوج اور سگریو وغیرہ کی مدد سے جنگ کر کے سیتا کو واپس لائے بنواس ختم ہوا اور واپس ایودھیا پہنچے۔ ان تمام باتوں کی عکاسی نہایت تفصیل کے ساتھ اس کتاب میں کی گئی ہے۔ رامائن اسلوب اور مواد کے لحاظ سے بلند مقام رکھتا ہے۔

دور حاضر کے نقادوں اور مورخین کی رائے یہ ہے کہ رامائن کسی ایک آدمی کی تخلیق نہیں ہے۔ میکاڈانل، رومیلا تھاپر، جیوکوبی، آرتھ وائلڈ، چندر ماؤلنکر، شری جے راؤ، شانتی رنجن بھٹیاچاریہ وغیرہ محققین کا خیال یہ ہے کہ اس میں معمولی اضافوں کے علاوہ پہلی اور ساتویں فصلیں (کھنڈ) یقینی طور پر بعد میں بڑھائی گئی ہیں۔ اصل رامائن میں شری رام کو بحیثیت ایک مثالی شہزادہ اور عام انسان پیش کیا گیا ہے۔ جبکہ بعد کے اضافوں میں انہیں وشنو کے اوتار اور بھگوان کا درجہ دیا گیا ہے۔ اصلی اور اضافوں میں صدیوں کا فاصلہ ضرور ہے۔ ڈاکٹر میک ڈانلؔ نے خود رامائن کی اندرونی شہادتوں اور دیگر دلائل کی بنیاد پر ثابت کیا ہے کہ اصل رامائن ۵۰۰ (ق م) سے پہلے تصنیف ہوئی اور اس میں اضافے دوسری صدی (ق م) یا اس کے بعد ہوئے ہیں۔

ہندوستان میں رامائن کا سب سے پہلے سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ شہنشاہ جلال الدین اکبرؔ کے درباری نورتن ملا عبدالقادر بدایونی نے کیا۔ ۹۹۲ھ مطابق ۱۵۸۴ء میں سنسکرت سے فارسی میں منتقل کیا۔ بدایونی کے مطابق شری رام نے دس

ہزار سال پورے ہندوستان پر حکومت کرنے کے بعد وفات پائی۔اس کتاب میں اس بات کو متعدد بار دہرایا گیا ہے کہ دنیا قدیم ہے۔اس کی کوئی جگہ انسان سے خالی نہیں۔یہ دنیا کروڑوں برس پرانی ہے اور یہ کبھی بالکل فنا نہیں ہوگی۔اس کے مطابق آدم نام کا کوئی ابوالبشر نہیں۔کتاب کے آخر میں بدایونی نے یہ شعر لکھ کر کتاب بادشاہت کو پیش کی۔

ماقصہ نوشتم بہ سلطان کہ رساند
جاں سوختہ کردیم بہ جاناں رساند

بدایونؔی کے مطابق بادشاہ کو یہ شعراور ترجمہ بہت پسند آیا اس نے ایک گھوڑا، ایک قیمتی شال اور جاگیر عنایت کی۔یہ ترجمہ اصلاً ستر (۷۰) جز میں تیار ہوا۔مسودہ صاف ہونے کے بعد یہ ایک سو بیس (۱۲۰) میں آسکا۔

مہابھارت : ہندوؤں کا سب سے جدید اور موجودہ دور میں سب سے اہم علمی ومذہبی ماخذ ہے۔اس وقت اس کتاب میں ایک لاکھ اشعار یا اشلوک ہیں یہ تاریخ ادب کی سب سے ضخیم رزمیہ نظم ہے۔۱۸ رفصلوں (پرویا کھنڈ) میں منقسم ہے۔جن کا حجم غیر مساوی ہے۔اس کے مصنف دوے پاین ویاسؔ تھے لیکن اس کے مختلف کھنڈوں یا فصلوں کی زبان اسلوب اور پیش کردہ مواد کی تضاد بیانی صاف ظاہر کرتی ہے کہ یہ کسی ایک دماغ یا دور کی تصنیف نہیں۔اس کی موجودہ صورت اصل کتاب میں وقتاً فوقتاً اضافوں اور تبدیلیوں کا نتیجہ ہے۔زمانے کی رفتار اور سماجی مصنفوں کی ذاتی ضروریات کے تحت اس میں بڑی مقدار میں تبدیلیاں کی گئی ہیں۔یہاں تک کہ اس دور کے عالموں، رشیوں، منیوں اور برہمنوں نے اسے فلسفیانہ موشگافیوں، مذہبی اصولوں، اخلاقی تعلیمات، دیو

مالائی کہانیوں، جنگ وجدل کے قصوں، سماجی قواعد تاریخ عالم کے مخصوص نظریات اور علم الاصناف کے عظیم الشان مواد سے مالا مال کر دیا ہے۔ اس کتاب کا زمانہ تصنیف بعض مورخین نے اندازاً پانچ سو (ق م) سے لے کر چار سو عیسوی کے درمیان قرار دیا ہے۔

مہابھارت کا ایک نام بھاگوت گیتا بھی ہے۔ اس کتاب میں دھرت راشٹر کے ایک سو بیٹوں (کورو) اور پانڈوں کے پانچ بیٹوں (پانڈوں) کے درمیان جنگ کے احوال درج ہیں اس کا تاریخی پس منظر یہ ہے کہ کورو حکمراں وچترویریہ کے انتقال کے بعد اس کا چھوٹا بیٹا پانڈو گدی نشیں ہوا کیونکہ سب سے بڑا بیٹا دھرت راج پیدائشی نابینا تھا۔ لیکن پانڈو کی ناگہانی موت کے بعد مجبوراً زمامِ حکومت دھرت راشٹر کو اپنے ہاتھ میں لینا پڑی۔ دھرت راشٹر اپنے بھتیجے یودھشٹر سے بہت مانوس تھا اس لئے دھرت راشٹر نے اس کی خوبیوں کو دیکھتے ہوئے اسے اپنا ولی عہد بنا دیا۔ اس عمل سے دھرت راشٹر کا بڑا بیٹا دریودھن سخت نالاں ہوا۔ اس نے اپنی ریشہ دوانیوں سے پانڈوؤں کو راجدھانی چھوڑ کر جانے کو مجبور کر دیا۔ بعد میں دھرت راشٹر نے اپنی حکومت دو حصوں میں تقسیم کر دی۔ ہستناپور کا علاقہ اس نے دریودھن اور اندراپرستھ کے علاقہ پانڈوؤں کو دے دیا لیکن دریودھن سمیت تمام کورو اس تقسیم سے ناخوش تھے۔ ایک موقع پر دریودھن نے یودھشٹر سے جوا کھیلا اور اس کی حکومت، اس کی عزت اور پانچوں پانڈوں کی واحد بیوی دروپدی اس سے دھوکے سے جیت لی۔ اس کے بعد کوروؤں اور پانڈوؤں کے درمیان کروکیشتر کے میدان میں تاریخی جنگ ہوئی۔ پانچوں پانڈوؤں نے اپنے قریبی عزیز شری کرشن (راجہ متھرا او برنداون اور علم الاصنام کے مطابق بھگوان) کی مدد سے تمام کوروؤں اور ان کے معاونین کو ختم کر کے یہ جنگ جیت لی۔

بھگوت گیتا یا مہابھارت کا سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ شہنشاہ اکبر نے سب سے پہلے ملاّ عبدالقادر بدایوؔنی نے کیا۔ اس کام میں پانچ سال صرف ہوئے۔ ابوالفضل نے ''آئین اکبری'' میں اپنے خطاب کے آخر میں اس کا سال اختتام ۹۹۵ھ لکھا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے فارسی ترجمے کا آغاز ۹۹۰ھ میں ہوا تھا۔ اس ترجمے کے قلمی نسخے متفرق کتب خانوں میں پائے جاتے ہیں (فہرست انڈیا آفس، برٹش میوزیم کتاب نمبر ۵۶۳۸/۴ بوڈلین لائبریری، کتاب نمبر ۱۳۰۶/۱۴) ملاّ بدایوؔنی کے مطابق پہلے یہ کام حاجی تھانیسری نے شروع کیا تھا۔ ملا بدایوؔنی دراصل مہابھارت کی زبان اور اس کی انشاء سے متاثر ہوا تھا۔ کتاب کا تعارف کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں۔

> ''اس سال یعنی ۹۹۰ھ کے اہم واقعات میں مہابھارت کا ترجمہ ہے۔ یہ ہندوستان کی بہت بڑی کتاب ہے۔ اس میں قصے ہیں۔ مواعظ ہیں، ملکی امور کی باتیں ہیں۔ اخلاق و ادب کی نصیحتیں ہیں معارف و اعتقادات ہیں، ہندو مذہب کے عبادت کی تفصیل ہے، یہ تمام چیزیں ہندوستان کے پرانے فرماں رواؤں کی جنگ کے سلسلے میں بیان کی گئی ہیں۔ بعض لوگوں کی رائے ہے کہ یہ واقعات کم از کم چار ہزار سال کے ہیں اور بعض لوگ کہتے ہیں اسی ہزار سال سے بھی زیادہ عرصہ گذرا جو بظاہر حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے کا دور معلوم ہوتا ہے۔ ہندوستان کے لوگ اس کتاب کے لکھنے اور پڑھنے کو عبادتِ عظیم سمجھتے ہیں۔ اس کو مسلمانوں سے پوشیدہ رکھتے ہیں ...... بادشاہ نے خود اس کی طرف توجہ کی ہندوستان بھر کے اہل علم کو جمع کیا کہ وہ مہابھارت

کی تعبیر کریں چند راتوں تک بادشاہ اکبر خود نقیب خاں کی مدد سے اس کے مضامین سمجھتا رہا اور ان کی فارسی میں املا کراتا رہا۔ تیسری رات بادشاہ نے مجھ فقیر کو بلوایا اور نقیب خاں کے ساتھ اس کا ترجمہ کرنے کا حکم دیا۔ تین چار مہینے کی مدت میں ...... اس کے اٹھارہ فنون میں جن میں اٹھارہ ہزار عالم کا ذکر ہے صرف دو فن لکھے جا سکے۔ اس کے بعد اس کے ایک حصے کو جامیؔ تھانیسری نے تنہا مکمل کیا۔ اس کے بعد شیخ فیضیؔ کو مامور کیا گیا کہ وہ اس کے فنون کو نظم و نثر میں لکھے لیکن وہ بھی دو فنون سے زیادہ نہ لکھ سکا۔ پھر سلطان جامیؔ تھانیسری نے دو حصے اور لکھے اور پھر جو پہلے فروگذاشتیں ہوگئی تھیں ان کو درست کیا۔ بادشاہ کو نقل اصل کے مطابق بنانے میں ایسا اصرار تھا کہ اس کا حکم تھا کہ مکھی کا داغ بھی رہنے نہ پائے ...... بادشاہ نے اس ترجمہ کا نام ''رزم نامہ'' رکھا اس کے دو مصور نسخے تیار کرائے۔ امراء کو حکم دیا کہ اس پر ہاتھ رکھ کر برکت حاصل کریں۔ ابوالفضلؔ جس نے پہلے آیت الکرسی کی تفسیر لکھی تھی اس نے اس پر دو جز کا مقدمہ (آٹھ ورق کا خطبہ) لکھا۔

(بحوالہ: فکر و نظر، اردو سہ ماہی، جلد ۳۶ شمارہ ۴۔ ۱۹۹۹ء علی گڑھ مسلم یونیورسیٹی)

ہندو مذہب کے بنیادی عقائد مسلمات اور فلسفہ و تاریخ کا بنیادی ماخذ تو پران اور وید ہیں۔ تاہم وہ ایسی زبان اور اس قسم کے پیچیدہ اسلوب ہیں جن کا سمجھنا آج تقریباً ناممکن سا ہے۔ حالاں کہ ویدوں کو سمجھنے کے لئے بعض علماء نے ''سوتر'' نامی کتابچے لکھے جن کی حیثیت ویدوں کی تفہیم کے لئے ''فرسٹ ہینڈ بک'' یا ''کی نوٹ'' جیسی ہے

۔لیکن ان سوتروں کا سمجھنا بھی آسان نہیں رہا۔ موجودہ ہندو مذہب کے معتقدات رامائن اور اس سے بھی زیادہ مہابھارت یعنی بھگوت گیتا سے حاصل ہوتے ہیں ۔ہندو مذہب میں خدا، خالق، قادر، روح، کائنات، جسم، دنیا، مخلوقات اور تمام سیاسی علمی، مذہبی، سماجی معاشی اور اقتصادی اصول وفروغ کے تصور اصول بھگوت گیتا سے معلوم ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دیگر مذہبی کتابوں کے مقابلے آج بھگوت گیتا کی اشاعت اور اسکی تعبیر وتشریح سے متعلق لٹریچر زیادہ آسانی سے دستیاب ہیں۔



باب سوم

عاجزؔ بحیثیت غزل گو

جیسا کہ قبل بیان کیا گیا کہ عاجزؔ گیاوی ایک صوفی مشرب انسان تھے۔ محکمۂ پولس میں ملازمت کے باوجود طبیعت میں انکساری تھی۔ منصف مزاج اور زندہ دل واقع ہوئے تھے۔ ان کا کلام عارفانہ ہے۔ مثلاً غزل ملاحظہ فرمائیں ۔

بچشم تصور جہاں دیکھتے ہیں
خدا ہی کا جلوہ وہاں دیکھتے ہیں

جو غافل ہیں اُس کو کہاں دیکھتے ہیں
نہ یاں دیکھتے ہیں نہ واں دیکھتے ہیں

جسے در بدر ڈھونڈتے ہو عزیزو
اسے ہم سبھوں میں عیاں دیکھتے ہیں

وہ ہے اک ہی لیکن اور نور اس کے
ہر اک سمت جلوہ کنان دیکھتے ہیں

نگاہ خرد سے جو ہم اس کو عاجزؔ
جہاں دیکھتے ہیں وہاں دیکھتے ہیں

عاجزؔ گیاوی خدا کی وحدانیت کے قائل تھے۔ ان کا عشق حقیقی تھا وہاں صرف ایک

خدا تھا اور چہار طرف خدا کا جلوہ تھا۔

عاجزؔ تصور کی آنکھ سے خدا کا نظارہ کرر ہے ہیں۔ وہ ہر شخص کو یہ بتا رہے ہیں کہ اگر تم غافل رہو گے تو نہ یہاں کچھ ملے گا نہ وہاں۔

عاجزؔ گیاوی کی غزلیں توحید (وحدانیت) کے فلسفہ کے گرد گردش کرتی ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔

ہوا جب بحرِ وحدت موجزن با آب وتاب آیا
کہیں طوفاں کی صورت کہیں بشکلِ سراب آیا

اور یہ شعر۔

وہی ظاہر وہی باطن وہی اعلیٰ وہی ادنیٰ
وہی بن کر جز وکل بے حجاب وباحجاب آیا

عاجزؔ پھر فرماتے ہیں۔

کہوں کیا میں کہ کیا دیکھا ہے بیداری کے عالم میں
جو کچھ اس دہر میں دیکھا وہ نظر وہ مثل خواب آیا

عاجزؔ کی غزل کا یہ مقطع قابل غور ہے۔

لگایا غوطہ جو علم وحدانیت کے دریا میں جا کے عاجزؔ
تو بحرِ توحید کا دنیا و دین کو موج وحباب دیکھا

ان اشعار کا مطالعہ بتا رہا ہے کہ عاجزؔ گیاوی کے مذکورہ اشعار صوفیانہ مزاج کے ہیں۔ ان کا مطلب توحید پر بنیادی عقیدہ ہے۔

جب ہم ان اشعار پر غور کرتے ہیں تو حقیقت عیاں ہو جاتی ہے

گرم بازار موحد کا ہے لیکن کوئی
علم توحید و تصوف کا خریدار نہیں

عاجزؔ شیخ و برہمن کو یہ کہہ کر مخاطب کرتے ہیں۔

جب اے شیخ و برہمن ہر جگہ حق ہی کا ہے جلوہ
تو ہم اپنے ہی دل کو کاشی و کعبہ بنالیں گے

دل ناداں جہاں تو زاہدوں ہے کہ پھیر میں آیا
وہ بے شک تجھ کو پھندے میں شریعت کے پھنسالیں گے

غرض کہ جب ہم عاجزؔ کی غزلوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ توحید ہی ان کی شاعری کا مرکزی نکتہ ہے۔ جس کے گرد ان کی شاعری گردش کرتی ہے۔ ان کا کلام عارفانہ ہے۔ راقم کا خیال یہ ہے کہ عاجزؔ بھگتی تحریک سے متاثر تھے۔ بھگتی کال کی ہندی شاعری میں پریم مارگی صوفیوں کا سلسلہ بہت قدیم ہے۔ ملک محمد جائسی بھگتی تحریک پریم مارگی سلسلے کے اہم ترین شاعر ہیں۔ انؔ کا لافانی شاہکار ''پدماوت'' ہے جو ہندوؤں کی قدیم ترین کتاب ہے۔ بقول ڈاکٹر جینؔ:

''۹۴۷ھ میں لکھی گئی تھی۔''

(بحوالہ: تحریں از ڈاکٹر گیان چند جین، ص ۲۶۳ فروغ اردو لکھنؤ ۱۹۶۲ء)

بقول اطہر الدین علویؔ:

''مگن بھگت خدا کی سگن اور نرگن دونوں شکلیں مانتا ہے لیکن سگن کے لئے بھگتی روپ بھی سامنے رکھتا ہے''......

(بحوالہ: مطالعہ تاریخ ادب ہندی۔ از کاظم علی خاں، ص ۴۷ تا ۴۸
نظامی پریس لکھنؤ ۱۹۷۳ء)

سکن واد کے شعراء معبود حقیقی کا جلوہ کسی نہ کسی پیکر میں دیکھنے کے قائل ہیں۔
الغرض عاجز گیاوی کے صوفیانہ عقائد بھگتی تحریک کی مضبوط بنیاد پر قائم ہیں۔



عاجزؔ بحیثیت مثنوی نگار

۱۹۳۹ء میں آپ کی تصنیف ''بھگوت گیتا''، منظوم پروفیسر سید حسن کے تعارف کے ساتھ شائع ہوئی تھی۔ اسے لالہ رام نرائن لال بک سیلر الہ آباد نے شائع کیا تھا۔ اس میں کل اٹھارہ ابواب ہیں اور صفحات کی کل تعداد ۱۴۳ رہیں۔

پروفیسر سید حسن نے لکھا ہے کہ تیس سال کی عمر تک عاجزؔ کو تصوف اور معرفت (برہم گیان) سے دلچسپی نہیں تھی۔ جب دوستوں سے ان کے بارے میں بات چیت یا بحث ہوئی تھی تو آپ کو چپ رہ جانا پڑتا تھا پھر آپ نے تصوف اور فلسفہ اور ہر مذہب کی کتابوں کو پڑھنا شروع کیا۔ اللہ نے آپ کو روشنی دکھلائی۔ آپ نے بہت جلد حقیقت کو پالیا اور اللہ تعالیٰ کی وحدت کے قائل ہوئے۔

پروفیسر سید حسنؔ نے یہ بھی لکھا ہے:

آپکی نظموں سے برہم گیان کی باتیں اور حقیقت اور معرفت کے بھید معلوم ہوئے ہیں۔ ان کا ایک ایک لفظ سچی محبت میں ڈوبا ہوا ہے۔ چونکہ عاجزؔ کو سنسکرت زبان سے کم واقفیت تھی اسلئے آپ نے سنسکرت کی مذہبی کتابیں جیسے جوگ باشنتھ، مہابھارت، الکھ پرشاد نرائن، شری بھاگوت گیتا وغیرہ بھی ہندی اور اردو میں ہی لکھے ہیں۔

فصیح الدین بلخی نے اپنی تصنیف ''ہندو شعرائے بہار'' پروفیسر کلیم الدین احمدؔ نے

''کلیات شاد''پروفیسر نجم الہدیٰ نے ''مثنوی کا فن''اور''اردو مثنویاں''اور عطاالله پالوی نے اردو کے ہندو مثنوی نگار میں آپ کی مثنوی کا خصوصی ذکر کیا ہے۔

اس جگہ عاجزؔ گیاوی کی مثنوی''بھاگوت گیتا''کا جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔گیتا کی ابتدااس طرح ہوتی ہے۔

سوا تیرے اے ذات برتر صفات
نہ میں ہی ہوں کچھ اور نہ یے کائنات
ازل سے خدا وندا یکتا ہے تو
دوئی کی نہیں تجھ میں مطلق ہے بو
حقیقت میں ہے عُنصروں سے تو پاک
نہ از آب،آتش نہ از باد و خاک
تری ذات کو آمد و شد نہیں
نہ آتا کہیں تو نہ جاتا کہیں
یہ عالم جوظاہر ہے با آب وتاب
بے مثل سراب اور مانند خواب
یہ عاجزؔ کے دل کا ہے وہم وگمان
نظرمیں جو ہے جلوہ گر یہ جہاں

سبب تالیف میں لکھتے ہیں۔

کرے یہ قلم پیر کواب جواں
لکھے باعث تالیف داستاں
یہاں پرجوہیں ایک میرے رفیق

عقیل و شفیق و خلیق و لئیق
محقق ہیں بیدانت کے لا کلام
تصوف کی باتیں زبان پر تمام
یہ ہے تین الفاظ کا اُن کا نام
جو مشہور عالم میں ہے وہ تمام
یکے گنج نہ و دویم ہزاری بہم
سویم لعل بھی ساتھ ہے اس کے خم
لگے کہنے اک روز وہ باخبر
کہ گیتا جو عالم میں ہے مشتہر
ہے از بسکہ دلچسپ اور دل پسند
تصوف کے نسخوں میں اے ہوشمند
جو ہو نظم یہ نسخۂ لاجواب
زبان مروّج میں باآب وتاب
جہاں میں رہے آپ کی یادگار
کہ جب تک ہو یہ گنبد زرنگار

اس کے بعد تمہید ہے۔ اس کے بعد ادھیائے اول کا آغاز ہوتا ہے اشلوک اس طرح شروع ہوتا ہے۔

کہا کوردیدہ نے یوں بھر کے آہ
کہ کہہ مجھ سے اے سنجئے نیک جاہ

خاتم اس طرح ہے۔

بفضل خداوند عالی مقام
کیا عاجزؔ تو نے گیتا تمام

اس منظوم مثنوی کی مجموعی ضخامت ۱۴۴ر صفحات پر مشتمل شعری کاوش ہے جس میں تصوف اور معرفت کے اسرار و رموز بیان کئے گئے ہیں ۔

جلوۂ ذات خداوند تعالیٰ میں ہو ں
علم توحید و تصوف کا تجلاّ میں ہوں

کچھ نہیں ہے کہیں بھی عاجزؔ یکتا کے سوا
جز و کل ظاہر و پوشیدہ سراپا میں ہوں

خیال ماہ دمن ناحق ہے عاجزؔ
کہ جب کچھ بھی نہیں حق کے سوا



دنیا ہے حقیقت میں خمار ہستی
ہیں خاک پہ سب نقش و نگار ہستی

جانا نہ صفائی پہ جہاں کی عاجزؔ
مٹّی میں ملائے گا غبار ہستی

قائم نہ رہے گا یہ جہانِ ہستی
مٹ جائے گا ہے شُبہ نشان ہستی

بیکار ہے بیکار ہے نازاں عاجزؔ
گر جائے گا اک دن یہ مکانِ ہستی

پیالہ مئے وحدت کا پلادے ساقی

اک دور میں مستانہ بنادے ساقی
وہ آگ بھڑک اٹھے کہ عاجزؔ اک دن
میخانہ کثرت کو جلادے ساقی

کریما اختصار ۳ر جنوری ۱۹۱۳ء کو شائع ہوئی تھی۔ ۲۹ر بند پر مشتمل اس نظم کا آخری بند ملاحظہ ہو:

ہمیشہ تو اے عابد بے ریا
عبادت کی شرطوں کو لا کر بجا
مقرر یہی کر تو اپنی صدا
کریما بہ بخشائے برحال ِما
کہ ہستم اسیر کمند ہوا

یہ ہے وہ جہاں بے وفا بد شعار
نہیں اس کے رہنے کا کچھ اعتبار
یہ بہتر ہے اے عاجزؔ دل فگار
منہ دل بریں دیر نا پائیدار
زسعدی ہمیں یک سخن یادار

غرض کہ میوالال عاجزؔ نے ''بھگوت گیتا'' کو اردو میں نظم کیا ہے۔ گیتا کی ابتدا انہوں نے جس طرح کی ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ انہوں نے ہندو عقائد کی جگہ مسلمانوں کے عقائد سے اثر قبول کیا ہے۔ عاجزؔ کی شاعری میں خدا کو اس کی مختلف صفات کے ساتھ متشکل کر کے اس کی پرستش کا عقیدہ نظر نہیں آتا جو عام طور پر ہندو مذہب کی اساس ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہندو شعراء مسلم کلچر سے کس

قدر متاثر تھے۔

سوا ترے اے ذات برتر صفات
نہ میں ہی ہوں کچھ اور نہ یہ کائنات
ازل سے خداوند یکتا ہے تو
دوئی کی نہیں تجھ میں مطلق ہے بو
حقیقت میں ہے عنصروں سے تو پاک
نہ از آب و آتش نہ از خاک و باد
تری ذات کو آمد و شد نہیں
نہ آتا کہیں تو نہ جاتا کہیں

میوہ لال عاجز کی مثنوی میں ''بھگوت گیتا'' (۱۹۳۹ء) کریم اختصار (۱۹۱۳ء)، آتما پوجن (۱۸۹۱ء) شامل ہیں۔ ان کے مطالعہ سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ عاجز کی مثنویاں اردو کی ماقبل کی مثنویوں سے مختلف ہیں...... اردو مثنویوں میں عشق عاشقی کے قصّے، زمان و مکاں کا ذکر اور منظر نگاری نیز مافوق الفطری عناصر بھرے رہتے ہیں مثنوی بکٹ کہانی مثنوی گوہر جوہری، مثنوی سوز و گداز، زہر عشق وغیرہ اس کی مثالیں ہیں لیکن عاجز نے مثنوی نگاری کے فن کو ایک نئی روشنی عطا کی۔ عاجز کی مثنویوں میں زمان و مکاں کا ذکر نہیں اور یہ منظر نگاری سے بھی الگ ہے۔ مافوق الفطرت واقعات کا سوال ہی نہیں پیدا ہوا...... اور ان کے یہاں عشق تو عشق حقیقی ہی ہے۔

عاجز کے یہاں عشق مجازی نہیں بلکہ عشق حقیقی ہے۔ عاجز تصوف کے فلسفہ سے متاثر تھے۔ ان پر اسلامی تعلیمات کا بڑا اثر تھا۔ لہذا عاجز نے پہلی بار اپنی مثنویوں میں خدائے واحد کا تصور پیش کیا۔ وہ ایشور کو ایک مانتے ہیں۔ فنا اور بقا کے تصور سے بھی آگاہ ہیں

۔انہوں نے انسانی وجود کے مٹ جانے کا ذکر کیا ہے اور باقی رہنے والی ذات صرف خدا کی ہے۔عاجزؔ کہتے ہیں کہ خدا کی ذات ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔

ازل سے خداوند یکتا ہے تو
دوئی کی نہیں تجھ میں مطلق ہے بُو

جب عاجزؔ بھگوت گیتا کا آغاز خدا کے ذکر سے کرتے ہیں تو اس کا اختتام بھی اسی طرح ہے۔

بفضل خداوند عالی مقام
کیا عاجزؔ تو نے گیتا تمام

الغرض جب ہم عاجزؔ کی مثنویوں کا بغائر مطالعہ کرتے ہیں تو وحدت الوجود کے فلسفہ سے آگاہی ہوتی ہے عاجزؔ اسلامی عقائد وتعلیمات سے بے حد متاثر تھے۔وہ تصوف کے علمبردار نظر آتے ہیں اور صوفیائے کرام کی تعلیمات کی پیروی کرتے ہیں۔عاجزؔ نے ''بھگوت گیتا'' کی تعلیمات کو اسلام کے رہنما اصول کے عین مطابق قرار دیا ہے انہوں نے اردو مثنوی نگاری کے فن کو نئی روشنی،نئی بصیرت سے روشناس کیا ورنہ اس سے پہلے اردو مثنوی محض عشق کی غلام تھی۔وہاں چہار جانب عشق ہی عشق تھا۔عاجزؔ کی مثنوی مروجہ کسوٹی سے الگ ہوتے ہوئے بھی مثنوی کے معیار پر پوری اترتی ہے۔جس طرح خواجہ حالی نے اردو شاعری کو عشق کے گرداب سے نکال کر نئی جہت عطا کی ہے اسی طرح عاجزؔ نے اردو مثنوی کو عشق کے گھیرے سے نکال کر تصوف کے فلسفہ سے روشناس کرایا اور عاجزؔ اس میں کامیاب بھی ہوئے ہیں۔



عاجز کی شاعرانہ حیثیت

عاجز گیاوی کی شاعری دو اہم نکات پر گھومتی ہے۔ اول یہ کہ عاجز کے یہاں ایک خدا کا تصور ہے۔ اور توحید پر یقین کامل رکھتے ہیں۔ اس لئے ان کی شاعری کا یہ بنیادی نکتہ ہے۔ عاجز نہ تشکیک کے شکار ہیں اور نہ کسی طرح کی توہم پرستی ان پر غالب ہے۔ اس لئے ان کی شاعری خدائے واحد کے تصور سے لبریز ہے۔ ان کی شاعری میں خدا سے والہانہ عقیدت کا برملا اظہار ملتا ہے۔ ان کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ صوفیانہ مزاج کے حامل تھے۔ انسان دوستی، بھائی چارگی ان کا نصب العین تھا۔

دوئم یہ کہ عاجز ہندو مسلم اتحاد کے علم بردار نظر آتے ہیں۔ انہوں نے اپنے کلام میں مسلمانوں کی بنیادی عقائد کا اثر قبول کیا ہے اور اس کی نیکیوں کی تبلیغ بھی کی ہے۔ ''بھگوت گیتا'' کا بھی یہی پیغام ہے۔

''بھگوت گیتا'' نظم ہے نثر نہیں ہے۔ بھگوت ایشور ہے گیتا گیت ہے۔ ایشوری گیت۔ یہ بھگوت گیتا ہے اس کا ترجمہ نغمۂ حق، نغمۂ ایزدی اور نغمۂ خدا کہا جا سکتا ہے۔ یہ نظم کرشن کے نام سے منسوب ہے۔ ہندو مذہب کی یہ عجیب و غریب نوعیت ہے کہ اس کی تمام مقدس کتابیں نظم ہی میں ہیں۔ غرض کہ ہندو مذہب میں خدا، خالق، قادر، روح، کائنات، جسم، دنیا، مخلوقات اور یہ تمام سیاسی، علمی، مذہبی، سماجی، معاشی اور اقتصادی

اصول ''بھگوت گیتا'' سے معلوم ہوئے ہیں۔اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ عاجزؔ اس عظیم روایت کی پیروی کرتے ہیں جو شہنشاہ اکبر کے زمانے سے ہندو مسلم اتحاد کی روایت بن کر سامنے آیا ہے اور دوسری طرف عاجزؔ بھگتی تحریک کے پریم مارگی سلسلے سے متاثر ہیں۔

عاجزؔ کی شاعری کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے ہندو مسلم اتحاد کی مشترکہ روایت کے شاندار ماضی کو روشن مستقبل کی طرف گامزن کردیا ہے۔

عاجزؔ کی شاعری کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ان کی شاعری مشترکہ کلچر Composite Culture کی غماز ہے۔ان کی شاعری جہاں فن کارانہ ہے وہیں عقیدت مندانہ بھی اس میں زبان کی دلکشی بھی ہے اور اظہارِ بیان کی طرفگی بھی۔ اس میں جدت اور ندرت بھی ہے اور فنّی خلوص بھی، اس سے صرفِ نظر کرنا نہ صرف اپنے آپ کو دھوکہ دینا ہوگا بلکہ تاریخ کی آنکھ میں دھول جھونکنا بھی ہوگا۔

میری نظر میں یہ بات کافی ہے کہ عاجزؔ گیاوی کو اردو شعراء کی صف میں جگہ دی جائے اور ان کے کلام میں جو معلومات کا خزانہ محفوظ ہے اس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ ان کے بکھرے ہوئے نایاب ذخیرہ کی دوبارہ اشاعت کا اہتمام کیا جائے اور برادران وطن کو یہ باور کرایا جائے کہ کیسے کیسے گوہر آبدار سرزمین بہار میں پیدا ہوئے اور انہوں نے اردو زبان کی خدمت کی ہے۔میوہ لال عاجزؔ کے کلام میں قسم قسم کے موتی بلاشبہ موجود ہیں اور ان کی قدر نہ کرنا ظلم ہے۔



انتخاب کلام عاجز گیاوی

غـــــزل

ہوا جب بحر وحدت موجزن با آب وتاب آیا
کہیں طوفان کی صورت کہیں شکل سراب آیا

ہوئی خواہش جوخود بینی کی اُس دریائے یکتا کو
توخود بن کردوئی وہ صورتِ موج و حباب آیا

نہ آیا آج تک اس کا کوئی ثانی زمانے میں
وہی اس اک جہاں میں بے نظیرولا جواب آیا

سوئے کثرت جو دیکھا میں توبینائی لگی کہنے
ہراک کثرت میں پنہاں اک وہی وحدت مآب آیا

بسان نکہت گل گلرخوں میں اس کی بو پھیلی
گلستاں جہاں میں بن کے وہ شکلِ گلاب آیا

ہواجب نورخالق شعلہ زن گردوں کے حلقے میں
نگاہِ حق نمامیں حق برنگِ آفتاب آیا

کہوں کیامیں کہ کیادیکھا ہے بیداری کے عالم میں
جوکچھ اس دہر میں دیکھانظروہ مثلِ خواب آیا

وہی ظاہر وہی باطن وہی اعلیٰ وہی ادنیٰ
وہی بن کرجز کل بے حجاب وباحجاب آیا

جواس کی راہ میں ثابت قدم ہیں خوش وخرم ہیں
ہوئے جومنحرف اس راہ سے ان پر عتاب آیا

وہی ساقی وہی شیشہ وہی ساغر ہے اے عاجزؔ
وہی اس میکدے میں بن کے مجنونِ شراب آیا



یہ ہے وہ دریائے عالم اے دل کہ جس کو مثلِ سراب دیکھا
اور اس کے عشاق کی ثبات و بقا بہ شکل حباب دیکھا

نہیں ہے دنیا کی کچھ بھی ہستی بسی ہے وہم و گماں کی بستی
جو کچھ کہ دیکھا اس عالم نیستی میں وہ ہیچو خواب دیکھا

نہ دیکھا جز تیری ذاتِ وحدت کہیں کسی جا پہ کچھ ہویدا
نظر جو ڈالی بسوئے کثرت تو تیرا ہی آب و تاب دیکھا

تو ہی زمیں ہے تو ہی زماں ہے تو ہی قمر ہے تو ہی ہے تارا
تجھی کو ہر جا یہ جلوہ آرا بصورتِ آفتاب دیکھا

کبھی ہے دریا کبھی ہے قطرہ حباب کل تھا تو آج طوفاں
غرض زمانے کی ہر روش میں تجھی کو با آب و تاب دیکھا

تو ہی ہے نالاں تو ہی ہے شاداں تو ہی ہے بندہ تو ہی ہے مولا
تجھی کو حاصل ہے کامیابی تجھی کو ناکامیاب دیکھا

نہ دیکھا دنیا سرا میں ابتک کہیں پہ تیرا کوئی بھی ثانی
یہ ساری خلقت میں اک تجھی بے مثال کو لاجواب دیکھا

عبث تو کرتا ہے مجھ سے پردہ کہ تو ہی پردہ نشیں ہے یکتا
مگر ہیں تجھ کو ہر اک شئے میں بہ چشمِ دل بے حجاب دیکھا

لگایا غوطہ جو علم وحدانیت کے دریا میں جا کے عاجزؔ
تو بحرِ توحید کا یہ دنیا و دیں کو موج حباب دیکھا



غیر حق کچھ بھی کہیں اے دلِ ہُشیار نہیں
کیوں تو اس سرِ حقیقت سے خبردار نہیں

ہوگیا ہے جو بشر واحدِ مطلق پہ نثار
دین و دنیا سے اسے کوئی سروکار نہیں

گو وہ بے نام ونشاں ہے و بلا صورت و شکل
اس کی ہستی سے کسی کو مگر انکار نہیں

گرم بازار موحد کا ہے لیکن کوئی
علم توحید وتصوف کا خریدار نہیں

سبھی انسانوں میں ہے اک وہی انسان اشرف
جس کو دنیا میں کسی سے سروکار نہیں

دشمن اہلِ جہاں ہیں یہ بُتِ حرص وہوا
ان سے بڑھ کر کوئی عالم میں ستم گار نہیں

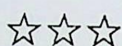
کیا میں بتلاؤں کہ کیا شئے ہے خداوند تعالیٰ
اس حقیقت سے ہوا کوئی خبردار نہیں

طالب حق ہے وہی مرد محقق ہے وہی
کچھ بھی جو حق کے سوا حق سے طلبگار نہیں

گرچہ بے مثل طرح دار ہے شکل دنیا
پر بھی اے دوستو یہ قابلِ دلدار نہیں

کفر اسلام کے زنداں سے ہے آزاد وہی
دام ہیں جو کسی مذہب کے گرفتار نہیں

جب تلک آب نہ ہوجایئے گا عاجزؔ بے خود
تب تلک درجۂ بالا کا سزا وار نہیں



جلوۂ ذات خدا وند تعالیٰ میں ہوں
علم توحید و تصوف کا تجلا میں ہوں

مخزنِ راز نہاں از سروتاپا میں ہوں
واقف رِمز و اسرار معمّا میں ہوں

ہست بھی ہوں نیست بھی ہوں نیست نہ ہوں ہست نہ ہوں
ہست اور نیست کے درجہ سے بھی اعلیٰ میں ہوں

خالق وخلق یہ دونوں کو سمجھنا واحد
خلق بھی میں ہوں اور خالقِ دنیا میں ہوں

میں نہ آتش ہوں نہ ہوں آپ نہ ہوں باد نہ خاک
نہ دل وعقل وجگر ہوں نہ سروپا میں ہوں

دیر میں میں ہی ہوں اور کعبہ میں بھی ہوں میں ہی
خود ہی ہوں ذاتِ خدا خود بُتِ ترا سا میں ہوں

گرچہ ہر مذہب وملت کا ہوں میں ہی بانی
پر نہ ہندو نہ مسلماں نہ نصارا میں ہوں

دشمن ودوست واپنے وبیگانے سے ہوں پاک
خلش رنجش و راحت سے مبرّا میں ہوں

خواہش وحرص وہوا کچھ بھی نہیں دل میں مرے
بے نیاز وبے طمع وبے تمنّا میں ہوں

تمنا ہے یہی اس راز داں سے
کہ کردے آشنا سرِّ نہاں سے

میں آیا خانہ امکاں میں کیوں
جدا ہو کر مکین لامکاں سے

شرابِ معرفت سے دل رہے مست
یہی ہے آرزو پیر مغاں سے

بتاؤں کیا خبر اس کی نہیں ہے
کیا کیا میں ہوں اورآیا ہوں کہاں سے

کہیں کچھ بھی نہیں جز ذاتِ مطلق
یہی آتی ہے آواز آسماں سے

تعلق سے کس و ناکس کے ہوں پاک
منزہ ہوں من و تو این و آں سے

جو دنیا ہے ازل سے نیست اے دل
ہویدا ہے فقط وہم و گماں سے

نظر آیا نہیں کچھ بھی بجز حق
ہوا واقف جو اسرارِ نہاں سے

یہ بتا کس طرح بتلاؤں میں اس کا
کہ ہے وہ بے خلش نام ونشاں سے

نظر وہ بے حجاب آیا بہ ہر سمت
ہٹا جب پردۂ دل درمیاں سے

ہے سب حق حق سے ہے حق ہی ہویدا
کھلا یہ رمز اہل نکتہ داں سے

کہوں کیا وہ حقیقت میں ہے کیا شئے
زبان و عقل عاجزؔ ہیں بیاں سے



لگا دل اس بتِ نا آشنا سے
ہے جس کو دشمنی مردِ خدا سے

محبت جس کو ہے ذاتِ بقا سے
وہ ہے بے خوف آفاتِ فنا سے

کسی سے کچھ نہیں اس کو تعلق
کہ ہے وہ بے خلش چون و چرا سے

کہوں کیا کب سے ہے کب تک رہیگا
وہ ہے پاک ابتدا و انتہا سے

یہ دنیا ہے زنِ مکّار نامی
نہ ہونا ہم بغل اس بیسوا سے

عیاں اس پر ہوا سرِّ حقیقت
ہوا واقف جو اسرارِ خدا سے

ازل سے بے تمنا ہوں میں اے دل
یہ کہہ دے جاکے اس حاجت روا سے

نہ آیادام میں خواہش کے پھر بھی
ہوا آزاد جب قید ہوا سے

فقیری میں ہے حاصل سلطنت بھی
نہیں مجھ کو غرض ظلِّ ہما سے

محبت ہے انھیں پر ختم حق کی
جو برگشتہ ہیں باطل کی وفا سے

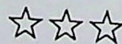
نہ ہو زہد ریائی پر تو نازاں
خدا ملتا ہے زاہد بے ریا سے

کیا جب ترک دنیائے دنی کو
سبکساری ہوئی ساری بلا سے

جسے ہیں دوزخ و جنت برابر
اسے کیا خوف ہے روز جزا سے

مبارک شیخ کو جنت کی حسرت
مجھے نفرت ہے ہر اک مدعا سے

سرورِ ذات یکتائی نے عاجزؔ
کیا بیخود مجھے ہر دوسرا سے



یہ ظاہر ہے کہ کثرت کی نمو داری ہے وحدت سے
قیامِ ذات وحدت ہے عیاں آثارِ کثرت سے

محبت مجھ کو ہے اس رہبرِ راہِ حقیقت سے
تو کیونکر دشمنی پیدا نہ ہو پیر شریعت سے

جو کچھ اس عالمِ کثرت میں آکر دیکھتا ہوں میں
وہ سب حق ہے جدا کچھ بھی نہیں ہے ذاتِ وحدت سے

خبردار اے سمندِ دل جو ہے راہِ خدا پر تو
قدم ہٹنے نہ پائے تا ابد دشتِ حقیقت سے

نہ آیا کچھ کہیں مجھ کو نظر جز واحد مطلق
کیا بیدار جب میں اپنے دل کو خوابِ غفلت سے

بہت کیں کوششیں اے دل حکیم و فلسفی نے بھی
مگر لاعلم سب کے سب رہے اس بت کی حکمت سے

حقیقت میں مری ہستی ہے ذات ہست کی ہستی
جدا ہوں میں بلاشک نیستی کی ساری خلقت سے

سن اے دل چاہتا ہے تو جو درجہ بے نیازی کا
تو ہو جا پاک ہر اک خواہش و ارمان و حسرت سے

جب ہٹ جائیگا اے دل رُخ سے تیرے پردۂ ظلمت
منور ہوگا بے وسواس تو نورِ حقیقت سے

حریصِ زر کی عمر نقد ہوتی ہے عبث ضائع
کہ ہوتی ہی نہیں آسودگی تا زیست دولت سے

اگر تم جانتے ہو ہے وہی ہر ایک کے دل میں
تو پیش آؤ ہر اک کے ساتھ عاجزؔ محبت سے



جب اے دل کھوج میں اس بے نشاں کے بے نشان ہوگا
پتا اس لاپتہ کا تجھ پہ ظاہر بے گمان ہوگا

جو سب کو چھوڑ کر بہرِ خدا بے خانماں ہوگا
وہی مردِ محقق صاحبِ کون و مکاں ہوگا

رہا محروم جو تا زیست دیدارِ صنم سے یاں
تو کب اس کو میسّر وصلِ حق مرنے پہ واں ہوگا

ہوا ہے اے گدا جو جیتے جی تو تارک الدنیا
تو بعد مرگ شاہِ ہر دو عالم بے گماں ہوگا

جو نکلا خانۂ امکان کے دامِ اسیری سے
تو وہ آزاد لاثانی مکین لامکاں ہوگا

جو کچھ ہے فرض تجھ پر وہ ادا کر لے یہیں اے دل
نہیں تو تجھ کو آخر کار پچھتانا وہاں ہوگا

دوئی کی ہے جو تاریکی ہٹا دے اپنی نظروں سے
تو یکتائی کا جلوہ تجھ پہ روشن بے گماں ہوگا

شرابِ لایزالی سے ہوئی ہے جن کو مدہوشی
انھیں مستوں کو اے ساقی سرور بے زیاں ہوگا

خودی سے بے خودی میں آگیا ہے جو بشر اے دل
وہی انسان سب انسان میں یکتائے جہاں ہوگا

نہیں کم حق شناسی سے ہے درجہ خود شناسی کا

کہ خود کو جاننے ہی سے خدا خود ہی عیاں ہوگا

تو سمجھے اپنی ہستی کو جو شاہِ ہست کی ہستی
تو اے دل عالمِ ہستی کا تو ہی حکمراں ہوگا

ہے اُس ذات ہست و نیست کے درجہ سے بھی اعلیٰ
وہی سمجھے اس اسرار کو جو غیب داں ہوگا

اگر کردے فنا تو ظلمتِ کثرت کوائے عاجزؔ
تو مدّت سے نہاں جو نورِ وحدت ہے عیاں ہوگا



جہاں میں ہے دل مائلِ زر کسی کا
فدا جان و دل ہے خدا پر کسی کا

ہے بیکار کاشی و کعبے کا جانا
کہ ہے اپنے ہی دل میں مظہر کسی کا

کسی جا وہی ہے مریدوں کی صورت
کہیں ہے وہی آپ رہبر کسی کا

نہ ہو خانۂ ظاہری پر تو نازاں
کہ ہے در حقیقت نہیں گھر کسی کا

عبادت سے منکر ہے کوئی جہاں میں
جھکا طاعتِ حق میں ہے سر کسی کا

کسی کا جو دل صورتِ موم ہے نرم
تو ہے سخت دل مثل پتھر کسی کا

کسی کا ستارہ تنزل میں ڈوبا
بلندی پر آیا ہے اختر کسی کا

نہیں جس کو کوئی تعلق کسی سے
بنے دوست اے دل وہ کیونکر کسی کا

عبث اس کو معشوق سمجھے ہو عاجزؔ
ہوا ہے نہ ہوگا وہ دلبر کسی کا



غزلیات صوفیانہ

یہ عالم جو ہستی کی صورت عیاں ہے
بغور اس کو دیکھو تو وہم و گمان ہے

نہ کہنا کسی سے یہ ہے راز مخفی
نہ میں ہوں نہ تو ہے نہ این و آن ہے

خیالات دل کے سبب سے عزیزو
جو ہے نیست مانند ہستی عیان ہے

یہ ہیں خواہشات و خودی میں جب تک
نہ راحت ہے دل کو نہ آرامِ جان ہے

نہیں کھلی اسکی اب تلک یہ حقیقت
وہ کیا شئے ہے کیونکر ہوا ہے کہاں ہے

پتہ اس کا مل جائے ہے غیر ممکن
کہ کچھ بھی نہیں اس کا نام ونشاں ہے

وہی ذات مطلق بہ ہر سمت اے دل
بہ ظاہر بباطن عیاں ہے نہاں ہے

خودی تجھ سے گر ترک ہوجائے عاجزؔ
تو خودی ہی تو ہے جزو کل بیگماں ہے

☆☆☆

بلا عذر دل کو مرے یہ یقیں ہے
کہ جز ذات مطلق کہ ہیں کچھ نہیں ہے

جو ہو جلوہ گر تجھ پہ سرِ حقیقت
تو بیشک کوئی شئے نہ دنیا نہ دین ہے

ذرا دیکھ پردے کو دل سے ہٹا کر
کہ بے پردہ ہر جا پردہ نشیں ہے

نہاں اس سبب سے ہے وہ ذات یکتا
کہ تجھ میں من و کا تو نقش و نگیں ہے

کرے تو جو وحدت میں کثرت کو فانی
تو پھر تو ہی تو ہے نہ آن ہے نہ این ہے

اگر چشم باطن سے باغور دیکھو
تو جو کچھ ہے ظاہر وہ کچھ بھی نہیں ہے

کیا ترک جس نے تعلق کو عاجزؔ
وہی مرد حق لایقِ آفرین ہے



یہی اے دل فقیرونکی صدا ہے
کہ جو کچھ ہے وہ ذاتِ کبریا ہے
نہیں اس کو بنایا ہے کسی نے
نہ اس سے مطلقاً کچھ بھی بنا ہے

ہمیشہ سے وہ خود قائم ہے بالذات
غرض بے ابتدا ہے بے انتہا ہے
نہ وہ عاشق کسی کا ہے نہ معشوق
مگر خود اپنے آپ اوپر فدا ہے

کیوں کیونکر اسے مین ہست یا نیست
وہ اثبات و نفی سے بھی جدا ہے
کوئی اس رمز کو اب تک نہ جانا
کہ اۓ دل وہ حقیقت میں کیا ہے

اسی کو وہ نظر آتا ہے بے شک
کہ جس کے دل کا آئینہ صفا ہے
نظر آتا نہیں کچھ اس کو جز حق
جو علمِ معرفت سے آشنا ہے

بجز اس واحدِ مطلق کے اے دل
فدا ہونا کسی پر ناروا ہے
ہے یہ دنیا محض خواب و خیالات
یہ شکل ہست گو جلوہ نما ہے

نہیں ہوتا ہے کیوں تو سب سے آزاد
عبث دامِ تعلق میں پھنسا ہے

دوئی سے در گز اے خود فراموش
نہ وہ تجھ سے نہ تو اس سے جدا ہے

یہ ہے تیرے ہی دل و ہم عاجز
نظر تجھ کو یہ جو کچھ آ رہا ہے



یہ ثابت ہے کہ وحدت ہی کا جلوہ ساری کثرت سے
مگر کثرت ہی کے باعث قیامِ ذاتِ وحدت ہے

دلا ہے ہی نہیں کچھ بھی کہیں جز واحدِ مطلق
نہ دنیا ہے نہ عقبیٰ ہے نہ دوزخ ہے نہ جنّت ہے

حقیقت میں ازل سے ہے جو دنیا نیست ہی اے دل
تو کیا کس نکتہ داں کو نیستی میں اس کی حیرت ہے

بزور اپنے نکل بھاگا ہے زندانِ خودی سے جو
وہی آزاد بیخود بے نظیر و اہل ہمّت ہے

یہ سچ ہے مجھ کو اس دنیائے فانی میں کسی سے بھی
نہ الفت ہے نہ کلفت ہے نہ نفرت ہے نہ رغبت ہے

وہی ہے مستحق بے شبہ درجہ بے نیازی کا
ہر اک ارمان و ہر اک مدعا سے جس کو نفرت ہے

ہے گو دنیا طرحداری میں بے مثل اور لاثانی
مگر یہ بے وفا و بے حیا و بے مروّت ہے

ادب سے سر جھکاتا ہوں ہر اک کے آگے بے وسواس
کہ ہر موضوع میں پنہاں اسی صانع کی صنعت ہے

ہمیشہ میں یہ کہتا ہوں کہ دنیا ہے زنِ مکّار
فدا اس بیسوا پر ہونا اے دل سخت ذلّت ہے

مری ہستی ہے ذاتِ ہست کی ہستی تو اے عاجزؔ
نہ میں کچھ بھی ہوں اور کچھ بھی نہیں میری حقیقت

☆☆☆



کہو تو میں کیونکر ہوں بندا کسی کا   کہ ہے ذات اپنی ہی مولا کسی کا
نہیں مجھ کو کچھ بھی ہے پروا کسی کا   کہ بڑھ کر نہیں مجھ سے درجا کسی کا
جو مسجود میں ہوں اور عالم ہے ساجد   تو اے دل کروں کیوں میں سجدا کسی کا
فقط میں ہی خودسر ہوں روز ازل سے   نہ ہوں تابع فرماں نہ بندا کسی کا
ہر اک پر ہے حاوی مری ذاتِ مطلق   جہاں میں نہیں مجھ سا رتبہ کسی کا
جو اپنے کو بھولا وہ بھولا خدا کو   رکھیں یاد سالک یہ کہنا کسی کا
ہے ناحق ولا نزد اہل حقیقت   شریعت کے پابند رہنا کسی کا
یہ دنیا ہے جھوٹی اور عقبےٰ ہے وہمی   عبث ہے فدااں ان پہ ہونا کسی کا
جو باطل ہے عالم ہیں سب اس پہ مائل   مگر سوئے حق دل نہ لگتا کسی کا
نہیں دیکھتا میں اس عام میں زاہد   کہ ہو بے ریا زہد و تقویٰ کسی کا
سوا اپنی ہستی کے ہے غیر ممکن   جہاں میں بہ یک حال رہنا کسی کا
نظر آرہا ہے اس عالم میں جو کچھ   وہ ہے در حقیقت تجلّا کسی کا
جب ہے تیری ہستی ہی بیباک وبیچوں   تو دل میں کبھی ڈر نہ رکھنا کسی کا

تو ہی حق ہے عاجزؔ یہ عالم ہے باطل
بجز ذاتِ خود دم نہ بھرنا کسی کا



ایک ہی آتما بیاپک آسا روساء میں
بہتا ہے ہی نہیں سنسار اور کرتار میں

اُٹھ گئے ہیں جس منش کی ذات سے کام و کرودھ
بس وہی پکّا گیانی پُرش ہے سنسار میں

بھرم ہے دنیا اور اس کے کارخانے سب ہیں جھوٹ
دل نہ دے اس میتھیا کے کوئی کاروبار میں

نام و صورت کے سوا کچھ بھی نہیں آیا نظر
ہر طرف اور ہر جگہ دیکھا جو اس سنسار میں

گر نکلنا ہے نکل جا ساگر اچھا سے تو
ورنہ ڈوبے گی تری کشتی اسی منجھدھار میں

ہے انھیں حاصل یہ دنیا ہی میں جیوں مکت بھی
ہو گئے جو باسناؤں سے رہت سنسار میں

ہے یہ سچ آتم گیانی بھی بلا شک برمہ میں
پاک ہیں سب ہی بکاروں سے جو اس سنسار میں

جیو ایشر ایک ہی ہے ایک ہی ہے ایک ہی
جس نے سمجھا دو گرا وہ دُکھتا کے غار میں

گو اسی اک ادویت سے ہو گیا پیدا جگت
پرودیت کچھ نہیں عاجزؔ ہے سرجن ہار میں

☆☆☆



اک وہی ذاتِ مقدس صاحبِ تقدیر ہے
اک وہی اہلِ حقیقت بانیِ تدبیر ہے

کوئی اس دنیائے دوں میں قائلِ تقدیر ہے
ہے کلام اس کا کہ انسان بستۂ زنجیر ہے

بس اسی باعث سے بالکل کوششیں بیکار ہیں
مٹ نہیں سکتی ہے جو تقدیر کی تحریر ہے

خود وہی صانع ہے اور خود وہی مصنوع ہے
خود وہی اہلِ مصور خود وہی تصویر ہے

ترک کر کر دے دل سے عاؔجز خواہش و حرص و ہوا
حق سے ملنا ہو تو دنیا میں یہی تدبیر ہے



ہے پاک اپنی ہستی جہاں کے عذاب سے
طفلی سے اور پیری سے عہد شباب سے

جز اپنی ہستی اور کوئی بھی خدا نہیں
افشا ہوا یہ رمز بھی اُم الکتاب سے

دنیا بدل گئی ہے زمانہ بدل گیا
لیکن ہے اپنی ہستی اسی آب و تاب سے

عالم ہے خواب اور فقط میں ہوں خواب میں
مجھ خواب بیں کو سود و زیاں کیا ہے، خواب سے

رغبت ہے میکشو مئے توحید سے مگر
نفرت ہے غیریت و دوئی کی شراب سے

میں صورتِ فلک ہوں جہاں ہے بسان ابر
نقصان آسمان کو کیا ہے سحاب سے

پابند میں نہیں ہوں بد و نیک فعل کا
آزادگی ہے مجھ کو عذاب و ثواب سے

دریائے کائنات بجز وہم کچھ نہیں
ڈرتے ہو کیا شناور و موجِ سراب سے

جس نے کیا ہے وہم زمانہ کو دل سے ترک
اے دل وہی بری ہے جہاں کے عذاب سے

دنیا ہے ہمچو بلبلا میں مثل شجر ہوں
پروا ہی کیا ہے دریا کو عاجزؔ حباب سے



ہر اک جانب وہی اک سرب بیانی ذات عالی ہے
نہیں کوئی جگہ جگ میں اس ہرجائی سے خالی ہے
میں کسی صورت سے دوں تشبیہہ اس بے شکل وصورت کی
ہر اک سے اعلیٰ ہے بہ ہر صورت وہ عالی ہے
وہ ہے ناپاک جس میں ہے جھمیلا حسرت و ارماں کا
مگر ہے بے خلش جو حسرت و ارماں سے خالی ہے
سرورِ ذات یکتائی نے مجھ کو مست کر ڈالا
دوئی کو بے دھڑک جب خانۂ دل سے نکالی ہے
میں سچ کہتا ہوں اے عاجزؔ تو کر دل سے یقیں اس کو
کہ یہ دنیائے وہمی واقعی جھوٹی خیالی ہے



وہی کچھ عالمِ فانی سے اے مردِ خدا لیں گے
جو ہر صورت سے اپنے قلب کو سچّا بنا لیں گے

کہیں کچھ بھی نہیں آیا نظر جز اپنی ہستی کے
تو کیا شے عالمِ ناچیز میں ہم بینوا لیں گے

جب اے شیخ و برہمن ہر جگہ حق ہی کا ہے جلوہ
تو ہم اپنے ہی دل کو کاشی و کعبہ بنالیں گے

دلِ ناداں جہاں تو زاہدوں کے چھپر میں آیا
وہ بیشک تجھ کو پھندے میں شریعت کے پھنسالیں گے

وہی آزاد دنیا میں موحد ہوں گے بے کھٹکے
جو اپنے دل کو پابندیٔ مذہب سے چھڑا لیں گے

یہ دنیا خواب کی صورت ہے عقبیٰ مثل افسانہ
تو کیا ہم عالمِ وہمی سے اے حاجت روا لیں گے

ہم ہی خود ہی خدا ہوجائیں گے بے شبہہ عالم کا
خودی سے جس گھڑی ہم آپ کو بیخود بنالیں گے

ہم ہی ہیں اوّل و آخر ہم ہی ہیں باطن وظاہر
جوسب کچھ ہیں ہم ہی عاجزؔ تو پھر ہم کس سے کیالیں گے



قید مذہب سے جسے اے دل رہائی ہوگئی
تابع فرمان اُس کی پھر خدائی ہوگئی

دل کو غیروں کی محبت سے جو بیزاری ہوئی
اپنی ہی ہستی سے مجھ کو آشنائی ہوگئی

بہر خود بینی بہ چشم خود وہی ہستی ولا
خود ہی بن کر لا تعداد انتہائی ہوگئی

رہنمائی سے ترے اے رہبر راہِ یقیں
بے تکلف ذاتِ مطلق تک رسائی ہوگئی

پھنس نہیں سکتا ہے وہ ہرگز دوئی کے دام میں
جس کی زندانِ من و تو سے رہائی ہوگئی

عالمِ باطل کا تارک ہے وہی مردِ خدا
جس کے دل میں ہستی حق کی رسائی ہوگئی

مر رہی ہے عالم فانی میں حسرت سے اجل
ذات باقی سے جو مجھ کو آشنائی ہوگئی

جھکتے ہیں در پر فقیروں کے شہنشاہ جہاں
بادشاہت ہے اسے جس کو گدائی ہوگئی

میں ہی اک ہر شے میں جلوہ گر ہوں مانند فلک
غیریت سے اے دلِ یکتا جدائی ہوگئی

کچھ بھی آتا ہی نہیں مجھ کو نظر اپنے سوا
چشم دل عاجز جو چشمِ کبریائی ہوگئی

☆☆☆

حقیقت میں وہ مرد کامل نہیں ہے
جو حق پر دل و جاں سے مائل نہیں ہے

میں وہ ذاتِ مطلق ہوں عالم میں یکتا
کہ کوئی بھی میرے مقابل نہیں ہے

نظر آرہا ہے اس عالم میں جو کچھ
وہ حق بیں کی آنکھوں میں باطل نہیں ہے

ہو عرشِ بریں پر کہ فرشِ زمیں پر
کہیں کچھ بھی جز اپنے اے دل نہیں ہے

بتِ سنگ دل کو نہ سمجھے کوئی حق
کہ ظالم خدائی کے قابل نہیں ہے

وہی برہمہ گیانی ہے دنیا میں بے شک
کسی فعل کا جو وہ فاعل نہیں ہے

کھلے کس طرح اس پر سِرِ نہفتہ
جو اسرارِ مخفی کا عامل نہیں ہے

وہی طالبِ حق ہے عالم میں یکتا
یہ دنیا پہ دل جس کا مائل نہیں ہے

یہ دریا سے توحید بے حد ہے عاجزؔ
کہ جس کا ازل ہی سے ساحل نہیں ہے

☆☆☆

ہے اے دل اس جگت صرف ہستی ایک چیتن کی
سوا اسکے ہیں سب جڑہ سب بناوٹ ہیں فقط امن کی

جو چاہے شانتی اور اپنی آزادی اس عالم میں
تو کردے ترک دل سے صحبت اس دنیائے پرفن کی

خیال اپنا بلندی سے نہ آنے پائے پستی میں
یہی ہے برتر و عالی ہدایت اپنے سجن کی

غنی ہوں فقر دولت سے نہیں پرواہ کچھ مجھ کو
نہ حسرت سلطنت کی ہے نہ خواہش مال کی دھن کی

کہو زنّاارداروں سے عبث کاشی کا ہے جانا
وہ دیکھیں اپنے ہی میں اس کو گر حسرت ہے درشن کی

نہیں کوئی بڑا ہے اور نہیں کوئی بھی ہے چھوٹا
کہ پیدائش ہوئی ہے ایک سے شدر و برہمن کی

جو کچھ تم دیکھتے ہو ظاہر و باطن اس عالم میں
وہ سب جگمگاہٹ ناظر و ذاتِ نرنجن کی

وہی مردِ خدا ہے اس جہاں میں تارک الدنیا
ہوس کچھ بھی نہیں ہے جس کے دل میں تیاگ و گرہن کی

شرابِ بیخودی سے ہوگئی جب مجھ کو مدہوشی
نہیں کچھ بھی رہی مجھ کو خبر اپنے تن و من کی

فقط اک برہمہ ہی ہے سرب تو یہ بھی بتا عاجزؔ
کہ کیا تو ہے اور اچھا تجھ کو کس شے کے ہے گرہن کی



رُباعیات

رباعیات

(۱)

دنیا ہے حقیقت میں خمارِ ہستی
ہیں خاک یہ سب نقش و نگار ہستی
جانا نہ صفائی پہ جہاں کی عاجزؔ
مٹّی میں ملائیگا غبار ہستی

(۲)

قائم نہ رہے گا یہ جہانِ ہستی
مٹ جائیگا بے شبہ نشانِ ہستی
بیکار ہے بیکار ہے نازاں عاجزؔ
گر جائیگا اک دن یہ مکانِ ہستی

(۳)

بھولے گا جو خود کو یہ خیال ہستی
رکھے گا سدا یاد کمالِ ہستی
چھوڑے گا جو دنیا کی محبت عاجزؔ
دیکھے گا وہ بے شبہ جمالِ ہستی

(۴)

ہے بحر جہاں نازو نیازِ ہستی
طوفان کی آواز ہے سازِ ہستی
منجدھار میں ہے کشتی ساماں عاجزؔ
ڈوبے گا کوئی دم میں جہاز ہستی

(۵)

ہے سرب بیاپی وہی ذاتِ ہستی
یہ چاند یہ سورج ہیں صفاتِ ہستی
آتے ہیں نظر سامنے جو کچھ عاجزؔ
ڈوبے گا انہیں لیکے شہاتِ عاجزؔ

(۶)

دنیا ہی ہے بے ریب حجابِ ہستی
ہیں حسرت و ارمان نقابِ ہستی
اُٹھ جائے جو آنکھوں سے دوئی کا پردہ
کھل جائے زمانے پہ کتابِ ہستی

(۷)

ہے ایک ہی واقعی شاہِ ہستی — ہر راحت و رنج میں سپاہ ہستی
گردش سے زمانے کے نہ ڈرائے عاجزؔ — بے ڈر ہے جو ہے زیر نگاہِ ہستی

(۸)

سن لیجئے بتلاتا ہوں نامِ ہستی — کس دیش میں کس جا پہ ہے دھامِ ہستی
آنند سے لے لو سچد آنند کا کام — پھر دیکھ لو دل ہی میں مقامِ ہستی

(۹)

ہاں ایک ہی ہے ایک خدائے ہستی — اور اس کی بقا پر ہے بقائے ہستی
مٹ جائیں گے یہ سارے منظر عاجزؔ — ہونے کو نہیں ایک فنائے ہستی

(۱۰)

آتا ہے نظر جو یہ جہانِ ہستی — کچھ بھی نہیں جز وہم و گمانِ ہستی
افشا ہوا یہ رمز بھی مجھ پہ عاجزؔ — بے شان کی شان ہے شانِ ہستی

(۱۱)

جتنے ہیں چمن میں گاھذار ہستی — بن جائیں گے سب سوکھ کے خارِ ہستی
اتنا گل ہستی پہ نہ پھول اے عاجزؔ — دو دن کے ہیں یہ باغ و بہار ہستی

(۱۲)

سنسار ہے بصورتِ مارِ ہستی — موذی ہے نہ سمجھو اسے یار ہستی
ڈستا ہے بلا وجہہ ہر اک کو عاجزؔ — بیکار نہ ہو جاں نثار ہستی

(۱۳)

ہے ذات احد صورت آبِ ہستی — اور سارا جہاں مثل حباب ہستی

ہیں پیش نظر تیرے یہ جو کچھ عاجزؔ بیشک ہیں یہ سب ہمچو سراب ہستی

(۱۴)

ہو جائیگا نابود جہانِ ہستی گر جائیگا دم بھر میں مکانِ ہستی
مہمان کوئی دم کا ہے تو بھی عاجزؔ بیکار ہے بیکار گمانِ ہستی

(۱۵)

دنیا میں جو رہ کر ہے فدائے ہستی فرمان روا ہو کے گدائے ہستی
لذّت زمانہ سے ہے جس کو نفرت عاجزؔ ہے وہی مرد خدائے ہستی

(۱۶)

ویران ہوا جاتا ہے باغِ ہستی پر مردہ ہے غنچہ سادماغ ہستی
پروانہ ہے کیوں ساری خدائی عاجزؔ گل ہوگا کوئی دم میں چراغِ ہستی

(۱۷)

جس مرد خدا کو ہے گیان ہستی رکھتا ہے ہر اک وقت دھیان ہستی
اور نقش جگر اس کو ہے یہ بھی عاجزؔ اپنے ہی میں ہے شوکت وشان ہستی

(۱۶)

دنیا کو ملا ہے جو خطاب ہستی جھوٹا ہے فقط صورتِ خوابِ ہستی
ہستی تو نہیں اسکی ہے کچھ بھی عاجزؔ لیکن ہے یہ ہمشکل سرابِ ہستی

(۱۹)

پیالے مئے وحدت کا پلادے ساقی اک دور میں مستانہ بنادے ساقی
وہ آگ بھڑک اٹھے کہ عاجزؔ اک دن میخانہ کثرت کو جلادے ساقی

☆☆☆



مسدّس

مسدس

کہتے ہیں جس کو یہ عالم میں خداوند تعالیٰ
احدیت میں بلاریب نہیں اس کی مثال
دو ہوں اگر ایک کی ہو اک کو تمنائے وصال
ایک ہی ہو تو بھلا کون کرے کس کا خیال

ہے وہی حمد وہی حامد و محمود وہی
ہے وہی عبد وہی عابد و معبود وہی

حیف صد حیف ہے غفلت پہ تری اے ناداں
تیری نادانی پہ افسوس ہیں کرتے انساں
دربدر کھوج و تجسس میں ہے جس کے حیراں
جلوہ گر ہے وہ ترے آئینہ دل میں ہر آں

مثل دیوانہ بہ ہر سمت پھرا اے غافل
پر کبھی جانبِ دل رخ نہ کیا اے غافل

نیست ہے خواب ہے اور وہم ہے دنیا اے دل
اس میں سب ہی ہیں طلسم آسا ہویدا اے دل
حق ہے سچ جھوٹی یہ دنیا ہے سراپا اے دل
حق سے ہوتا نہیں باطل کبھی پیدا اے دل

نقش ہو جائے اگر تجھ پہ جو یہ سرِّ نہاں
ہے جو اسرار خفی ہوا بھی بے پردہ عیاں

خلق کیا چیز ہے اور خالق عالم کیا ہے
پائے ادراک اسی راہ تحیر میں تھکا
خلق ہے نیست مگر نظروں میں ہے ہست نما
حق جو ہے ہست محض نیست کی صورت ہے چھپا

ہست اور نیست یہ دونوں سے جدا شے ہے خدا
کیا کہوں عقل ہے مجبور کہ کیا شے ہے خدا

آ رہے ہیں جو یہ دنیائے طلسمی میں نظر
جن و انسان وزمین و فلک و شمس و قمر
خود سر وزیر حکومت ومرید و رہبر
بے زر وصاحبِ زر خورد کلاں وہمسر

خواب میں ہے تو اور ہیں خواب کے پتلے یہ سب
بے حقیقت ہیں حقیقت میں ہیں چھوٹے یہ سب

سب ستمگاروں سے بڑھ کر ہے خودی کا درجہ
ظلم سے اس کے یہ دنیا میں کہاں کوئی بچا
بیخودی کی مدد وزور کو لیکر کے ذرا
تیغِ عرفاں سے قلم کرنا سر اس کا ہے روا

بے فنا کے کبھی حاصل نہیں ہوتی ہے بقا
جب تلک بوئے خودی ہے نہیں ملتا ہے خدا

ہے موحد وہی جس کا کہ بہر حال سدا

جسم ہو خلق کے کاموں میں تو دل حق میں لگا
دام میں خواہش و غصے کے ہوا ہو نہ پھنسا
راحت و رنج کے زنداں سے ہوا ہو وہ رہا

گرم فہم اور خرد مندی کا بازار بھی ہو
علم توحید و تصوف کا خریدار بھی ہو

بے حجابی میں وہی پردہ نشیں ہے یکتا
جس کا جلوہ ہے ہر اک شے میں عیاں مثل خلا
ہر عجب اس پہ ہے گھونگھٹ کہ وہ ایسا ہی چھپا
آج تک اس کا کسی نے نہیں دیکھا چہرا

یہ وہ اسرار ہے مخفی کہ جو دنیا میں کہیں
حل یہ ہو جائے کسی سے ہے یہ ممکن ہی نہیں

حیف ہے فکر رسا تیری ذکاوت پہ مجھے
حیف ہے طبع رسا تیری ذہانت پہ مجھے
حیف ہے جذبۂ دل تیری حرارت پہ مجھے
ہے یہ افسوس خرد تیری فراست پہ مجھے

قید سے مذہب و ملّت کے رہا کیوں نہ ہوا
کفر و اسلام کے جھگڑے سے جدا کیوں نہ ہوا

اب یہی ایک تمنا ہے کہ اے خستہ جگر
پار بے کھٹکے یہ دریائے دوئی سے ہو کر
بحرِ وحدت میں رہوں غرق بلا خوف و خطر
موج و کثرت سے بھی ہو جائیں دل و جان نڈر

رخ سے ہٹ جائے جو پردہ ہے من ومانی کا
بے حجابانہ عیاں نور ہو یکتائی کا

بیخودی اور خودی دونوں کو چھوڑا میں نے
ننگ و ناموس کے رشتہ کو بھی توڑا میں نے
منہ کو ہر حسرت و ارمان سے موڑا میں نے
دل کو بیخبری وہ مدہوشی سے جوڑا میں نے

بے نشاں ہو گئے پل بھر میں یہ سب عقل وتمیز
نہ نظر میں مرے بیگانہ رہا اور نہ عزیز

عالم غیب سے عاجزؔ یہی آتی ہے سدا
کچھ نہیں ہے کہیں مجھ واحد مطلق کے سوا
کیا عیاں اور نہاں اور ہے کیا چھوٹا بڑا
جز وکل ظاہر و باطن سب ہوں میں ہی یکتا

میں ہی ہوں جانِ جہاں ہے یہ جہاں جملہ بدن
سرّ توحید ہمیں ست ودیگر باہمہ فن



مثنوی

آغاز ادھیائے اوّل گیتا منظوم

اشلوک نمبر ۱

کہا کور دیدہ نے یوں بھر کے آہ　　کہ کہہ مجھ سے اسے سنجئے نیک جاہ
کرو چھترؔ جو دھرم کا ہے مقام　　پئے جنگ واں جا کے بااحتشام
مرے اور پانڈوں کے نور نظر　　کئے کام کیا کیا ہر ایک نامور

اشلوک نمبر ۲

سنا اس سے سنجے نے جب یہ سخن　　تکلم کا اپنے وہ کھولا دہن
کہا سن یہ اے شاہ گیتی ستاں　　سپاہِ عدو کی صف آرائیاں
نظر کر کے درجودھنِ دروغا　　درونہ کے زدیک جاکر کہا

اشلوک نمبر ۳

ذرا دیکھئے اس کو اے مرد پیر　　کہ نورِ نظر دُر پد بے نظیر
وہ شاگرد عاقل ہے جو آپ کا　　عدو کی یہ افواج کو دروغا
کہا اس نے کیا خوب آراستہ　　بہ ہر گونہ دانش سے پیراستہ

اشلوک نمبر ۴

یہاں پہلوانان ہیں بے بدل　　کماں دار اعظم بہ جنگ و جدل
ہیں بھیم اور ارجن کے ہمسر سب ہی　　بیراٹ اور بھی دُر بدو ساتکی
یہ سب کی زور بازو میں ہیں بے نظیر　　عدو ہوں گریزاں بمانند تیر

اشلوک نمبر۵

دھرشٹ کیتو سالار جنگی جواں　　چکیتان شیبش نام آوراں

شہہ بھوج باحشمت وعز و جاہ　　لئے ساتھ اپنے ہزاروں سپاہ

پروجت سپہدار عالی وقار　　سوا ان کے کاشی کا بھی شہریار

اشلوک نمبر۶

جوان مرد بکرانت وابھی من دلیر　　زبردست یودھا منوہمچو شیر

خردمند اتموج عالی گہر　　غرض درپدی کے بھی پانچو پسر

یہ وہ ہیں دلاور کہ ہنگامِ جنگ　　کریں قافیہ پہلوانوں کا تنگ

اشلوک نمبر۷

ذرا آپ اس کو بھی سُن لیجئے　　نگاہِ کرم مجھ پہ اب کیجئے

مرے بھی ہیں کون افسران سپاہ　　فلک پر ہوں جس طرح خورشید وماہ

بہ تفصیل کہتا ہوں اے نیک ذات　　برائے شماران کی ذات وصفات

اشلوک نمبر۸

کہا آپ و بھیشم مل پیل تن　　کرپا چارج اور اشوتھا مان کرن

سوا ان کسے ہیں بکرم وسومدت　　کہ یعنی بھوریشہ وا عالی صفت

یہ وہ لڑنے والے ہیں اے نیکنام　　کہ فتح وظفر بے درم ہیں غلام

اشلوک نمبر۹

بہت اور بھی ہیں بہادر جواں　　مقابل نہیں جن کے شیر ژیاں

ہیں انواع حربوں سے لڑنے میں تیز　　عدو دیکھ کر ہوں بیکدم گریز

مرے واسطے جان دینے کو سب　　کمربستہ تیار ہیں باطرب

اشلوک نمبر ۱۰

مری فوج کمزور ہے بے گماں — نگہبان بھیشم کے ہے جو یہاں
حفاظت میں ہیں بھیشم کے جو سپاہ — بہت چست و پرزور ہیں حسب خواہ

اشلوک نمبر ۱۱

قلعوں کے ہراک در پہ اے نامدار — جو ہیں حسب تقسیم کے برقرار
اسی جا پہ ثابت قدم رہ کے سب — حفاظت کریں صرف بھیشم کو اب

اشلوک نمبر ۱۲

سر رزم گہہ بھیشم نامدار — ہو خوش جس میں در جودھن بدشعار
گرج کر اسی وقت مانند شیر — بجایا وہ سنکھ اپنا رشکِ دلیر

اشلوک نمبر ۱۳

لگے بجنے باجے بہت اس گھڑی — دہل اور ناقوس یکبارگی
سوا ان کے نقارے اور بھیریاں — کہ جنبش میں آئے زمین و زماں

اشلوک نمبر ۱۴

شری کرشن وارجن بھی رتھ پر چڑھے — کہ جس میں تھے اسپان نقر سپحتے
بجائے وہ ناقوس اپنے وہاں — کہ تھرا گئے سن کے جنگ آوراں

اشلوک نمبر ۱۵

بجائے شری کرشن صاحب کرام — کہ جس شنکھ کا پانچ جنین ہے نام
بجایا وہ شنکھ ارجن نیک بخت — کہ جس شنکھ کو کہتے ہیں دیودت
ہے جس شنکھ کا نام پونڈر سنو — بجایا اسے بھیم سین نکو

اشلوک نمبر ۱۶

جودھشٹر پسر کنتی نیک فام بجائے اپنے بجے شنکھ نام
سوگھوکھ و منی پشپکِ شنکھ کو نکل اور سہدیو خرسند کو

اشلوک نمبر ۱۷

کماندار اعظم یلِ نامور شہنشاہ کاشی بصد کرو فر
دھرشٹ دیومن اور شکھنڈی جواں پراٹ اور ساتک بھی جنگ آوراں
بجائے وہ شنکھ اپنا اپنا وہیں ہو غالب کوئی اُنپر ممکن نہیں

اشلوک نمبر ۱۸

سوا ان کے بادشاہ جہاں جو ہیں زورِ بازو میں دُرپد جواں
علاوہ ازیں دُرپدی کے پسر خرد مند و ہشیار و فرخندہ فر
بجائے ہر اک سمت سے ہر جواں جدا گانہ شنکھ اپنا اپنا وہاں

اشلوک نمبر ۱۹

وہ شورندہ آواز اے بے بصر ترے نور دیدوں کا دل خستہ کر
ہر اک سمت بے انتہا بھر گئی زمین و فلک کی ہوا ڈر گئی

اشلوک نمبر ۲۰

دھرت راشٹر کے تھے جتنے پسر بہ سامانِ جنگ آئے بالکل نظر
تو ارجن بھی ہو کر بہت شادماں اٹھایا اسی وقت اپنا کماں
کہ جس کے علم پر بہ حرفِ جلی تھی تصویر ہنومان جی کی کھنچی

اشلوک نمبر ۲۱

اسی وقت اے شاہ روئے زمیں　　شری کرشن سے ارجن اہل دیں
کہا یوں کہ اے صاحب بے زوال　　ترے ہی کرم سے ہے سب کو کمال
کھڑا کیجئے میری رتھ کو وہاں　　جہاں دونوں لشکر کا ہے درمیاں

اشلوک نمبر ۲۲

ذرا دیکھو اس عرصۂ جنگ میں　　جو گردان دشمن کے ہیں سنگ میں
کوئی اس میں ہے اسطرح نامدار　　سنبھالے مرا خنجرِ آبدار

اشلوک نمبر ۲۳

یہ احباب درجودھن بے شعور　　جو اس عرصۂ جنگ میں ہیں حضور
پئے جنگ موجود ہیں دروغا　　انھیں دیکھنا چاہتا ہوں ذرا

اشلوک نمبر ۲۴

یہ گویا ہوا سنجئے خوش لقب　　بہ پیش شہ کو رواں با ادب
شری کرشن نے سن کے ارجن کی بات　　بہ خوشنودئ دل وہ عالی صفات
وہیں بیچ میں دونوں لشکر کے آ　　یہی کہہ کے رتھ کو کھڑا کردیا

اشلوک نمبر ۲۵

جہاں دار بھیشم درونہ گرو　　سب ہی ملک خواہاں کئے روبرو
کہا ان کو اے پارتھ دیکھو یہ سب　　ہیں اولاد کورو کے یکجا پہ اب

اشلوک نمبر ۲۶

جو اس جا پہ ارجن نے کی ہے نظر　　تو دیکھا کہ سب اپنے ہی ہیں جگر
بزرگان و استاد عالی وقار　　ہیں جد اور ماموں خجستہ شعار

برادر بھی ہیں اپنے خورد و کلاں　　پسر بھی اور پوتے بھی ہیں بیگماں

اشلوک نمبر ۲۷

سوا ان کے خسران و خویشان کو　　برادر کو احباب ذیشان کو
وہ ارجن پسر کنتی باوفا　　نہیں جسکے دل میں کدورت ذرا
ہے زیبِ کمر سب کے تیرو بتر　　جو اِن دونوں لشکر میں ہیں جلوہ گر

اشلوک نمبر ۲۸

ہوا جوش پر دل میں دریائے غم　　ہوئیں شرط غم سے بہت چشم نم
سراپا محبت میں ڈوبے ہوئے　　یہی بات کڑھ کر وہ کہنے لگے

اشلوک نمبر ۲۹

ہوئے جاتے ہیں سست اعضا مرے　　بدن کے ہوئے رونگٹے سب کھڑے
بہت خشک لب ہو رہا ہے مرا　　اچھلتا ہے بلیوں یہ دل باوفا

اشلوک نمبر ۳۰

گرا جاتا ہے یہ کمانِ کہن　　جلی جاتی ہے میری جلد بدن
عجب طرح گھبرا رہا ہے یہ دل　　کسی طرح ہوتا نہیں مستقل

اشلوک نمبر ۳۱

ہوا مجھ کو معلوم اے کرشن صاف　　کہ سب یہ شگن دیکھتا ہوں خلاف
یگانوں کو اپنے غرض مار کر　　نہیں بہتری مجھ کو آتی نظر

اشلوک نمبر ۳۲

کہا کرشن سے یوں وہ باچشم تر　　نہیں چاہتا ہوں میں فتح و ظفر
نہیں عیش شاہی کو میں چاہتا　　مجھے یہ بھی اے کرشن جی دوبتا

ہے اس زندگانی سے کیا فائدہ — اور اس راج و نعمت سے حاصل ہے کیا

اشلوک نمبر ۳۳

کہ جس کیلئے چاہتا ہوں میں آج — زر و مال آسائش و تخت و تاج

وہی ہاتھ دھو کر کے از جان و مال — مرے سامنے ہیں بجنگ و جدال

اشلوک نمبر ۳۴

بزرگان کورو و پسران سب — ہیں جدا اور ماں باپ و خسران سب

یگانے و سالے و پوتے سب ہی — کہ جن کے لئے چاہتے ہیں شمی

اشلوک نمبر ۳۵

جو اے قاتل دیو یہ سب اگر — مجھے مار ڈالیں بوقت سحر

تو ہرگز نہیں ہے یہ نیت مری — ملے گرچہ تینوں جہاں کا بھی راج

یہ روئے زمیں کی ہے کیا تخت و تاج — ملے گرچہ تینوں جہاں کا بھی راج

اشلوک نمبر ۳۶

شری کرشن سے راجن نیک فال — کہا پھر یہ اے صاحب ذوالجلال

دگرت راشٹر کو دیدہ ہے جو — کروں قتل گر اس کے پسران کو

نہیں اس برائی میں نیکی مجھے — ہے امید بس باپ ہی کی مجھے

اشلوک نمبر ۳۷

جو اس کوردیدہ کی اولاد ہیں — مرے ہی برادر چچا زاد ہیں

انہیں قتل کرنا مناسب نہیں — کہو تو انہیں مار کر کے کہیں

ملے گا بھلا مجھ کو آرام کیا — کہ قابو میں اپنے نہیں دل مراد

اشلوک نمبر ۳۸

مجھے عقل پر ان کی حیرت ہے آہ نہیں امتیاز سفید وسیاہ
کہ کرتے برباد یہ خانداں بنے دوستوں کے بھی یہ دشمناں
نہیں جانتے یہ کہ کیا ہے گناہ یہ سب دل کو رکھتے ہیں سخت وسیاہ

اشلوک نمبر ۳۹

جو معدوم اپنا کرے خاندان گنہگار ہو جائے وہ بیگمان
مجھے اس سے اے کرشن ہے آگہی کروں میں نہ کیونکر کنارہ کشی

اشلوک نمبر ۴۰

کہ ہونے سے اس خانداں کے تباہ سلب سب ہی ہو جائیں گے رسم وراہ
تو کل دھرم کی بیخ کھد جائے گی عمل اپنی بدراہی دکھلائے گی

اشلوک نمبر ۴۱

بڑھیں گی جب اے کرشن بدراہیاں کریں گی سب عورات بدکاریاں
تو بدکار عورت سے بعد ازاں بلاشبہ بدنسل ہوں گے عیاں

اشلوک نمبر ۴۲

یہ دی ہے مجھے شاستر نے خبر ہیں گل کی جو غارت کنندہ بشر
تو بس ان کے گل کو برہ سنکراں بسوئے جہنم کرے ہیں رواں
جنہوں نے کی شرادہ اور بھی پنڈوان سب ہو جاتے ہیں بند اے مہربان
تو پھر خلد سے ان کے جد و پدر پہنچتے ہیں دوزخ میں تھامے جگر

اشلوک نمبر ۴۳

وہ ہیں باعثِ غارتِ خانداں وہی ہیں سبب نسل بدگوہراں

رکھے اپنے جُرم وخطا سے یقیں ادا ہوگی رسم ِ قدیم نہیں

اشلوک نمبر ۴۴

ہوا جنکا معدوم اے مہربان قدیمی ہراک قاعدہ خاندان

انہیں ہوگا دوزخ میں رہنا سدا کہ میں اس حقیقت کو ہوں جانتا

اشلوک نمبر ۴۵

عجب رنج وافسوس کا ہے مقام کہ اس جرم کا مجھ پہ ہوا اتہام

کہ اس راج کی نعمتوں کے لئے کروں قتل احباب کے مشورے

کروں حرص سے بیدھڑک کوششیں میں اپنے یگانوں ہی کے قتل میں

اشلوک نمبر ۴۶

دھرت راشٹر کے ہیں جتنے پسر وہ ہاتھوں میں لے لیکے تیغ وتبر

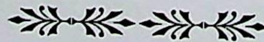
کریں وار مجھ قلب حیران پر صف ِ جنگ میں مار ڈالیں اگر

نہ اس وقت بھی لونگا اس کی جزا مرے واسطے ہوگا یہ بھی بھلا

اشلوک نمبر ۴۷

یہ سن کر کہا سنجے خوش یقیں کہ یہ کہہ کے ارجن بہ اندوہ گیں

سر رزم کہہ بیٹھ رتھ پر گئے اسی دم وہ تیر و کماں رکھ دیتے



دوسرا ادھیائے اوّل گیتا منظوم

﴿اشلوک نمبر ا﴾

لگا کہنے یوں سنجئے باوفا
اس ارجن سے جو رحم میں تھا پھنسا
دل افسردہ تھا آنکھ اشکوں سے تر
لگے کہنے یوں کرشن عالی گہر

﴿اشلوک نمبر ۲﴾

کہ اے ارجن رشک نام آوراں
مصیبت میں اتنا نہ ہونا تواں
کہاں سے یہ نالایقوں کی سی چال
سمائی ترے دل میں اے باکمال
جو وسواس دل میں ذرا لاؤ گے
تو بے شبہ بدنام ہو جاؤ گے

﴿اشلوک نمبر ۳﴾

مناسب نہیں تجھ کو اے ذی شعار
کرے کام نامرد کا اختیار
فکر دل کو کوتاہ گر ہے عقیل
ہے یہ کام بے شک نہایت ذلیل
کھڑا جلد اُٹھ کر ہوا اے پہلواں
تو ہے قابلِ دشمنانِ جہاں

اشلوک نمبر ۴

شری کرشن سے سرجن نیک خو — لگا کرنے اس طرح سے گفتگو
درونہ بھیشم کو ہنگام جنگ — بہ شمشیر و تیر و کمان و خدنگ
کروں گا بھلا قتل کس طرح سے — کہ یہ دونوں لایق ہیں تعظیم کے

اشلوک نمبر ۵

بزرگان عالی نش کے سدا — بلا قتل دنیا میں ہو گر گدا
کرے پرورش جامۂ جسم کو — مگر خواہندہ خوں نہ ہو
ہے بہتر کہ کھائے نہ ہرگز جسم کو — وہ نعمت کہ جو اُنکے خوں سے ہو تر

اشلوک نمبر ۶

نہیں مجھ کو اب تک ہے یہ بھی خبر — کہ کون اس میں پائیگا فتح و ظفر
انہیں کی ہے مقسوم میں سروری — کھڑے ہیں یہاں آ کے پیش نظر

اشلوک نمبر ۷

انہیں باغ ہستی سے کر کے جدا — نہ پاؤں گا میں بھی اجل سے رہا
انہیں دونوں وجہوں سے عذاب گراں — جسے قطع نسل ہو خانداں
انہیں دونوں وجہوں سے بیتاب تب — ہیذاتی مری خاصیت اب
اسی واسطے رحم میں ہوں پھنسا — مجھے یہ ابھی اے کرشن جی دو بتا
حقیقت میں بہتر ہو میرے لئے — کروں میں وہی بہتری کیلیے

اشلوک نمبر ۸

جو سارے جہاں کا ہوں میں تاجور	حکومت بھی حاصل ہو دیوان پر
وہ تدبیر تب بھی نہیں دیکھتا	کروں دفع دل کی میں حرص و ہوا

اشلوک نمبر ۹

کہا سنجے نے یوں پیش بے چشم کے	کہ ارجن یہ کہہ کر کرشن سے
لڑیں گے نہ ہم اے شری کرشن چند	ہوا چپ وہ کر کے زبان اپنی بند

اشلوک نمبر ۱۰

اس ارجن سے شری کرشن جان جہاں	جو وہ دونوں افواج کے درمیاں
پریشان دل اور بیتاب تھا	بہ طرز ہنسی مسکرا کر کہا

اشلوک نمبر ۱۱

یہ ہے فکر بے کار اے ذی شعار	اسی کو ہو تم سوچتے بار بار
مگر عاقلوں کی سی کرتے ہو بات	جو ہیں مرد دانائے نیکو صفات
انہیں راحت و رنج سے کیا خطر	نہ جینے نہ مرنے کا مطلق ہے ڈر

اشلوک نمبر ۱۲

نہ تھے پہلے کیا ہم یا تم آشکار	کہ کیا تھے نہ یہ سب شہ نامدار
کہ پھر نہ بعد اس کے ہوں گے بھلا	چلا آرہا ہے یہی سلسلا

اشلوک نمبر ۱۳

شر تن کو جس طرح آنا ہے پیش	لڑکپن ،جوانی ،بڑھاپا ہمیش

اسی طرح ہوتا ہے پھر بھی ظہور　　بہ جسم دگر گھبراتے ہرگز نہیں

اشلوک نمبر ۱۴

یہ سُن اے پسر کنتی نیک واں　　کہ اعضاہی کے لمس سے بیگماں
ہے سردی وگرمی وسکھ دُکھ کمال　　کرواس کو برداشت بے قیل وقال
کہ ہیں آنے اور جانے والے نقی　　نہیں ہے ثبات. ان کو مطلق کبھی

اشلوک نمبر ۱۵

حقیقت میں جس مرد دانائے کو　　ستاتے نہیں جو بداندیش ہو
اور ہے جس کو سُکھ دُکھ برابر وہی　　بلاشک سزاوار ہے مکت کی
نہ راحت سے خوش ہو نہ غم سے ملا　　مساوی نہ جس کو ہوں اے باکمال

اشلوک نمبر ۱۶

جو فانی ہے اس کو نہیں ہے بقا　　جو باقی ہے اس کو نہیں ہے فنا
حقیقت میں ان دونوں ہی کو تمام　　مشاہد کرے ہیں یہ اے نیک نام
کہ جسم وحواس اور انکے صفات　　ہیں فانی مگر روح کو ہے ثبات

اشلوک نمبر ۱۷

جو ہے جلوہ گر سب میں اے ذی خیال　　اسے جاننا چاہئے لایزال
وہ ہے لافنا اور فنا سے ہے پاک　　نہیں کوئی کرسکتا اس کو ہلاک

اشلوک نمبر ۱۸

یہ اجسام کو ہے بلاشک زوال　　مگر رووح کو کہتے ہیں لایزال

جب ہے روح دانشوری سے بری — تو کیا غم ہے اُٹھ کر لڑو اس گھڑی

اور ہے یہ مناسب کہ اے مردشیر — کہ لڑکر کرے اندریوں کو تو زیر

اشلوک نمبر ۱۹

جو اس جیو کو جانتا ہے کوئی — کہ مرتی ہے اور مارتی ہے سبھی

خرد سے ہے بالکل وہ نا آشنا — وہ ہے ناخرد مند کا آشنا

نہ یہ جیو قاتل نہ مقتول ہے — یہ اسرار بیداوں سے منقول ہے

اشلوک نمبر ۲۰

نہ یہ جیو ہوتی ہے پیدا کبھی — نہ ہے موت اس کو کسی طرح کی

نہ تھی یہ کبھی اور نہ ہوگی کبھی — ہے بے ابتدا لا انتہی

ہمیشہ ہے یکساں رہے گا ہمیش — نہ ہوتی ہے مطلق کبھی کم وبیش

فنا ہونے سے جسم فانی کے بھی — نہ مرتی ہے یہ جاودانی کبھی

اشلوک نمبر ۲۱

جو یہ جانتا ہے کہ ہے بے زوال — یہ جیو آتما سے ستو وہ خصال

نہ پیدا ہوا ہے نہ نقصان پذیر — بہ ہر حال یکساں ہے اور بے نظیر

تو کیونکر کسی کو وہ ہے مارتا — کراتا ہے وہ قتل کس کو بھلا

اشلوک نمبر ۲۲

پرانے لباسوں کو جیسے اُتار — کرے ہے نئے پارچہ اختیار

پرانے بدن چھوڑ کرویسے ہی نیا جسم پانی ہے یہ جیو بھی

اشلوک نمبر ۲۳

نہ یہ روح کٹتی ہے ہتھیار سے نہ جلتی ہے نارِ شرربار سے
نہ ہوتی ہے ترآب سے بالیقیں ہوا سے بھی یہ سوکھتی ہی نہیں

اشلوک نمبر ۲۴

نہ لائق ہے کٹنے کی جیوآتما نہ قابل ہے جلنے کے جیوآتما
سزاوار ہے بھیگنے کی نہیں منزہ ہے اور سوکھنے کی نہیں

اشلوک نمبر ۲۵

نہیں آتما کو ہے جسم وحواس منزہ ہے از فہم وہم وقیاس
اور آنکھوں سے آتا نہیں ہے نظر تو اس واسطے اے پیل نامور
نہیں ہو سزا وار فکر والم کرو دور دل سے جو ہے رنج وغم

اشلوک نمبر ۲۶

اگر مانتے ہو کہ جیو آتما ہے ہردم رہین بقا وفنا
تو پھر کسی طرح اے مرد دیں غم و فکر تجھ کو ہے زیبا نہیں

اشلوک نمبر ۲۷

کہ پیدا ہوئے کو ہے مرنا ضرور پس ِ مرگ ہونا ہے پیدا ضرور
یہ لائق کبھی روکنے کا نہیں عبث اس کا ماتم کو ہے فکر حزیں

﴿اشلوک نمبر۲۸﴾

یہ اجسام اول میں شکل تھے — مگر درمیاں میں ہیں صورت لئے
بالآخر یہ بے شکل ہوں گے ضرور — تو کیا غم سے رونا ہے اے ذی شعور

﴿اشلوک نمبر۲۹﴾

اور اس آتما کو کوئی مرد دیں — تعجب سے ہے دیکھتا بالیقیں
تحیّر سے کہتا بھی ہے دوسرا — کہ اس میں ہے بالکل عجائب بھرا
ہے سنتا کوئی صورتِ اجنبی — نہ جانا کوئی اُس کو سن کر کے بھی
حقیقت یہ کوئی نہیں جانتا — کہ کیا شے ہے دراصل یہ آتما

﴿اشلوک نمبر۳۰﴾

ہے جسم میں آتما بے زوال — نہ لائقِ مرگ اے باکمال
توسب جانداران کے واسطے — غم وفکر لازم نہیں ہے تجھے

﴿اشلوک نمبر۳۱﴾

تمھیں دھرم کی بھی نظر سے کبھی — نہیں کانپنا چاہیئے اے رتھی
کہ اس دھرم کی جنگ سے دوسرا — نہیں چھتریوں کو بڑا فائدہ

﴿اشلوک نمبر۳۲﴾

کوئی جنگ آجائے ناخواستہ — تو ہے وہ وہ کھلا خلد کا راستہ
لڑائی اِسی طرح کی اے حبیب — کرے ہیں جو ہیں چھتریاں خوش نصیب

اشلوک نمبر ۳۳

اگراس لڑائی کا میدان گرم ‏ کروگے نہیں تم جو ہے خاص دھرم
تو دھرم اپنا اور نیک نامی کو کھو ‏ گنہگار کردوگے خود آپ کو

اشلوک نمبر ۳۴

کریں گے بشر تم کو بدنام عام ‏ کہ نامرد ہے ارجن نیک نام
تو بس نیک نام آوروں کے قریں ‏ ہیں بدنامیاں موت سے بدتریں

اشلوک نمبر ۳۵

بلاشک یہ سمجھیں گے زور آوراں ‏ نہیں لڑسکا ڈر سے یہ پہلواں
سمجھتے تھے جو تم کو مرد قدیر ‏ وہ سمجھیں گے ہے یہ ضعیف وحقیر

اشلوک نمبر ۳۶

کہیں گے بہت بات ناگفتنی ‏ عدو سب تمہارے یہ طعنہ زنی
مذمت کریں گے ترے زور کی ‏ نہ ہے اس سے بڑھ کر کے ذلت کوئی

اشلوک نمبر ۳۷

جو مارے اگر رن میں تم جاؤ گے ‏ تو خلد بریں کا مزہ پاؤ گے
ظفر یاب ہوگے اگر جنگ میں ‏ تو ہاتھ آئیگی ملک کی نعمتیں
تو پس اے پسر کنتیؔ رشک حور ‏ نہ اس سے اپنے کو تو دور دور
مصمم لڑائی کو تم ٹھان کر ‏ کڑے اُٹھ کے ہوجاؤ باندھے کمر

اشلوک نمبر ۳۸

اگر یافت ونایافت فتح وشکست خوشی اور غمی اور بالا وپست
مساوی سمجھ کر کے بے اشتباہ لڑوگے. توہرگز نہیں ہے گناہ

اشلوک نمبر ۳۹

ہوئی ختم عقلی ریاضت کی وصف سنواب یہ جسمی عبادت کی وصف
جوسن کرکے اس کوسمجھ جاؤ گے رہاقید افعال سے پاؤگے

اشلوک نمبر ۴۰

ہے آغاز اس فعل کا بے زیاں نہیں ہے عذاب اس میں اسے نوجواں
کہ اس فعل کا ایک جز بھی مدام بڑے خوف سے ہے بچاتا تمام

اشلوک نمبر ۴۱

سنو یہ بھی اے ارجن خوش سیر یہی اک عقیدہ رکھو بیشتر
محبت ہی سے اُس کے ہوگی نجات جو ہیں برخلاف اسکے ہائے نیک ذات
ہے درکار فکر اس میں ہیں لاتعداد نہیں پاسکے ہے کوئی جس کی حد
ہے یعنی خیالات اے ذی شعار شریعت کے پابند کو بے شمار
مگر ہیں حقیقت کے جوخواسگار انہیں ایک ہی پر ہے دارومدار

اشلوک نمبر ۴۲

جوکرتے ہیں خوش کن یہ باتیں ادا وہ عاقل نہیں عقل سے ہیں جُدا
فداہو کے بیدوں کے مضمون پر یہ کہتا ہوں میں تجھ سے اے باخبر

کہ اس سے زیادہ نہیں دوسرا　　وہ ہیں معرفت سے جو نا آشنا
تو وحدت پہ دل کو لگاتے نہیں　　وہ عاقل نہیں عقل پاتے نہیں

اشلوک نمبر ۴۳

جو کرتے ہیں دنیا میں کارِ سکام　　سمجھتے ہیں جنت کو اعلیٰ مقام
ہے تقدیر اُن کی جوا ے بے بدل　　وہی دینے والی ہے کرموں کا پھل
پئے لذت وحشمت وملک مال　　اٹھاتے ہیں رنج واذیت کمال

اشلوک نمبر ۴۴

کھنچے جن کے دل لذتوں کی طرف　　ہیں پابند بھی حشمتوں کی طرف
ٹھہرتے نہیں ان کے دل دھیان میں　　نکل بھاگ جاتے ہیں اک آن میں

اشلوک نمبر ۴۵

جہاں میں ہیں بیدیں مقدس چہار　　کرے ہیں وہ سب تین گن آشکار
تو بہتر ہے اے ارجن باصفا　　تم ہو جاؤ تینوں گنوں سے جُدا

اشلوک نمبر ۴۶

جو سب چھوٹے گڑھوں سے لیتا ہے کام　　بڑا ایک پوکھر بھی دیتا ہے کام
جو بیدوں کا ہے مدعا و کلام　　وہ ہے مردِ عارف پہ روشن تمام

اشلوک نمبر ۴۷

کرو تم فقط کار فرضی ادا　　مگر ہے تمنائے پھل ناروا
سدا کرم کرنے کی خواہش کرو　　عقیدہ نہ کرنے کا تم کو نہ ہو

اشلوک نمبر ۴۸

سنو یہ بھی اے ارجن ذی وقار مجھی پر دل وجاں کو کر کے نثار
ادا کار ہائے فرائض کرو پس و پیش اس میں ذرا بھی نہ ہو
کہ پورے ہوں یا یہ رہیں نا تمام مساوی سمجھنا تم اے خوش خرام
مساوی سمجھنے کو اے اہل دل سمجھتا ہوں میں جوگ میں مستقل

اشلوک نمبر ۴۹

کرو کرم نشکام اے بے نظیر ہے کرم سکام اس کے نسبت حقیر
تو پس عقل و دانش سے اے ذی وقار اسی کی شرن سے رہو خواستگار
کہ خواہانِ پھل ہیں جو بے اشتباہ وہ ہوتے ہیں محتاج و خوار و تباہ

اشلوک نمبر ۵۰

اور ہیں مرد عارف خوش اقوال جو بھلے اور برے دونوں افعال کو
وہ کر دیتے ہیں ترک اے باکمال اسی زندگی میں بے قیل وقال
تو اس واسطے تم کرو کرم کو مگر خواہش پھل ذرا بھی نہ ہو
کہ اس کرم میں دور بینی ہی کو کہے ہیں کہ ہے جوگ اے نامجو

اشلوک نمبر ۵۱

یہ جتنے سلیم عقل ہیں مرد مان وہ پیدا ہوئے کرم سے بے گمان
نتائج جو ہیں کرم کے بے ثبات انہیں ترک کر عارفِ نیک ذات
تناسخ کے زنداں سے وہ بالضرور رِہا ہو کے کرتے ہیں حاصل سرور

﴿اشلوک نمبر ۵۲﴾

سنو یہ تری عقل بے مخمصے　　بروں ہوگی نیچر سے جب جہل کے
تو جو کچھ سنے ہم سے ہوائے رخی　　سنا چاہتے ہو جو کچھ اور بھی
تب حاصل تجھے اس سے ہوگا ضرور　　وہ بیراگ جس سے یہ غفلت ہو دور

﴿اشلوک نمبر ۵۳﴾

کئے ہیں جو بیدوں نے پھل آشکار　　اسی میں تمہارے ہے دل بے قرار
جمعیت سیجب ہو گے خلوت نشیں　　پہونچو گے تم جوگ کے تب قریں

﴿اشلوک نمبر ۵۴﴾

یہ گویا ہوا ارجن نیک نام　　کہ اے صاحب دین و دنیا تمام
سمادھی میں جس کا ہو دل مستقل　　ہے کیا اس کی پہچان اے اہل دل
سلیم عقل کہتے ہیں کیونکر اسے　　چلن اور رہن اُس کا بتلایئے

﴿اشلوک نمبر ۵۵﴾

بپاسخ کہی کرشن جی نے یہ بات　　کہ جو ترک کر دل کی کل خواہشات
کرے اپنی ہی آتما میں دھیان　　وہ ہے ثابت العقل اے پہلوان

﴿اشلوک نمبر ۵۶﴾

جو دکھ میں بھی مطلق نہ گھبرائے دل　　رکھے خاص سکھ کی تمنائے دل
محبت و خوف و غضب ہوں حرام　　تو ہے قایم العقل وہ خوش خرام

﴿اشلوک نمبر ۵۷﴾

کسی شے سے جس کو محبت نہیں کسی چیز سے بھی ہو نفرت نہیں
مساوی ہوں ہر اک بُرے اور بھلے تو عقل اس کی کامل ہے بے خرخشے

﴿اشلوک نمبر ۵۸﴾

یہ جوگی جوانوں کی لذات سے بمانند کچھوے کے جب کھینچ لے
کہ جس طرح اعضاؤں کو از بروں لیا کرتا ہے وہ سمیٹ اندروں
تو پس اس کی یہ عقل ہے بالیقیں سزاوار تحسین وصد آفریں

﴿اشلوک نمبر ۵۹﴾

غذا کو نہ کرنے سے اہل غم جوانوں کے لذات ہوتے ہیں کم
مگر اُن کی جاتی نہیں خواہشات انہیں لذتوں کی جو ہیں بے ثبات
و لے لذات سے اس کے ہوتے ہیں دور جو ہیں خواہشیں لذتوں کی ظہور

﴿اشلوک نمبر ۶۰﴾

سعی میں جو ہے حکمت کے عاقلان توان کے بھی دل کے سب ہی اندریاں
طرف اپنی لذات کے زورتر بہ زور ان کو لے جاتی ہیں کھینچ کر

﴿اشلوک نمبر ۶۱﴾

توان سب حواسوں کو مغلوب کر مجھی میں لگا دل کو آٹھوں پہر
تو عقل اسکی بے شبہہ ہے دل پذیر سزاوار تحسین اور بے نظیر

اشلوک نمبر ۶۲

بشر کو تصور سے لذات کے | محبت عیاں ہوتی ہے بے شبے
محبت سے ہوتی ہے خواہش ظہور | جو خواہش نہ پوری ہو تو بالضرور
تو خواہش سے غصہ بھی ہو آشکار | رکھو یاد تم اس کو لیل ونہار

اشلوک نمبر ۶۳

تو غصہ سے خبط الحواسی کمال | ہو خبط الحواسی سے فاسد خیال
ہو فاسد سے تو بے قیل وقال | خرد بھی بالآخر کو ہو پائمال
تو آجانے ہی سے زوال عقل پر | بلاشبہ ہوتا ہے غارت بشر

اشلوک نمبر ۶۴

جو ہیں رکھنے والے حسوں کو جدا | محبت عداوت سے اے باوفا
حسوں کی بھی لذات حاصل کریں | مگر اپنے قبضے میں دل کو رکھیں
تو البتہ رہتا ہے دل ان کا شاد | رکھیں یاد اسکو جو خوش نہاد

اشلوک نمبر ۶۵

بہت دور ہوتے ہیں رنج والم | نہایت ہی تفریح سے اک قلم
ہے دل اس کا خوشنود اور نیک طور | ٹھہر جاتی ہے عقل اس کی بہ فور
کہ یعنی ہو دل صاف جس مرد کا | تو سمجھو کہ عقل اس کی بیشک لگا

﴿اشلوک نمبر٦٦﴾

نہ ہوں جس کی یہ اندریاں تابعدار ... نہیں عقل حاصل اسے
نہیں عقل ودانش سے جو آشنا ... کرے دھیان کس طرح سے وہ ادا
ٹھہرتا نہیں جس خلوت میں دھیان ... تو ہے بے سروکاری اس کو کہاں
نہ ہو بے سروکاری حاصل جسے ... تو کیونکر ہو آرام کامل اسے

﴿اشلوک نمبر٦٧﴾

جو لذت طلب ہوتی ہیں اندریاں ... تو من بھی عقب اس کے ہو گا رواں
جو اس وقت میں من کو روکے نہیں ... تو دل کی جمعیت کو اس کے وہیں
پریشان کردیں بے انتہا ... کہ دریا میں کشتی کو جیسے ہوا

﴿اشلوک نمبر٦٨﴾

اسی واسطے اے یل نوجواں ... کہ جس کے ہوں قابو میں اندیاں
اور ہوں اپنی لذات سے سب روکیں ... تو کامل اسی کی ہے سب عقل دیں

﴿اشلوک نمبر٦٩﴾

جو ہے رات سب لوگ کی درجہاں ... تو اس میں سب جاگتے عارفاں
کہ یعنی جو ہیں تارک خواہشات ... ہیں بیدار اس میں وہی نیک ذات
اور ہیں جاگتی جس میں سب اندریاں ... منی لوگ کی رات ہے بیگماں

﴿اشلوک نمبر٧٠﴾

کہ جس طرح ہر اک سجر کا ... سمندر ہی میں سب ہی بھرتا ہے جا

مگروہ اُمڑتا نہ حد چھوڑ کر
اسی طرح مُنیوں کو اے خوش سیر

سب اغراض دنیاوی اور لذتیں
بلاشبہ ہوتے ہیں حاصل انہیں

تو اس میں نہ ہونے سے دل بستگی
بہ لاریب پاتے ہیں وہ شانتی

مگروہ تو پاتے نہیں زینہار
جوخواہاں ہیں دنیا کے لیل ونہار

اشلوک نمبر ۷۱

کہ جوترک کرخواہش وحرص وآز
ہو مستغنی پھرتا ہے اور بے نیاز

خودی اور بھی دعویٰ ملکیت
نہ رکھے جووہ صاحب ِمعرفت

توہوتی ہے مُکت اس کوحاصل ضرور
کہ جس کو جہاں میں ہیں کہتے سرور

اشلوک نمبر ۷۲

یہ سن اے سپہ دار گیتی ستان
کوئی شخص پا کر کے یہ برہمہ گیان

نہ پھنستا کبھی جہل کے دام میں
نہ دل کولگاتا کسی کام میں

دمِ واپسیں بھی جواس گیان میں
ٹھہر جائے دم بھرتواک آن میں

تووہ برہمہ نربان میں ہوفنا
کہ یعنی وہ مُکت ہو کے پائے بقا



تیسرا ادھیائے گیتا منظوم

اشلوک نمبر ا

کہا کرشن سے ارجن پاکباز
یہ ہے آپ کی رائے بے نیاز
کہ ہے کرم سے گیان کی عقل کا
بڑا درجہ اور رتبہ و مرتبہ
تو پس ایسے بد کرم میں کس لئے
لگاتے ہیں مجھ کو یہ بتلایئے

اشلوک نمبر ۳

کہا کرشن جی اے معصوم گیان
سنو دل لگا کر کے یہ بھی بیان
کہ یعنی عقیدہ ہے دو طرح کا
کہ وہ تم کو میں پہلے کہدیا

اشلوک نمبر ۴

جو کرتا نہیں کرم فرضی ادا
حقیقت سے ہوتا نہیں آشنا
نہ ہوتا گیان اس کو حاصل کبھی
نہ سدھی ہی ملتی نہ سنیاس ہی

اشلوک نمبر ۵

کوئی کرم کرنے بغیر ایک دم
نہیں رہتا اے ارجن ذی کرم
کہ حسب عادتیں اپنی طبعی سدا
ہر اک کرم کرنا ہی ہوتا بجا
کہ ہے سانکھ سے گیان کا مدعا
اور ہے کرم سے مدعا فعل کا

اشلوک نمبر۶

حواسوں کو لذات سے روک کر کرے دھیان دل سے جو لذات پر
وہ احمق ہے جھوٹا ہے مکار ہے نہیں خوب یہ اس کی کردار ہے

اشلوک نمبر۷

جو گیان اندریاں اور دل کو کوئی اگر ضبط کر کے بجوشِ خوشی
جو کرتا ہے کرم اندریاں سے ادا بلا خواہش پھل کوا ے باوفا
تو افضل حقیقت میں ہے وہ بشر کہ وہ ہے خرد مند و عالی گہر

اشلوک نمبر۸

کرو کرم جو فرض تم پر ہوا نہ کرنے سے ہے کرم کرنا بھلا
بلا کرم اس جسم کا بھی نباہ نہیں ہو سکے گا اے نیکو پناہ

اشلوک نمبر۹

سوا یاد حق اور جو کرم ہیں خلائق اسی کرم میں گرم ہیں
فقط راہ پر حق کے اے بے بدل کرو کرم کو بے تمنائے پھل

اشلوک نمبر۱۰

کہ برہما نے اولاد کو اپنے جب کئے پیدا دنیا سمیت ان کو تب
کہا پہلے اس جگ سے بالیقیں ترقی تمہیں ہوگی بالآخریں
انہیں سے ہی پاؤ گے آرام و چین تمہارے ہی مقصد کی یہ کامدھین

اشلوک نمبر ۱۱

رضامند تم دیوتوں کو کرو — اسی جگ سے بادلِ شاد ہو
ترقی تمہیں دیں گے وہ زورتر — یکے بعد دیگر رضامند کر

اشلوک نمبر ۱۲

کہ جگ ہی سے آسود ہو دیوتا — کریں گے تجھے نعمتیں وہ عطا
دی ہیں دیوتوں نے جنہیں نعمتیں — وہ ہیں چور جوان کو نذریں نہ دیں

اشلوک نمبر ۱۳

جہاں میں ہیں جو مرد نیک آشنا — وہ کھا کر کے پس ماندۂ جگ کا
رہا پاتے ہیں وہ بقید عذاب — نہیں اس سے بہتر ہے کوئی ثواب
پکاتے ہیں اپنے لئے جو طعام — غذا کرتے ہیں پاپ کی صبح وشام

اشلوک نمبر ۱۴

غذا ہی سے خلقت ہوئی ہے نمود — ہے بارش ہی سے بھی غذا کا وجود
اور ہوتی ہے بارش بھی جگ سے ظہور — اور ہوتا ہے جگ کرم سے بھی صرور

اشلوک نمبر ۱۵

ہوا کرم بھی بید سے آشکار — بنی بید پرم آتما سے چہار
تو اس واسطے برہمہ ہے سب میں جو — ہمیشہ ہی کرتا ہے وہ جگ کو

اشلوک نمبر ۱۶

کہ گردش عمل کی اسی طرح ہے — جو تعمیل میں اس کے ہیں سست پے

تو اس نفس پرور کے اے باوفا
یہ ہے زیست بے کار و بے فائدہ

اشلوک نمبر ۱۷

ہے دل آتماہی مین جس کا لگا
اور ہے جان و دل سے اسی پر فدا

اور ہے آتماہی میں آسودگی
اور ہے آتماہی میں دل بستگی

تو بے شک وہ سب کچھ ادا کر چکا
نہیں اس کو کرنے کو کچھ بھی رہا

اشلوک نمبر ۱۸

تو اس مردِ عارف کو کرنے سے کرم
نہ ہرگز کسی طرح ہوتا ہے دھرم

اور کرنے سے بھی کچھ نہ ہوتا گناہ
نہ مطلق اسے مُکت کی بھی ہے چاہ

اشلوک نمبر ۱۹

پس اسی واسطے کردنی کام کو
جدا سب علائق سے ہو کر کرو

کرے کام قطع تعلق کو گر
تو فی الواقعی مُکت پائے بشر

اشلوک نمبر ۲۰

سنو کرم ہی سے جنک اور بھی
یہ اوجِ کمالات پہنچے سب ہی

تو اس واسطے ہے مناسب تجھے
یہ بہر ہدایات عوام کے

کرو کرم دیدہ و دانستہ بھی
کہ کرنے میں اس کے نہیں کچھ بدی

اشلوک نمبر ۲۱

بزرگان چلتے ہیں راہ پر
اسی راہ پر چلتے ہیں سب بشر

وہ کرتے ہیں جس رسم کو اختیار
سعی اس کی کرتے ہیں سب بے شمار

اشلوک نمبر ۲۲

بلاشبہ مجھ کو یہ دنیا دیں ضرورت نہیں کرم کی ہے کہیں
کوئی شئے نہیں جو میسر نہ ہو تو اس پر بھی کرتا ہوں میں کرم کو

اشلوک نمبر ۲۳

یہ سچ ہے جو میں کاہلی چھوڑ کر کروں کرم کو میں نہ انجام گر
تو بے شبہ اے ارجن نام دار کریں گے مری راہ اختیار

اشلوک نمبر ۲۴

کریں گے نہ ہم کرم اختیار تو سب لوگ ہو جائیں گے بدشعار
سبب ان کے بدنسل ہونے کی کان خراب اور غارت کنندہ جہان
ہمیں ہوں گے اے صاحبِ نیک نام رکھو یاد اس بات کو صبح و شام

اشلوک نمبر ۲۵

سن اے پارتھ جس طرح سے جاہلیں دل و جاں سے مصروف ہیں کرم میں
اسی طرح سے مرد عارف مدام بہ ترغیب عالم کے کرتے ہیں کام

اشلوک نمبر ۲۶

کہ کم فہم کرم میں جو لگے سمجھ میں خلل ان کے ہرگز نہ دے
جو عاقل ہیں سب کرم کرکے سدا وہ دیں اعتقادوں کو ان کے بڑھا

اشلوک نمبر ۲۷

حواسوں کی لذّات و ارمان سے سب افعال ہوتے ہی ہیں بے شبہے
تکبر سے ہے عقل جن کی چھپی سمجھتے ہیں اپنے کو عاقل سب ہی

اشلوک نمبر۲۸

اے ارجن وہی سب میں یکتا ہے مرد　　جو حق الیقیں کرنے والا ہے مرد
حواس اور بھی ان کی لذّات سے　　ہر اک فعل اور رسم وعادات سے
سمجھتے ہیں وہ آتما کو جدا　　خیال ان کے دل میں یہی ہے سدا
کہ سب اندریاں اپنی لذّات کو　　اٹھاتے ہیں اے سرور نام جو
نہیں اس کے فاعل ہیں ہم بالیقیں　　ملوث اسی وجہ ہوتے نہیں

اشلوک نمبر۲۹

گنوں سے جو مایا کی ناواقفیں　　پھنسے اندریوں کی ہیں لذات میں
توان بیوقوفوں کو اے نیک داں　　نہیں منحرف کرتے ہیں عاقلاں

اشلوک نمبر۳۰

سب افعال کو اپنے اے بے قرار　　حوالے مرے کردو بے انتشار
حواس ودل وعقل کو جان کر　　بہ تابع مرے اے خجستہ سیر
بلا خواہش پھل وبے نفس ہو　　لڑو اٹھ کے اس میں کچھ غم کرو

اشلوک نمبر۳۱

جو کوئی بشر اس مری رائے پر　　یقیناً وہ ثابت قدم ہو کے گر
کرے عیب جوئی کی ہرگز نہ بات　　تو کرموں کی بھی قید سے ہو نجات

اشلوک نمبر۳۲

ہماری جو اس رائے کی مرد عام　　مذمت جو کرتے ہیں صبح وشام

اور اس پر کسی طرح چلتے نہیں　　　تو ہیں خارج العقل وگمراہ دیں

اشلوک نمبر ۳۳

موافق طبع خلقت ، روز ہا　　　گیانی بھی کرتا ہے حرکت سدا
تقاضائے طبع رسا سے سبھی　　　لگے رہتے ہیں کرم میں ہر گھڑی
حواسوں کو بھی روک سکتے ہیں سب　　　اور دل کو بھی قبضے میں رکھتے ہیں سب

اشلوک نمبر ۳۴

حواس اور لذّات ہی ہیں بناء　　　جو نفرت و رغبت ہیں ہوتے بپا
رہے ان کے بس میں نہ انساں کوئی　　　کہ دشمن ہیں اس کے بلاشک یہی

اشلوک نمبر ۳۵

اگر دھرم اپنا جو اے نیک فام　　　جو پورا نہ ہو اور رہے ناتمام
تو بہتر ہے اغیار کے دھرم سے　　　جو پورا بھی اُس کو نہ گر کر سکے
رہے دھرم میں اپنے ہی خوب تر　　　کہ اغیار کے دھرم میں ہے خطر

اشلوک نمبر ۳۶

یہ سن کر کے ارجن بھی گویا ہوا　　　کہ اے کرشن جی مجھ کو دیجئے بتا
کہ کس کی ہدایات سے سب بشر　　　خطاوار ہوتے ہیں کس طرح پر
بلا عزم ہوتے ہیں عصیاں شعار　　　کہ فاعل کوئی اس کا ہے نامدار

اشلوک نمبر ۳۷

کہا یوں شری کرشن عالی لقب　　　کہ ہے ایک خواہش و دیگر غضب

رجوگن سے یہ سب ہوئے ہیں عیاں | یہ پاپی ہیں اور مکت کے دشمناں

﴿اشلوک نمبر ۳۸﴾

کہ رہتی ہے جس طرح آتش نہاں | سراپا ہمیشہ بہ اندر دھواں

چھپا رہتا ہے آئینہ از غبار | اور بچہ حمل میں بھی اے ہوشیار

اسی طرح خواہش سے انساں کمال | بندھا رہتا ہے بے گماں بال بال

﴿اشلوک نمبر ۳۹﴾

رکھو یاد ارجن بہ ہر اک نفس | جو ہے کام مثل ہوا و ہوس

یہی گمانیوں کا ہے دشمن دراصل | جلاتا ہے سوزندہ آتش کی شکل

کٹھن اس کا ہونا ہے پورا ادا | یہی گیان کو بھی دیا ہے چھپا

﴿اشلوک نمبر ۴۰﴾

یہی ہیں یہ خواہش کی رہنے کی جا | حواس ودل وعقل اے پارسا

یہ خواہش حواسوں کی لذّات سے | نہاں عقل کو کر کے انسان کے

یہ کر دیتا ہے بدحواس اے عزیز | کہ رہتی نہیں نیک وبد کی تمیز

﴿اشلوک نمبر ۴۱﴾

تو پس اس لئے اے خجستہ سیر | حواسوں کو پہلے ہی سے ضبط کر

کرو قتل خواہش کو میداں میں آ | جو غارت کنندہ ہے عرفان کا

﴿اشلوک نمبر ۴۲﴾

کہی جاتی ہیں اندریاں سب شریف — اور دل بھی سب اندریاں سے لطیف

اور ہے عقل دل سے لطیف و بسیط — منزّہ ہے وہ جو ہے سب میں محیط

﴿اشلوک نمبر ۴۳﴾

اسے عقل سے جان کر برتریں — سمجھ کر بخوبی بہ علم و یقیں

اور اس دل کو قائم و مضبوط کر — شجاعت کی بھی باندھ کر کے کمر

یہ خواہش جو ہے دشمن نابکار — کرو قتل اس کو بہ تیغ آبدار



چوتھا ادھیائے گیتا منظوم

﴿اشلوک نمبر ۱﴾

کہا کرشن جی صاحب ذوالجلال　　کہ ہم نے جو یہ جوگ ہے بے زوال
کیا پہلے سورج سے اس کو بیاں　　تو سورج نے من سے بھی کی درفشاں
تو مُن نے بھی اس کو بجوش خرد　　کیا صاف اچھواک کی گوش زد

﴿اشلوک نمبر ۲﴾

چلے آرہے ہیں یہی سلسلے　　بڑے راج رش لوگ ہیں جانتے
بہت ہی زمانے سے اے پارسا　　حقیقت میں یہ جوگ مفقود تھا

﴿اشلوک نمبر ۳﴾

اسی جوگ کہنہ کو باصد طرب　　جو ہے راز مخفی کہا تم سے اب
اسی واسطے اے یل خوش نصیب　　کہ ہو تم ہمارے مطیع وحبیب

﴿اشلوک نمبر ۴﴾

تب ارجن کہا ہے تعجب مجھے　　کہ ہیں حال میں آپ پیدا ہوئے
اور سورج تو ہیں پیشتر سے عیاں　　تو کیونکر کئے آپ ہوں گے بیاں

﴿اشلوک نمبر ۵﴾

ہوئے کرشن جی برسرِ قیل و قال　　سنو مجھ سے اے ارجن نیک فال
ہمارے تمہارے بھی اے خوش گوار　　بہت جنم گزرے ہیں اور بے شمار

ہراک جنم کی بات میں جانتا مگر ہے نہیں یاد تم کو ذرا

اشلوک نمبر ۶

میں ہوں جو خداوند ہر دوسرا ہوں بے ابتدا اور بے انتہا
مگر اپنی قدرت کو کر اختیار میں لیتا ہوں اوتار بھی بار بار

اشلوک نمبر ۷

یہ ہوتی ہے جب جب عیاں اے اخی ترقی ادھرم اور کمی دھرمکی
تب اک شکل کو کر کے خود اختیار زمانے میں ہوتا ہوں میں آشکار

اشلوک نمبر ۸

برائے حفاظت نکوکار کے پئے قتل مرد ستمگار کے
کہ جس میں رہے دھرم قائم سدا میں لیتا ہوں اوتار جگ میں آ

اشلوک نمبر ۹

ہمارا جو جنم اور کرم اے گدا کہ طاقت سے ہے بشریت کی جدا
بہ تحقیق اس کو جو ہے جانتا حقیقت میں اس تن کے بعد فنا
وہ پھر دوسرا جنم پاتا نہیں کرو جان و دل سے تم اس پر یقیں

اشلوک نمبر ۱۰

یہ سچ ہے کہ اے ارجن پُر ہنر محبت و خوف و غضب چھوڑ کر
لگا کر دل و جاں مجھی میں سدا بہت لوگ کر کے عبادت ادا
اور بھی گیان سے پاک ہو کر تمام پہنچتے ہیں جس جا ہے میرا مقام

اشلوک نمبر۱۱

سنوار جن اس کو بھی تم ہو کے شاد
کہ جو جس طرح مجھ کو کرتا ہے یاد
اسی طرح یاد اس کی رکھتا ہوں میں
سب ہی میرے ہی راہ چلتے ہیں

اشلوک نمبر ۱۲

یہ جگ دیوتاؤں کا اے بے وغل
کرے ہیں سب از خواہش کرم پھل
کہ ملتے ہیں بے شبہ اور بے خطر
اس عالم میں کرموں کا پھل جلد

اشلوک نمبر ۱۳

صفات اور افعال کی وجہ سے
ہم ہیں چار برنوں کو پیدا کیے
ہم ہی ان کے ہیں فاعل بے مثل
تصور ہم ہی کو کرو بے زوال

اشلوک نمبر ۱۴

لپٹتے نہیں کرم اصلا مجھے
نہ ہے کرم پھل کی تمنا مجھے
مجھے اس طرح کا جو ہے جانتا
نہ ہوتا پابند وہ کرم کا

اشلوک نمبر ۱۵

تو پس ایسا ہی جان کر پیشتر
غرض مکت کی لینے والے بشر
کیے کرم کو ہیں بہ طرزِ ادب
تو اس واسطے تم بھی اے خوش لقب
رکھو کرم کو اپنے تم بھی روا
جو اگلوں سے اگلوں نے کی ہے ادا

اشلوک نمبر ۱۶

خرد مند دانائے فرخ خصال
تحیّر میں ہیں سب بدرجہ کمال

ہے کیا کردنی اور ناکردنی
اور کیا اس میں اسرار ہے باطنی
انہیں سبھی کرموں کو تفصیل وار
مفصل میں کہتا ہوں اے نامدار
کہ جس کیسماعت اے باخدا
تم اس قید دنیا سے ہو گے رہا

اشلوک نمبر ۱۷

کہ ہیں کرم واکرم وبکرم یہ تین
انہیں جاننا چاہیے بالیقین
طریقے مگر کرم کے ہیں کٹھن
نہ ہوتا کبھی اس میں دل مطمئن
بہ حسب شریعت جو ہو کاربند
اسی کا یہ مشہور اکرم ہے نام
اور ہے بکرم نام اس کرم کا
خلاف شریعت جو ہووے ادا

اشلوک نمبر ۱۸

مگر کردنی میں جو ناکردنی
اور ناکردنی میں بھی جو کردنی
سمجھ کر کے کرتا ہے اس میں نظر
وہ ہے آدمیوں میں غافل بشر
وہی مرد جوگی ہے سب اس نے کام
بلاریب وشک کر چکے ہوں تمام

اشلوک نمبر ۱۹

سنو جس کے سب اکرم کی ابتدا
بلاخواہش پھل جو ہوئے ادا
جلے کرم ہوں آتش گیان ہے
وہی مرد ہے مست عرفان سے

اشلوک نمبر ۲۰

اگر خواہش کرم پھل چھوڑ کے
بلاتکیہ آسود ہردم رہے
تو مصروف کرموں میں رہنے پہ بھی
وہ کرتا نہیں کوئی کرم اے اخی

﴿اشلوک نمبر۲۱﴾

جوضبط اندریاں کرنے والے بشر — اور بے آسرے رہنے والے بشر
جدابھی تعلق سے ہوایک دم — سدا بے تعلق رہے دمبدم
کرے کرم ہائے ضروری ادا — جو ہے جسم انسانیت کوروا
تومطلق گنہگار ہوتانہیں — یہ اسرار کوبھی کروتم یقیں

﴿اشلوک نمبر ۲۲﴾

جوماحصل ناخواستہ پر بشر — قناعت جوکرتا ہے بے عذر گر
اورنایافت اور یافت شادی غمی — حسد اور بغض اوربھی خرمی
اورنا کامیاب اوربھی کامیاب — اورنادستیاب اوربھی دستیاب
مساوی جوان سب کوہوجانتا — منزہ بھی وہ زچون وچرا
جوہوقائلِ کرم وہ مرد دیں — توپابند ہوتا وہ مطلق نہیں

﴿اشلوک نمبر۲۳﴾

ہوئیں دور جس کی دلی خواہاشات — اور ہے پاپ وپن سے بیکدم نجات
اورہےاس کےدل میں بھی قائم گیان — اورجوکرم کرتا ہے وہ نیک نام
اورسب کرم کرتاہے حق پر نثار — توکرم اس کاہوتا ہے ناش ایک بار

﴿اشلوک نمبر ۲۴﴾

جو کرتا ہے ایسا یقیں اے عزیز — کہ آلات ہوم اورہر ایک چیز
اور غلہ وغیرہ وآتش وگھی — عمل اورعامل ومعمول بھی
یہ سب برہمہ ہےاورنہیں کوئی شے — تواس کرم کامحوِ حق نام ہے

﴿اشلوک نمبر ۲۵﴾

جو ہیں کرم کانڈی بہ جوش طرب
وہ کرم کرتے ہیں جگ دیوتوں کا ہی سب
مگر گیان جوگی بفر خندہ فر
فقط برہمہ روپ آگ میں جگ کر
کرے ہیں غرض ہوم وہ جگ ہی کا
کہ فعل ان کا بلا مدعا

﴿اشلوک نمبر ۲۶﴾

رکھو یاد اس کو بھی اے نیک خو
کہ چشم وغیرہ کی حرکات کو
جلادیتے ہیں آگ میں ضبط کے
جو واقف ہیں اس رمز و اسرار سے
حواسوں کی آتش میں بعض آدمی
سماعت وغیرہ کی لذات بھی
جلادیتے ہیں بادلِ شاد تر
جو ہیں مرد دانائے فرخ سیر

﴿اشلوک نمبر ۲۷﴾

کوئی پران اور اندریوں سب کے کام
تصور کی آتش میں اے نیک نام
منور جو ہے نور کے گیان سے
جلاتے ہیں اکدام سے بے خرخشے

﴿اشلوک نمبر ۲۸﴾

کوئی درب جگ اور تپ جگ کوئی
کوئی جوگ وجگ کو بفرط خوشی
کرے ہیں یہ سب جگ اکثر ادا
مگر گیان جگ بادل بے ریا
جو عارف قوی عہد ہیں خوش لقب
ادا کرتے ہیں اس کو باصد طرب

﴿اشلوک نمبر ۲۹﴾

کوئی پران کو لے کے اندراپان
اور ہے جو اپان اس کو اندر پران
بدل ہوم کرتے ہیں باکر و فر
اور دونوں کی حرکات کو روک کر
کرے ہیں وہ دم حبس اے ذی شعور
بصدق شوق اور بافرواں سرور

اشلوک نمبر ۳۰

کوئی شخص کھا کر غذائے خفیف — حواسوں کی قوت کرے ہیں ضعیف
جو ہیں جاننے والے جگ کے باشر — دل و جان سے جگ کو انجام کر
گناہوں کو زائل کرے ہیں تمام — جو عاقل ہیں کرتے ہیں جگ کو مدام

اشلوک نمبر ۳۱

جو پس ماندہ جگ ہے آب حیات — اسے کھا کے مردان عالی صفات
قدیمی جو ہے برہمہ اسرار داں — اسی کو ہیں پاتے وہ سب بیگماں
جو کرتے نہیں جگ کو مرد ماں — میسّر انہیں دین و دنیا کہاں

اشلوک نمبر ۳۲

اسی طرح بیدوں نے از خود زباں — بہت طرح کے جگ کئے ہیں بیاں
اور ہیں سب کی پیدائشیں کرم سے — کہ یعنی عمل ہائے سے دھرم کے
سمجھ جاؤ گے اس کو ایسی اگر — تو ہو جاؤ گے مکت تم جلد تر

اشلوک نمبر ۳۳

سنو گیان جگ ہے جو اے مرد دیں — وہ ہے کرم جگ سے بھی اعلیٰ تریں
اور ہیں جتنے کرم اے یل نیک نام — وہ پاتے ہیں سب کرم میں اختتام

اشلوک نمبر ۳۴

نہایت ہی از عجز وافتادگی — اور خدمت گذاری سے بھی اے اخی
جو ایز دشناسی سے علم الیقیں — تو مردانِ عارف جو ہیں حق بیں
کریں گے وہ تلقین اے پہلواں — جب آجائیگا فہم میں سب بیاں

اشلوک نمبر ۳۵

اور جن گیان کو جان کر بعد ازاں ۔ نہ ہوگا تجھے ایسا وہم وگماں
سب عالم کو اپنے میں اور آپ کو ۔ مجھی میں تو دیکھو گے اے نام جو

اشلوک نمبر ۳۶

ہیں جتنے گنہگار اندر جہاں ۔ تم ہو سب سے افضل بھی تو اے جواں
تو بھی کشتی گیان پر ہو سوار ۔ اتر جاؤ گے جلد فکر پار

اشلوک نمبر ۳۷

لکڑیوں کی بھڑکی ہوئی آگ پاک ۔ کہ جس طرح کر دیتی ہے سب کو خاک
یا اسی طرح سے آگ بھی گیان کی ۔ جلا دیتی ہے پل میں کرموں کو بھی

اشلوک نمبر ۳۸

بمانند عرفان کے کوئی شئے ۔ نہیں پاک اس دارفانی میں ہے
سو وہ خود بخود بعد مدت دراز ۔ ریاضت سے ملتا ہے اے پاکباز

اشلوک نمبر ۳۹

جو ہیں صاحبانِ ارادت ضرور ۔ وہ پائے عرفاں کو اے ذی شعور
حواس اپنے اچھی طرح ضبط کر ۔ جو مصروف ہو جائے اس میں اگر
تو پانے سے عرفان کے زود تر ۔ وہ پاتے ہیں مکت اے خجستہ سیر

اشلوک نمبر ۴۰

جو وہمی ہیں اور بے ارادات بشر ۔ وہ ہوتے ہیں غارت سبھی جلد تر
بھرے جس کے دل میں ہیں وہم وگماں ۔ ہے اس کو یہ دنیا و عقبیٰ کہاں

وہ آرام پاتا نہیں کوئی دم
ہمیشہ وہ رہتا ہے بارنج وغم

اشلوک نمبر ۴۱

جو ہیں تارک کرم پھل جوگ کا
شبہ گیان سے کرنے والے جدا

اور اپنے کو گیانی جو ہیں جانتے
وہ پابند ہوتے نہیں کرم کے

اشلوک نمبر ۴۲

تو ایں واسطے تم اس وسواس کو
جہالت سے پیدا یہ ہوکر کے جو

عبث ہو رہا ہے ترے دل نشیں
تو شمشیر عرفاں سے اے مردیں

انہیں قتل کرکے بہ طرز سلیم
کروکرم کو ہوکے تم مستقیم

کہ یعنی پے جنگ اے پہلوان
کھڑے اٹھ کے ہوجاؤ اس دم یہاں



پانچواں ادھیائے گیتا منظوم

اشلوک نمبر ا

لگا کہنے یوں ارجن درد مند
یہ فرمایئے مجھ سے اے کرشن چند
کبھی آپ کہتے ہیں یہ مجھ کو جو
کرو ترک اس کرم بے سود کو
کبھی کہتے ہیں بادلِ خوش گوار
کرو کرم کو تم بدل اختیار
تو دراصل ان دونوں سے مجھے
جو بہتر ہو وہ مجھ کو بتلایئے

اشلوک نمبر ۲

کہا تب شری کرشن اے نامدار
جو ہے کرم ترک اور اختیار
یہ دونوں ہی ہیں دینے والے نجات
مگر ترک سے اے خجستہ نہاد
ہے اعلیٰ کرے کرم کو اختیار
رکھو یاد تم اس کو لیل و نہار

اشلوک نمبر ۳

جو رکھتا کسی سے نہ ہوائے اخی
محبت عداوت وخواہش کوئی
اسے جاننا چاہئے برتریں
کہ یعنی وسنیاسی ہے بالیقیں
تو پس قید سے جلد وہ پارسا
بلاشبہ ہوتا ہے اک دم رہا

اشلوک نمبر ۴

غرض سانکھ اور جوگ میں مردماں — جو تفریق کرتے ہیں اے نکتہ داں
وہ ہیں طفل نادان اور بے شعور — ہیں نا عقل اور ہیں خرد سے وہ دور
جو قائم رہے ایک پر بھی اگر — تو ہے ایک ہی دونوں کرموں کا بر

اشلوک نمبر ۵

کہ ملتا ہے عرفان سے جو مقام — وہی جوگ سے بھی ہو حاصل تمام
تو پس سانکھ اور جوگ کو ایک ہی — تصور کرو تم بدل اے اخی

اشلوک نمبر ۶

بلا جوگ کے اے ستودہ خصال — میسر ہو عرفان بہت ہے محال
جو ہیں کرم کے کرنے والے بشر — وہ ملجاتے ہیں برہمہ میں جلد تر

اشلوک نمبر ۷

لگے کرم میں ہیں جو صاحب دلاں — اور ہیں بس میں بھی جسم اور اندریاں
اور سب جانداروں کی اور اپنی جاں — سمجھتے ہیں جو ایک اے قدرداں
تو وہ قید میں کرم کے زینہار — نہیں ہوتے ہرگز گرفتار وخوار

اشلوک نمبر ۸

اور وہ ذات یکتا کو اے پارسا — جو ہے کرم کے جوگ سے جانتا
وہ سنتے ہوئے اور بھی دیکھتے — اور کھاتے ہوئے اور بھی سونگھتے
اور چلتے ہوئے اور سوتے ہوئے — اور بھی دمبدم سانس لیتے ہوئے

اور بھی لمس کرتے ہوئے بالیقیں   وہ ہے جانتا کچھ بھی کرتے نہیں

اشلوک نمبر ۹

اور کرتے ہوئے بول اور بھی براز   اور بھی قیل وقال اے پاکباز
کسی سے کوئی چیز لیتے ہوئے   کوئی شئے کسی کو بھی دیتے ہوئے
اور بھی بند کرتے ہوئے اور وا   اور ان آنکھوں کو اے صاحبِ باخدا
یہی اپنے دل میں ہے کرنا یقیں   کہ ہم مطلقاً کچھ بھی کرتے نہیں
یہ سب اپنے لذّات کو اندریاں   اٹھاتی ہیں اے صاحب نکتہ داں
کہ بے شک منزّہ ہے جیوآتما   ہر اک فعل سے نیک وبد کے سدا

اشلوک نمبر ۱۰

جو کرموں کو کر برہمہ کے آرپن   بلا خواہش پھل وبے مکر وفن
جو کرتا ہے کرم اس طرح سے ادا   گناہوں سے رہتا ہے ہر دم جدا
کہ جس طرح پانی میں برگ کمل   جو رہتا ہے بے لوث اے بے بدل

اشلوک نمبر ۱۱

اور دل کی صفائی کو بھی جوگیان   سب از جسم و عقل ودل واندریان
بلاخواہش پھل براہ خدا   ہمیشہ کرے ہیں ادا کرم ہا

اشلوک نمبر ۱۲

جو ہیں کرنے والے اسی کا دھیان   تمنائے پھل چھوڑ کرائے جوان
وہ پاتے ہیں سب مکت یعنی سرور   اور ہیں جو خلاف اس کے وہ بالضرور

کہ یعنی پھلوں کے جو ہیں خواستگار
وہ رہتے ہیں پابند اور خوار وزور

اشلوک نمبر ۱۳

جو دل کو ہے بس کرنے والا بشر
وہ کرموں کو اپنے بدل چھوڑ کر

وہ اس جسم کے شہر میں بے خطر
بنے جس کے گرداب میں نو ہیں گھر

بہ آرام رہتا ہے اور باخوشی
نہ کرتا کراتا ہے وہ کچھ کبھی

اشلوک نمبر ۱۴

بنایا ہے جس نے یہ ہر دوسرا
کہ یعنی خدا وند ارض وسما

نہ جاتا کسی فعل کے وہ قریں
کراتا کسی سے ہے کچھ بھی نہیں

کسی کو نہ دیتا ہے پھل کرم کا
لگے ہیں سب ہی بالطبع اس میں آ

اشلوک نمبر ۱۵

نہ لیتا ہے وہ تو کسی کا ثواب
نہ ہے لینے والا کسی کا عذاب

نہاں ہے جہالت سے علم گیان
ہیں غافل اسی وجہ سے مردمان

اشلوک نمبر ۱۶

ہوئی دفع جن کی جہالت تمام
غرض علمِ عرفان سے نیک نام

تو وہ گیان اس آتما کو شتاب
منور وہ کرتا ہے جوں آفتاب

اشلوک نمبر ۱۷

لگی عقل ہے جس کے حق میں سدا
اور دل بھی اسی میں ہے اک دم لگا

اسی کی ارادت پہ چلتا ہو جو
اسی میں مصروف رہتا بھی ہو

عذابوں سے وہ ہوگیا جو پاک — تو جاتا ہے اس جا پہ بے خوف و باک
جہاں سے پھر آتا نہیں وہ کبھی — کہ یعنی وہ ہوتا ہے مکت اے اخی

اشلوک نمبر ۱۸

مساوی خیالات کے عارفاں — کہ یعنی جو سم ورشی ہیں مرد ماں
وہ نرگاؤ کو فیل کو گاؤ کو — اور بھی علم داں برہمن بھاؤ کو
اور کتے کو بھی اور سگ خور کو — کہ یعنی وہ چنڈال مغرور کو
برابر وہ ہیں جانتے آتما — یہی ہے صفت عارفاں کی سدا

اشلوک نمبر ۱۹

مساوات لی جن کے دل میں قیام — انہیں نے ہے دنیا کو جیتا تمام
کہ وہ برہمہ بے عیب ہر شان سے — ہے موجود ہر جگہ اس واسطے
مساوی سمجھ والے بے پس و پیش — اسی برہمہ میں ہیں وہ قائم ہمیش

اشلوک نمبر ۲۰

کہ ملنے سے مطلوب کے خوش نہ ہو — نہ برعکس سے اس کے ناخوش ہو جو
اور غفلت نہ ہو عقل ہو مستقل — وہ عارف اسی میں ہی جاتا ہے مل

اشلوک نمبر ۲۱

جو لذّات میں ظاہری کی اگر — لگاتا نہیں دل اے باخبر
وہ کرتا ہے باطن کا حاصل مزا — اور رکھتا ہے عرفاں میں دل کو لگا
تو وہ عارف ِ زاہد باکمال — بہ آرام رہتا ہے اور بے زوال

﴿اشلوک نمبر ۲۲﴾

حواسوں کی حرکات سے لذّتیں
وہ ہوتی ہیں پیدا جو بے منتیں

حقیقت میں ہے کہاں تکلیف کا
کہ ہے ابتدا جس کی اور انتہا

جو ہیں عاقل وزیرک وہوشیار
لگاتے نہیں اس میں دل زینہار

﴿اشلوک نمبر ۲۳﴾

جو غصّہ وخواہش کے غلبے کو گر
یہ دنیا میں جو مرگ کے پیشتر

جو برداشت کرتا ہے اس کو کوئی
تو جوگی وہی ہے وہی ہے سکھی

﴿اشلوک نمبر ۲۴﴾

جسے راحت اور سیر ہے باطنی
اور دل میں بھی باطن کی ہے روشنی

وہ مردِ خدا برہمہ ہوکر دراصل
اسی برہمہ میں جا کے ہوتا ہے وصل

﴿اشلوک نمبر ۲۵﴾

گنہ ہو گئے جن رکھیشر کے دور
اور دل کو بھی رکھتے ہوں بس میں ضرور

نہ دل میں رہے ان کے کچھ غیریت
رہے ریب وشک سے سدا عافیت

بھلائی میں عالم کے بھی دخل ہوں
تو وہ برہمہ نربان میں وصل ہوں

﴿اشلوک نمبر ۲۶﴾

وہ مرد خدا بافراواں سرور
کئے ہیں جو خواہش وغصے کو دور

اور دل کو بھی قبضے میں دارندہ ہیں
اور اس کی حقیقت کو دانندہ ہیں

تو دونوں دل ہی حالت میں اے پرشعور
وہ ہوتے ہیں واصل بحق بالضرور

﴿اشلوک نمبر ۲۷﴾

بظاہر حواسوں کی لذّات کو | بروں کر کے دل سے سب اے نامجو
نظر دونوں آنکھوں سے ایسا جمائے | کہ تاریخ میں دونوں ابرو کی آئے
پران واپان باد ہیں دو جو سے | جنہیں ناک سے آمد و رفت ہے
برابر انہیں کر کے اے ذی سیر | کہ یعنی وہ دونوں ہی کو روک کر

﴿اشلوک نمبر ۲۸﴾

جو خواہاں ہیں مکت کے عارفاں | دل واندری وعقل پرائے جواں
وہ غالب رہیں اور بے خواہشات | اور غصہ سے اپنے کو کر کے نجات
ہمیشہ وہ ہیں مکت عالی وقار | رکھو یاد تم اس کو لیل ونہار

﴿اشلوک نمبر ۲۹﴾

جو کرم اور جگ اور عبادت پذیر | خداوند عالم ورب قدیر
سب عالم کا بھی دوست صادق اگر | جو ہے جانتا مجھ کو اے نامور
وہ پاتا ہے مکت اے یل ذی شعور | کہ یعنی وہ کرتا ہے حاصل سرور



چھٹا ادھیائے گیتا منظوم

﴿اشلوک نمبر ۱﴾

بلا مژد کی کام کوئی بشر فرائض سمجھ کر کے کرتا ہے گر
وہی مرد عارف ہے جوگی وہی نہیں تارک ہوم وکرم اے اخی

﴿اشلوک نمبر ۲﴾

سنو جس کو سنیاس کہتے ہیں لوگ اسی کو سمجھ جاؤ تم کرم جوگ
کرے ترک جب نہ حرص دلی نہیں کوئی ہوتا ہے جوگی کبھی

﴿اشلوک نمبر ۳﴾

جو من لوگ آمادہ ہیں جوگ پر وہ ہے باعث کرم اسے پرہنر
کمر بستہ ہونے کا بھی گیان پر مساوات کی وجہ سے ہے اثر

﴿اشلوک نمبر ۴﴾

حواسوں کی لذّات وافعال میں نہ گرویدہ ہو جو کسی حال میں
کیئے دل سے ہو ترک کل خواہش تو مشغول کہلاتا ہے جوگ میں

﴿اشلوک نمبر ۵﴾

نجات آپ کو آپ بخشے بشر نہ آفات لے اپنے سے آپ پر
ہے اپنا ہی دل اپنا یارا ے جواں اور اپنا ہی دل دشمن دل دشمن جاں ستاں

اشلوک نمبر ٦

کہ جس نے کیا اپنے دل کو ہے بس
وہی دل رفیق اس کا ہے ہر نفس
نہ آیا ہوا بس دل مو بمو
عدالت وہ کرتا ہے مثل عدو

اشلوک نمبر ٧

قطع کرنے والے علائق جو ہیں
حواس اور دل پر بھی فایق جو ہیں
بہ سردی وگرمی غم وخرمی
بہ عزت وذلت وبے عزتی
نہ ہوتا کبھی مضطرب اس کا دل
ہے رہتا سدا مطمئن مستقل
تو پس اس کے دل میں قیام وظہور
غرض حق کا ہوتا اے ذی شعور

اشلوک نمبر ٨

ہو معمور علم حقیقت کا نور
فساد اور بھی مکر ہوں دل سے دور
اور ہو فتح یاب اندریوں کے اوپر
طلا اور پتھر ولو ہے کو گر
مساوی انہیں جانتا ہو جو مرد
وہ ہے صاحب جوگ دنیا میں فرد

اشلوک نمبر ٩

سنو یہ بھی اے صاحب ہوشمند
جسے دوست صادق اور اخلاص مند
عدو اور بدخواہ اور رشتہ دار
بھلا اور برا اور عصیاں شعار
مساوات ہیں جس کو اے ذی خیال
بلاشک وہ رکھتا ہے درجہ کمال

اشلوک نمبر ١٠

ہمیشہ جو ہو کر خلوت نشیں
لگا دے وہ دل آتما میں وہیں
دل واندری وجسم پر ہو سوار
غرض رکھ کے ان سب پہ بھی اختیار
ہو بے خواہش اور کچھ نہ رکھے بشر
تو بیشک وہ جوگی ہے تیکو سیر

اشلوک نمبر ۱۱

غرض برزمیں پاک اے ہوشمند
نہ ہو جو بہت پست اور ہو بلند

جما کر وہاں اپنا آسن لگائے
اور پہلے کُشا اس پہ لا کر بچھائے

بچھائے پھر اس پر بھی اک مرگ چھال
اور بعد اس کے کپڑا بھی دے اس پہ ڈال

اشلوک نمبر ۱۲

اس آسن پہ کر دل کو یکسو وہاں
خیالات کی روک کر کے عناں

صفائی دل کے لئے بیٹھ کر
ہو مصروف وہ جگ میں اس قدر

کہ یعنی وہ ہو جائے اس طرح غرق
کہ حق میں اور اس میں نہ کچھ بھی ہو فرق

اشلوک نمبر ۱۳

قد و سرو گردن کو سیدھا رکھے
اور حرکت کو بھی اُن کی روکے رہے

نظر اپنی ٹھہرا کے دیکھے وہیں
سرناک پر دوسری جا نہیں

اشلوک نمبر ۱۴

غرض صورت برہمہ چاری بدل
اور ہو کر کے بس قائم و مستقل

اور کر جمع ہوش اور بے خوف ہو
اور بھی روک کر دل کی حرکت کو

مجھی میں لگا کر کے دل بے خطر
پے جوگ اس آسن پہ وہ بیٹھ کر

تصور مجھی کا وہ کرتا رہے
کسی چیز پر دل کو جانے نہ دے

اشلوک نمبر ۱۵

اسی طرح سے آتما میں ہمیش
وہ جوگی جو ہو وصل بے کم و بیش

توکل بے نیازی و آزاد گی
یہ دنیا سے پاتا ہے فی الواقعی

اشلوک نمبر۱۶

بس از خوردنی یا نہ از خوردنی   بس از خفتنی یانہ از خفتنی
نہیں جوگ ہوتا ہے حاصل کبھی   رکھو یاد اس کو بھی تم اے اخی

اشلوک نمبر۱۷

بہ انداز بیداری و خفتنی   نہ انداز گل گشت اور خوردنی
بہ انداز ہیں کرنے والے جو کام   انہیں جوگ دکھ دور کرتا تمام

اشلوک نمبر۱۸

کہ جب دل کو اپنے بخوبی بشر   فقط آتما ہی میں وہ جمع کر
رکھے مستقل اور از خواہشات   جو ہو جائے بے پروا اے نیک ذات
تو اس وقت وہ عابد پارسا   کہا جاتا ہے محو حق برملا

اشلوک نمبر۱۹

کہ جیسے ہوا بند گھر میں کبھی   نہ کرتا ہے جنبش چراغ اے اخی
اسی طرح سے ایک سو دل کو کر   لگائے رہے آتما میں بشر

اشلوک نمبر۲۰

بمشغول لئے قید سے جوگ کی   جب اٹھتا ہے دل اے اخی اُس گھڑی
تو دل کی صفائی سے ہر ایک جا   نظر آتا ہے اپنا ہی آتما

اشلوک نمبر۲۱

غرض بے نہایت ہی آرام کو   تعلق ہے وہ عقل کامل کے جو
وہ ہے اندریوں سے جو اک دم جدا   اسے جان کر اس میں دل کو لگا

کہ یعنی وہ کر بدل مستقل
تجاوز نہ ہوتا ہے عرفاں سے دل

﴿اشلوک نمبر ۲۲﴾

کوئی فائدہ جس کو پاکر عظیم
نہیں اس سے بڑھ کر کے ہائے ملیم
اور ہونے پر اس میں بدل مستقل
نہ پھرتا ہے ایذا بھی پانے سے دل

﴿اشلوک نمبر ۲۳﴾

جو کرتا ہے دور آمدہ رنج کو
اسے جوگ سمجھو تم اے نامحو
کہ وہ جوگ باصدق دل اے جواں
سزاوار کرنے کی ہے بے گماں

﴿اشلوک نمبر ۲۴﴾

کہ خواہش سے پیدا جو مطلب ہوئے
بلاریب وشک ترک کر کے اسے
بدل اندریوں کی جماعت کو روک
کرے جوگ جوگی بلا روک ٹوک

﴿اشلوک نمبر ۲۵﴾

غرض رفتہ رفتہ بہ دانشوری
علائق سے دنیا کی ہو کر بری
دل اپنا فقط آتما میں لگائے
خیالات میں کچھ آنے نہ پائے

﴿اشلوک نمبر ۲۶﴾

یہ جس جس جگہ جائے دل بے قرار
تو اس اس جگہ سے بلا انتشار
اسے روک کر آتما ہی میں گر
لگائے تو بس میں وہ ہوز ودتر

﴿اشلوک نمبر ۲۷﴾

یہ دل جس کا حرکت سے باز آ گیا
اور ہو کر جمع آتما میں لگا
وہ جوگی رجوگن کے ہونے سے دور
کرے برہمہ ہو کر کے حاصل سرور

اشلوک نمبر ۲۸

اسی طرح دل آتما میں سدا　　لگائے ہوئے جوگئے ریا
خیالات عصیاں سے کر کے جُدا　　تغافل کے زنداں سے ہو کر رہا
تو ہوا ر کے واصلِ بحق اے فنا　　وہ پاتا ہے آرام بے حد سدا

اشلوک نمبر ۲۹

ہے دل آتما ہی میں جس کا لگا　　سب عالم کو اپنے میں ہے دیکھتا
اور اپنے کو ہے دیکھتا وہ بشر　　سب ہی جانداران میں جلوہ گر
ہمیشہ بہ ہر شے وہر ایک جا　　برابر ہے وہ برہمہ کو دیکھتا

اشلوک نمبر ۳۰

جو ہر شے میں مجھ کو عیاں دیکھتا　　اور ہر شے کو مجھ میں نہاں دیکھتا
میں رہتا نہیں اس سے ہر گز نہاں　　چھپا مجھ سے وہ بھی نہ رہتا یہاں

اشلوک نمبر ۳۱

جو سب میں مجھے جان کر کے مقیم　　اور وحدت میں بھی قائم و مستقیم
پرستش جو کرتا ہے بادل خوشی　　تو ہر ایک حالت میں رہنے پہ بھی
بلا شبہ وہ جوگئے نکتہ داں　　ہے واصل مجھی میں سدا ہر زماں

اشلوک نمبر ۳۲

سنو یہ بھی اے ارجن نیک خو　　کہ جو سب ہی راحت ورنج کو
برابر جو مثل اپنے ہے دیکھتا　　وہ جوگی گیانی ہے سب سے بڑا

اشلوک نمبر ۳۳

کیا یوں سوال ارجن خوش کلام　　کہ اے مالک دین ودنیا تمام

کہ اس جوگ کو جاننے کے لئے
برابر ہے سب کو کہا آپ نے
تو بس دیر تک اس کا اے ذوالجلال
ٹھہرنا نہ ہو کس طرح سے محال
کہ رہتا ہے دل پر نہیں اختیار
ہمیشہ یہ دل رہتا ہے بے قرار

اشلوک نمبر ۳۴

حقیقت میں ہے دل بہت بے قرار
زبردست زور آور و بد شعار
کہ جسم اور سب اندریوں کو تمام
پریشان ہے کرنے والا مدام
کہ جیسے ہوا کو کوئی بھی کہیں
کسی طرح سے روک سکتا نہیں
اسی طرح اے صاحب باکمال
یہ دل کو بھی ہے روکنا بس محال

اشلوک نمبر ۳۵

بیانخ شری کرشن شاہ جہاں
لگے کرنے ارجن سے اس طرح بیاں
کہ دل جس کا ہے خاصیت بے قرار
بلاشک بہ دشواری اے ہوشیار
یہ ہوا جاتا ہے قید بیراگ کی
غرض مشق سے جوگ کے اور بھی

اشلوک نمبر ۳۶

ہمارے بدانست اے نام جو
یہ دل جس کا قبضے میں مطلق نہ ہو
ہو جوگ اس کو حاصل بہ مشکل تمام
جو دل کو اگر بس میں کر کے مدام
وہ تدبیر سے گر کرے جوگ کو
تو کر سکتا حاصل بہ طرزِ نکو

اشلوک نمبر ۳۷

لگا پوچھنے ارجن با ادب
شری کرشن جی سے کہ اے میرے رب
شروع بالارادت کرے جو بشر
اور دل جوگ سے اس کا ہٹ جائے گر
تو حاصل ہوئے جوگ کامل بغیر
وہ کرتا ہے کس جا پہ جا کر کے سیر

﴿اشلوک نمبر ۳۸﴾

کہ جو شخص بے آسرا ہو گیا — اور ناواقف راہ حق سے رہا
تو دونوں طرف سے وہ اے کرشن کیا — گذر جاتا ہے ٹکڑے بادل کا سا

﴿اشلوک نمبر ۳۹﴾

کہ اے کرشن جی مخزن علم دیں — یہ بالکل ہمارا شبہ بالیقیں
رفع تم ہی کر سکتے ہو برملا — سو آپ کے کون ہے دوسرا
کوئی کرنے والا یہ شبہات دور — ملے گا نہیں تم سوائے حضور

﴿اشلوک نمبر ۴۰﴾

شری کرشن شاہنشہ دو جہاں — لگے کرنے ارجن سے یوں دُرفشاں
نہیں اس کا ہوتا زوال اے اخی — اس عالم میں یا کہ اُس عالم میں بھی
نکوکار میں کوئی بد عاقبت — نہیں ہوتا اے صاحب معرفت

﴿اشلوک نمبر ۴۱﴾

جگہ جو ہیں پاتے کنندہ ثواب — وہاں پر پہنچ کر کے وہ فیض مآب
وہ رہ کر بہت مدتوں تک وہاں — تو پھر پاک طبیعت وامرا کے یہاں
تولد وہ ہوتا ہے بار دِگر — ہوا جوگ جس کا بھرشٹ وہ بشر

﴿اشلوک نمبر ۴۲﴾

خردمند جوگیوں کے یہاں — تولد وہ ہوتا ہے اے نیک داں
کہ ملتا ہے اس طرح کا جنم یاں — بدُشواری سخت تر بے گُماں

اشلوک نمبر ۴۳

یہ دونوں گھرانے میں آنے پہ بھی ۔۔۔ تو اُس شخص کو پہلے ہی جنم کی
سب ہی عقل ہوتی ہے حاصل اسے ۔۔۔ وہ پورے اُسے کرنے کے واسطے
وہ کرتا ہے مشق اے خجستہ شعار ۔۔۔ اُسی جوگ کو بادل خوشگوار

اشلوک نمبر ۴۴

اور عادت سے وہ پہلے ہی جنم کی ۔۔۔ وہ ہو کر کے بے اختیار اسے اخی
وہ ہوتا ہے مصروف اے ہوشمند ۔۔۔ اسی جوگ حق میں یل خوش پسند
جو خواہاں ہیں مُکت کے باشعور ۔۔۔ وہ ہو جاتے ہیں محوِ حق بالضرور

اشلوک نمبر ۴۵

وہ جوگی جو ہیں پاک عصیاں سے ۔۔۔ نہایت تدابیر میں ہیں لگے
بہت جنم کے بعد پاکر کمال ۔۔۔ وہ پاتے ہیں مکتی جو ہے بے زوال

اشلوک نمبر ۴۶

بدانست میرے یہ اے نوجواں ۔۔۔ ہے مرتاضیوں سے بھی جوگی کلاں
اور ہے شاستر داں سے بھی وہ بزرگ ۔۔۔ اور ہے شرع والوں سے بھی وہ سترگ
تو اس واسطے اے جواں نکتہ داں ۔۔۔ تم ہو جاؤ جوگی بصد عزّ و شاں

اشلوک نمبر ۴۷

اور سب جوگیوں میں بھی اے باوفا ۔۔۔ مجھی میں ہے دل جس کا آکر لگا
اور کرتا ہے جو بندگی بالیقیں ۔۔۔ تو نزدیک میرے ہے وہ دوربیں
وہ جوگیوں میں ہے جوگی بڑا ۔۔۔ رکھو یاد تم اس سخن کو ذرا



ساتواں ادھیائے گیتا منظوم

اشلوک نمبر ۱

کہا کرشن نے سُن اے علی گُہر — مجھی میں لگا کر کے دل بیشتر
مجھی پر توقع بھی کر کے سدا — ریاضت کی بھی مشق سے اے فتا
کہ جس طرح سے تم بدل بالیقیں — بخوبی مجھے جان لوگے یہیں
بیاں کرتا ہوں میں وہ سر نہاں — سُنو گوش دل سے اے تم نکتہ داں

اشلوک نمبر ۲

غرض علم وعرفاں اور معرفت — کہوں گا میں سب اے ستودہ صفت
کہ ہونے سے جس علم کے بعد ازاں — یہ دنیا میں اے پہلوانِ جہاں
رہے گی نہ باقی کوئی چیز بھی — تمہیں جاننے کے لئے پھر کبھی

اشلوک نمبر ۳

ہزاروں بشر میں سے کوئی کوئی — ہیں بہر کرامات کرتے سعی
اوران کاملانِ ہزاروں میں بھی — کوئی کوئی یا بعض بعض آدمی
کماحقّہٗ، جانتے ہیں مجھے — سوا اِن کے غفلت میں سب ہیں پھنسے

اشلوک نمبر ۴

فقط خاک آب اور آتش ہوا — خرد اور خودی اور دل اور خلا
جدا گانہ یہ آٹھ اقسام کے — یہ سب قدرتِ کاملہ نام کے

اشلوک نمبر ۵

سواس کے اے ارجن پاکباز سنو اور بھی خاص قدرت کا راز
وہ ہے روح میری ہی قدرت قدیر یہ سنسار کو جس نے کی ہے پذیر

اشلوک نمبر ۶

کہ یہ دونوں قدرت جو ہیں اے اخی یہی وجہ ہے عالم ایجاد کی
اور میں ہی ہوں پروردگار جہاں فنا کرنے والا بھی ہوں بے گماں

اشلوک نمبر ۷

سن اے ارجن عارف بے ریا نہیں مجھ سے بڑھ کر کوئی دوسرا
سب عالم مجھی میں ہے گوندھا ہوا کہ جیسے رشتے میں گوہر پھنسا

اشلوک نمبر ۸

سنو یہ بھی لذّت جو ہے آب میں اور ہے روشنی جو کہ مہتاب میں
اور بیدوں میں پر نو خلا میں صدا منور ہے خورشید میں جو ضیا
بشر سعی اور مردانگی ہوں میں ہی نہیں دوسرا ہے کوئی

اشلوک نمبر ۹

جو آتش میں ہے طاقت سوخت و نور اور ہے خاک سے جو کہ خوشبو ظہور
ہے سارے خلائق کی جو زندگی اور ہے عابدوں میں پرستند گی
وہ سب میں ہی ہوں ہے نہیں کوئی اور کرو تم بدانشوری اس پہ غور

اشلوک نمبر ۱۰

خرد ہے جو دانشوروں میں کمال اور ارباب حشمت میں ہے جو جلال
اور سار سے خلائق کا تخم قدیم مجھی کو تصور کرو اے سلیم

اشلوک نمبر ۱۱

ہے زور آوروں میں جوقوت کثیر — اور خواہش میں ہے جو کہ رغبت پذیر

بشر میں جوشہوت ہے ازروئے دیں — وہ میں ہوں اے صاحب ہم نشیں

اشلوک نمبر ۱۲

سنوگُن رجوگُن تموگُن سے جو — ہوئے سب ہیں پیدا وہ مجھ سے سُنو

نہیں اختیار اُن کا مجھ پرذرا — ہو ہیں بلکہ میرے ہی بس میں سدا

اشلوک نمبر ۱۳

اثر سے اِنہیں تین گُن کے مدام — سب عالم ہے غفلت میں اے خوش خرام

نہیں جانتے ہیں مجھے باکمال — ان سب سے برتر ہوں اور بے زوال

اشلوک نمبر ۱۴

کہ مایا ہے یعنی جوقدرت مری — ہے دشوار اوران گنوں سے بھری

جوکرتے ہیں میری پناہ اختیار — وہ ہوجاتے ہیں میری قدرت سے پار

اشلوک نمبر ۱۵

ہیں نادان ونالائق وبدشعار — جوکرتے نہ میری پناہ اختیار

وہ مایاسے اپنی عقل برباد کر — توقع وہ کرتے ہیں بدخوئے پر

اشلوک نمبر ۱۶

کہ اے ارجن اشرف خاندان — سن اس بات کوبادل شادماں

فقط چاراقسام کے عابداں — عبادت مری کرتے ہیں آزماں

یکے درد مندان وخواہان گیان — غرض والے اورصاحب عارفان

اشلوک نمبر ۱۷

جوان سب میں گیانی ہے عرفاں میں مست سبھوں سے ہے افضل وہ وحدت پرست
کہ مصروف رہتا ہے وہ خوش نہاد مجھی میں ہمیشہ بدل اعتقاد
حقیقت میں گیانی ہے میرا عزیز مہ میں اس کا پیارا ہوں اے باتمیز

اشلوک نمبر ۱۸

بہ تحقیق وہ سب بھی ہیں بس دلیر کہ ہمت ہے ان کی نند شیر
مگر نزد میرے گیانی سدا وہ ہے میری ہی ذات اے باخدا
مجھی میں بلاشبہ وہ خوش خرام جو سب سے ہوں برتر ہے پاتا قیام

اشلوک نمبر ۱۹

بہت جنم کے بعد پاکر گیان پہنچتا ہے مجھ میں بشر بے گمان
ہے نایاب یہ جاننے والا یاں کہ ہے برہمہ ہی برہمہ سب اے جواں

اشلوک نمبر ۲۰

تمنائے دل کے سبب بیشتر جو گم کردہ ہیں عقل اور بے خبر
عبادت کرے ہیں بدل اختیار فقط دیوتوں ہی کی لیل ونہار
وہ پہلے ہی جنموں کی عادات سے سب اوپاشک ہیں جس جس ملایک کے سب

اشلوک نمبر ۲۱

ہے جس جس فرشتے کا جو جو غلام اور سچے عقیدے سے اپنے مدام
تمنائے پرستش کی کرتا ہے جو اسی دیوتوں میں میں خوشنود ہو
اسی کے عقاید کو اے اہل دل میں کرتا ہوں قائم و مستقل

اشلوک نمبر ۲۲

اُسی شوق سے وہ عبادت سدا
کیا کرتے ہیں دیوتوں کی سدا

اور پھر بعد ازاں میرے احکام کو
بجا لاتے ہیں بادلِ شاد ہو

کہ میں ہی ہوں سب دیوتوں کی شکل
ہیں محتاج میرے ہی وہ سب دراصل

اشلوک نمبر ۲۳

غرض ان کم عقلوں کا اے بے نظیر
نتیجہ ہے طاعت کا فانی پذیر

جو ہیں پوجتے دیوتوں کو سدا
وہ ملتے ہیں سب دیوتوں ہی میں جا

عبادت جو کرتے ہیں میری ادا
مجھی میں وہ ملتے ہیں اے خوش لقا

اشلوک نمبر ۲۴

میں لاشکل ہوں پر مجھے شکل دار
سمجھتے ہیں عاقلان دیار

مَیں برتر ہوں سب سے اور ہوں لافنا
اور ہے جو کہ اعلےٰ مرا مرتبا

نہیں جانتے اس کو ناعاقلاں
کہ ہیں دیوتوں کا وہ سب خادماں

اشلوک نمبر ۲۵

بلاشک میں سب پر نہیں ہوں عیاں
میں ہوں قدرت کاملہ سے نہاں

نہیں جانتے مجھ کو ناداں ذرا
جو بے ابتدا ہوں وہ بے انتہا

اشلوک نمبر ۲۶

اے ارجن جو یاں سے گئے ہیں گذر
یا یاں ہیں موجود جو جو بشر

یا بعد ازاں جو کہ ہوں گے ظہور
میں ان سب کو ہوں جانتا بالضرور

مگر مجھ کو کوئی نہیں جانتا
کہ کیا شے میں ہوں کیا ہے رتبہ مرا

﴿اشلوک نمبر ۲۷﴾

محبت عداوت سے اے بے نظیر　　ہیں رنج اور راحت جو پیدا کثیر
انہیں سب میں غافل ہیں اے نیک نام　　یہ سارے خلائق کے عالم تمام

﴿اشلوک نمبر ۲۸﴾

سنو جن نکوکار کے کُل گُناہ　　ہوئیں آخر اے صاحب عزّ وجاہ
وہ رنج اور راحت کی آفات سے　　محبت عداوت کی عادات سے
تو ہُم وغفلت کو کر کے جُدا　　اور سردی گرمی سے ہو کر رہا
مجھی کو بدل شاد و با اعتقاد　　پرستش وہ کرتے ہیں اے خوش نہاد

﴿اشلوک نمبر ۲۹﴾

زمانہ ضعیفی سے اور موت سے　　رہا اپنے ہونے ہی کے واسطے
جو تدبیر کرتا ہے بانیک راہ　　ہر اک سمت سے لے کے میری پناہ
تو پہنچاتا ہے اس برہمہ کو　　یقیناً ہے موجود ہر شے میں جو
وہ ادھیاتم اور کرم کو جانتا　　کہ دراصل اِن کی حقیقت ہے کیا

﴿اشلوک نمبر ۳۰﴾

جو ہے جانتا مجھ کو اے نیک ذات　　فقط میں ہی ہوں مالک کائنات
مجھی سے ہوا جگتّ بھی آشکار　　اور ہوں دیوتوں کا بھی میں کردگار
دمِ مرگ بھی ہو کے وہ شاد شاد　　لگا کر کے دل مجھ کو کرتا ہے یاد

☆☆☆

آٹھواں ادھیائے گیتا منظوم

﴿اشلوک نمبر ۱﴾

یہ گویا ہوا ارجنِ ہوشمند — کہ فرمایئے یہ بھی اے کرشن چند
ہے کیا برہمہ وادھیاتم وکرم کیا — ہے کیا معنی ادہ بھوت اور ادہ دیو کا

﴿اشلوک نمبر ۲﴾

خداوند سردار جگ کا ہے کون — شمر جگ کا دینے والا ہے کون
اور اس جسم میں کس طرح ہے مقیم — اور ہے جس کا دل ضبط وہ مردِ سلیم
بوقتِ جُدا جسم ناپاک سے — وہ کس طرح سے دیکھ سکتا تجھے

﴿اشلوک نمبر ۳﴾

کہا کرشن جی اے ستودہ خصال — کہ ہے برہمہ فایق تر او ر بے زوال
اسی برہمہ کا جلوۂ بے نظیر — جو قالب میں ہے وہ سکونت پذیر
وہ ادھیاتم یعنی ہے جیوآتما — کہ یعنی سوبھاؤ اے یل باوفا
رکھو یاد اس بات کو بھی ذرا — وہی ہے سبب سب کے ایجاد کا
اور ہے کرم جو جگ میں ہوم ہو — پئے دیوتاؤں کے اے نام جو

﴿اشلوک نمبر ۴﴾

اور وہ بھوت فانی ہے اے نیک خو — مرکب ہوا پنچ عنصر سے جو
جو ہر جسم و ہر شے میں مثلِ خلا — ہے جلوہ گناں بے سر ودست وپا
وہی پُرش ادہ دیو ہے بالیقیں — اور ادہ جگ میں ہی ہوں اے مرددیں

اشلوک نمبر۵

بوقتِ آخر اے خجستہ سیر — مجھے یاد کرتا ہوا جو بشر
جُدا جسم سے بس ہو کے زود تر — جو کرتا ہے رحلت تو وہ شیر نر
بلا شک پہنچتا ہے اے نیک نام — جہاں پر ہے میرا قیام و مقام

اشلوک نمبر۶

یا جس نے جس شے کو وقت اخیر — سُمرتا ہوا چھوڑ تا ہے شریر
اسی شے میں پاتا ہے جا کر قیام — لگا تا ہے دل اپنا جس میں مدام

اشلوک نمبر۷

تو اس واسطے مجھ کو آٹھوں پہر — کرو یاد اُٹھ کر لڑو بے خطر
دل و عقل مجھ میں جو لیل و نہار — لگائے رہو گے تو انجام کار
ملو گے بلا ریب و شک بالضرور — مجھی میں تم اے صاحبِ ذی شعور

اشلوک نمبر۸

بہ مشغولئے جوگ کوئی گدا — ہٹا کر کے دل ماسوا سے سدا
جو اُس پرش عالی کا کرتا ہے دھیان — بہ جوش طرب بار بار اے جوان
تو کرنے سے اُس دھیان کے بار بار — وہ پاتا ہے اس پرش کو آشکار

اشلوک نمبر۹

ہمہ دان بیدانت کا اور دقدیم — اور سب کا سزا دینے والا عظیم
اور ذرا سے بھی خورد و خالق جہاں — تصور سے بھی برتر و بے نشاں
اور تاریک سے پاک چوں آفتاب — منزہ ہر اک وصف سے بے حساب
یہ اوصاف اس کا سمجھ بوجھ کر — جو کرتا ہے یاد اس کو آٹھوں پہر

اشلوک نمبر ۱۰

بہ ہنگام رحلت بدل مستقل — بہ جوش ارادت باشوق دل
ریاضت کی قوت سے بے رنج و غم — اگر بیچ میں دونوں ابرو کے دم
جو ٹھہرا کے اس جسم کو چھوڑ دے — تو وہ برہمہ زبان سے جا ملے

اشلوک نمبر ۱۱

جسے بیداں کہتے ہیں بیزوال — اور جس میں جتی لوگ اور باکمال
اور بھی جس میں سب بے تعلق بشر — جو ہوتے ہیں داخل بصد کرّ و فر
سنو اس مقام عالیہ کو تم اب — بیاں کرتا ہوں مختصر با طرب

اشلوک نمبر ۱۲

بخوبی ہر اک در کو کر کے بلند — دل زار کو کر کے سینہ میں بند
اور اندر دماغ اپنے ٹھہرا کے دم — وہ مشغول ہو جوگ میں یک قلم

اشلوک نمبر ۱۳

جو یہ اوم اک حرف ہے برہمہ کا — تلفّظ ودھیان اُس کا کرتا ہوا
جدا جسم سے اپنے ہوتا ہے جو — وہ پاتا ہے فی الواقعی مُکت کو

اشلوک نمبر ۱۴

ہٹا کر کے دل غیر سے یک قلم — مجھے یاد کرتا جو ہے دمبدم
تو پس ایسے شاغل کو اے نکتہ داں — بہ آسانی ملتا ہوں میں بے گماں

اشلوک نمبر ۱۵

مرے بھگت ہیں جو خجستہ شعار — وہ پا کر کے مجھ کو بلا انتشار
نہیں پاتے پھر جنم وہ زینہار — جو دکھ کا ہے گھر اور ناپائیدار

وہ پاتے ہیں مکتی کو اے ذی شعور
جو اس سے نہیں بڑھ کے کوئی سرور

اشلوک نمبر۱۶

سنو برہمہ کے لوگ سے لے کے سب
جہاں تک ہیں لوک اے خجستہ لقب

وہ سب جائے ہیں بازگشت اے جواں
پھرتے ہیں جا کر کے واں سے یہاں

مگر مجھ کو پا کر کے اے نامور
نہیں آتے پھر کر کے کوئی بشر

اشلوک نمبر۱۷

ہے برہما کی یوں رات و دن کا شمار
کہ جگ ختم ہوتے ہیں دن میں ہزار

اسی طرح اک رات جگ اک ہزار
گذر جاتے ہیں اے ستودہ شعار

یہ سب رات و دن کا جو ہے انتظام
ہے مردان عارف پہ روشن تمام

اشلوک نمبر۱۸

بلاشکل ہی سے سب ہی صورتیں
عیاں ہوتی ہیں آمد روز میں

اسی ذات بے شکل میں بعد ازاں
سب ہوتے ہیں آمد میں شب کی نہاں

اشلوک نمبر۱۹

وہی سب ہی مخلوق اسی صبح کو
عیاں ہو کے اے ارجن نامجو

فنا ہوتے ہیں پھر اسی ذات میں
وہی سب کے سب آمدہ رات میں

پھر آمد میں دن کے غرض باربار
عیاں ہوتے ہیں سب ہی بے اختیار

اشلوک نمبر۲۰

وہ برتر ہے اس واسطے اور قدیم
عجیب اور بے شکل اور ہے رحیم

کہ ہے جو عیاں اس کی یہ کائنات
فنا اس کی ہونے پہ بھی اُس کی ذات

نہیں ہوتی معدوم مطلق کبھی　　منزّہ نفی سے ہے فی الواقعی

اشلوک نمبر ۲۱

جو بے شکل ہے اور ہے بے زوال　　اسے کہتے ہیں پرم گت بے مثال

جہاں جا کے پھرواں سے آنا نہیں　　ہے برتر مرادِ ہام بے شک وہیں

اشلوک نمبر ۲۲

وہ بر برہمہ ملتا ہے اے ہوشمند　　عقیدت بلا شرک سے بے گزند

کہ ہے جس کے اندر یہ کل کائنات　　ہے سب میں محیط اور پرُ اُس کی ذات

اشلوک نمبر ۲۳

اُن وقتوں کو بھی تم سے اس دم عیاں　　میں کرتا ہوں اے ارجن نیک داں

کہ جس وقت میں مر کے جوگی جتی　　نہیں پاتے ہیں جنم پھر وہ کبھی

اور جس وقت میں مر کے سب جوگیاں　　بلا شبہ پاتے ہیں پھر جنم یاں

اشلوک نمبر ۲۴

جو روشن ہے آتش کی شعلہ کے سا　　ہے نام اُس کا اوترا ین اے باوفا

وہ رہتا ہے چھ ماہ تک مطمئن　　کہا جاتا ہے دیوتوں کا وہ دن

انہیں ماہ کے شکل پکھ میں یہاں　　جو مر جاتے ہیں جوگیاں نکتہ داں

تو مل جاتے ہیں برہمہ نربان میں　　کہ یعنی وہ مکت ہو کے اک آن میں

اشلوک نمبر ۲۵

سنو یہ بھی اے ارجن ذی صفات　　جو ہے کرشن پکھ دیوتاؤں کی رات

وہ تاریک ہے چھ مہینے کی راہ
کہ وہ دچھنایں ہے اے بے گناہ
اِنہیں چھ مہینے کے اندر کبھی
جو کرتے ہیں تن تیاگ جوگی جتی
تو وہ چاند ساہو کے روشن تمام
فقط کر کے عرش برّیں پر مقام
وہ آخر کو عرش برّیں سے شتاب
پھر آتے ہیں دنیا میں بے آب وتاب

اشلوک نمبر ۲۶

جو ہے شُکل اور کرشن اے نیک خواہ
ہے یعنی جو روشن و تاریک راہ
تفاوت ہے بے شبہ باہر یکے
اس عالم کے قدما کے اک رائے سے
نہیں پھر کے آتے ہیں جا کر وہاں
روندہ جو اک رہ کی ہیں جوگیاں
مگر پھر کے آتے ہیں واں سے یہاں
کہ جاتے ہیں جو دوسری رہ سے واں

اشلوک نمبر ۲۷

کہ ہیں جاننے والے اے نکتہ داں
جوان دونوں ہی راہ کی جوگیاں
نہیں رہتے غافل کبھی کوئی دم
تو اس واسطے اے پِل ہوشمند
رہو جوگ تم بھی مشغول عام
ہر اک وقت و ہر دم و ہر صبح و شام

اشلوک نمبر ۲۸

جو پڑھنے میں بید اور بیدانت کے
اور کرنے میں جگ اور عبادات کے
اور بھی دان دینے میں اے خوش لقا
جو پُن اور پھل شاستر نے کہا
تو ان سب سے بڑھ کر انہیں جان کر
وہ جوگی ہیں پاتے مقام اعلیٰ تر

☆☆☆

نواں ادھیائے گیتا منظوم

اشلوک نمبر ۱

کہا کرشن جی صاحب غیب داں
کہ کرتا ہوں اس کو بھی تم پر عیاں
گیان اور بگیان و سرّ نہاں
نہایت جو پوشیدہ ہے داستاں
کہ جس کے سمجھنے سے اے پارسا
یہ دنیا کے زنداں سے ہو گے رہا
کہ مطلق نہیں تم مرے عیب جو
سنو دل لگا کے اس بات کو

اشلوک نمبر ۲

شہ راز اور شاہ علم وذکا
ہے عمدہ تر و پاک اور باصفا
اور ہے عین دھرم اور پاکیزہ تر
اور پھل اس کا بھی صاف آتا نظر
بہ آسانی مل سکتا اے باکمال
کہ ہے بہ لاریب و شک بے زوال

اشلوک نمبر ۳

اے ارجن ہے وہ آدمی بھرم میں
ارادت نہیں جس کو اس دھرم میں
پہنچتے نہیں مجھ تلک زینہار
یہ دنیائے فانی میں لیل ونہار
پریشان پھرتے ہیں بس دربدر
نہیں ان کو اس رمز سے کچھ خبر

اشلوک نمبر ۴

یہ سب عالم اے پارتھ مِثل ہوا
مرے جسم بے شکل سے ہے بھرا
مجھی میں سب عالم ہے رہتا مگر
نہیں اس میں مَیں رہتا اے باخبر

اشلوک نمبر۵

یہ دیکھو مرے جوگ کی قدرتیں — اور یہ طاقت وزور اور عظمتیں
کہ یہ سب خلقت ہے روشن تمام — فقط سب کا ہے اک مجھی سے قیام
ہوں میں ہی سب عالم کا پروردگار — مگراس میں مطلق نہ میں زینہار

اشلوک نمبر۶

کہ جس طرح سے رہنے والی ہوا — ہمیشہ بھری ہے بہ اندر خلا
بہت ہے بُزرگ اور ہر ایک جا — اُسی طرح سے یہ سب عالم سدا
مجھی میں ہے رہتا بہ ہر اک زماں — رکھو یاد اس کو تم اے نکتہ داں

اشلوک نمبر۷

یہ سب لوگ برہما کے دن کے اخیر — جو ہے میری مایا بہت بے نظیر
اسی میری مایامیں بے اختیار — فناسب کے سب ہوتے ہیں ایک بار
پھر آغاز میں کلپ کے سر بہ سر — میں کرتا ہوں پیدا انہیں جلد تر

اشلوک نمبر۸

میں کرنے سے پرکرت کی اختیار — سب عالم کو اے ارجن نامدار
موافق مقدّر کے بے اختیار — میں کرتا ہوں پیدا سدا بار بار

اشلوک نمبر۹

سن اے ارجن وہ کرم مجھ کو کبھی — نہیں کرتے پابند فی الواقعی

کہ رہتا ہوں میں اس میں بے لوث سا
نہیں مجھ کو دل بستگی ہے ذرا

اشلوک نمبر ۱۰

مرے حکم سے قدرت لابیاں
ہے سب جڑھ وچیتن کو کرتی عیاں

اسی وجہ سے اے پیل بے غرور
سب عالم بلاشک ہے ہوتا ظہور

اشلوک نمبر ۱۱

نہیں مجھ کو پہچانئے بد شعار
یہ کرنے سے انساں کے جسم اختیار

نہیں ہیں میری عظمت کو آہ
کہ میں ہی سب عالم کا ہوں بادشاہ

سمجھتے ہیں دراصل مجھکو ہی
کہ میں بھی ہوں جگ میں سکھی اور دکھی

اشلوک نمبر ۱۲

پریشان دل ہیں جو اے بے نوا
توقع ہے ان کی بلا فائدہ

اور ہے کرم اُن کا بلا مغز سر
اور ہے علم بھی باطل اور بے ثمر

وہ دل کو بھی بدکار وآزار پر
کہ غافل جو کردیتی ہے زود تر

اسی پر وہ کرتے ہیں تکیہ عبث
سراسر ہے ان کا نتیجہ عبث

اشلوک نمبر ۱۳

فرشتوں کی خصلت پرانے نیک فن
جو کرتے ہیں تکیہ وہ ہیں پاک تن

مجھے جان کر مبدع اور بے زوال
بدل یاد کرتے ہیں اے باکمال

اشلوک نمبر ۱۴

ہمیشہ مرا نام و حمد و ثنا
جو کرتے ہیں اپنی زباں سے ادا

غرض اندریوں کو جو مضبوط کر عبادت میں ہو مستعد بیشتر
اور سچے عقیدت سے بھی بھگت جو پرستش میں حق کے جو مصروف ہو

اشلوک نمبر ۱۵

غرض کرتا ہے گیان جگ سے کوئی سمجھ کر کے واحد پرستش مری
بھت سے مگر عابد و پارسا سمجھ کر کے اپنے سے مجھ کو جدا
کہ ہے میرا ہی منہ یہ عالم تمام پرستش مری کرتے ہیں صبح و شام

اشلوک نمبر ۱۶

اور ہوں جگ اور غلہ جگ کا میں اور ہوں آگ بھی ہوم کرنے کا میں
اور ہوں منتر اور گھی واوشد کمال اور ہوں میں شرادہ خجستہ خصال

اشلوک نمبر ۱۷

اس عالم کا ہوں باپ و ماں اے فتا اور پھل دینے والا بھی ہوں کرم کا
میں ہی جاننے کا سزاوار ہوں لطیف اور ہوں پاک و مختار ہوں
اوران کا رہوں اے یل نیک فام اور ہوں بید ججر اور رکھ اور سام

اشلوک نمبر ۱۸

میں ہوں رُستگاری دہندہ جہاں اور بھی میں ہی پر ورندہ جہاں
سزا دینے والا ہوں مالک دلیر اور انعام دینے میں بھی میں ہوں شیر
اور ہوں دیکھنے والا بھی کم وبیش ہر اک نیک و بد کام میں بھی ہمیش
ہوں آرام گاہ اور جائے پناہ اور بے بدلہ نیکی کنندہ ہوں شاہ
ہوں پیدا کنندہ جہان ودیار فنا کرنے والا و جائے قرار
ہوں میں جائے مکت اے خجستہ خصال فقط میں ہی ہوں تخم بھی بے زوال

اشلوک نمبر۱۹

میں گرمی کنندہ ہوں اے خوش لقا   اور برسانے والا بھی ہوں آب کا
اور ہوں جذب بھی کرنے والا تمام   اور ہوں چھوڑنے والا بھی میں مدام
اور ہوں زندگی اور موت اے جواں   اور ذرّہ سے ذرّہ کلاں سے کلاں

اشلوک نمبر۲۰

جو ہیں عالمان تو ویدوں کا یاں   اور سوم لتا پینے والے جواں
گناہوں سے ہو کر کے بس پاک تر   فرشتوں کا وہ مرتبہ چاہ کر
اواجگّ کو کرکے وہ مرد دیں   ثوابوں کی امداد سے بالیقیں
پہنچکر وہ سب بہ عرش بریں   ہیں لذات ملکی اٹھاتے وہیں

اشلوک نمبر۲۱

وہ اُس وسیع اور عمدہ اور برتریں   جو ہے عیش جنّت برعرش بریں
اٹھاکر کے پھر بعد ختمِ ثواب   ہیں دنیائے فانی میں آتے شتاب
اِسی طرح سیدھرم اے باخبر   جو کرتے ہیں بیدوں کے احکام پر
دل وجاں سے جو چاہتے لذّتیں   پڑے رہتے ہیں آمدورفت میں

اشلوک نمبر۲۲

اننہ بھگتی سے بھگت اے نامجو   لگاکر کے میرے ہی میں دھیان کو
پرستش جو کرتے ہیں میری ادا   بہ ہرروز وشب اور صبح ومسا
توان بھگت کا جن کا دل رات ودن   مجھی میں ہے ہرطرح سے مطمئن
بجالاتا ہوں ان کا دل شاد ہو   مراد اور حفظ اور بھی مکت کو

اشلوک نمبر ۲۳

فقط دیوتوں کیبھی ہیں بھگت جو　　سوا میرے اے ارجن نیک خو
جو کرتے ہیں جگ بالا رادت بدل　　براہ عقیدت بدل مستقل
تو وہ بھی میرا ہی جگ باصفا　　مگر ہے سراسر یہ بے قاعدہ

اشلوک نمبر ۲۴

حقیقت میں سب جگوں کی لذّتیں　　میں ہی لینے والا ہوں بے منّتیں
میں دراصل ہوں مالک جاوداں　　کماحقہ ،جو مجھے درجہاں
نہیں جانتے ہیں جو اے پاک تن　　نہیں چھٹتی ہے ان سے آواگون

اشلوک نمبر ۲۵

جہاں میں جو ہیں خادمان ملک　　پہنچتے ہیں وہ دیوتوں ہی تلک
جو پتروں کے ہیں پوجنے والے یاں　　وہ ملتے ہیں پتروں میں نیک داں
اور ہیں بھوت کے معتقد جو جواں　　وہ ملتے ہیں بھوتوں ہی میں بیگماں
پرستش کرے ہیں جو میری بشر　　مجھی میں وہ ملتے ہیں اے خوش سیر

اشلوک نمبر ۲۶

خوشی سے جو دیتا ہے اے بے بدل　　فقط آب و پھول اور پتا و پھل
محبّت کی دی ہوئی چیزیں سدا　　خوشی سے میں کھاتا ہوں اے بینوا

اشلوک نمبر ۲۷

جو کرتا ہے کھاتا ہے دیتا سدا　　اور کرتا ہے ہوم اور عبادت ادا
اسے اے پسر کنتیِ رشکِ ماہ　　تو کردے مجھے نذر بے اشتباہ

﴿اشلوک نمبر ۲۸﴾

کہ اس طرح کرنے سے بھی کرم کے — بھلے اور برے پھل کے تم قید سے
رہا جلد ہو جاؤ گے بالیقیں — نہ ہو تم کسی طرح اندوہ گیں
جو دل جوگ سینا میں لاؤ گے — مجھی میں رہا ہو کے مل جاؤ گے

﴿اشلوک نمبر ۲۹﴾

برابر ہیں سب مجھ کو اے نامدار — نہیں کوئی دشمن نہیں کوئی یار
مری خدامتیں جو ہیں کرتے ادا — وہ ہیں مجھ میں اور میں ہوں اُن میں سدا

﴿اشلوک نمبر ۳۰﴾

اگرچہ ہو بدکار بھی اے فتا — انتہ بھگتی سے یعنی میرے سوا
نہ دیکھے جہاں میں کسی اور کو — اور ایسا ہی بھگتی سے وہ بھگت جو
پرستش کرے میری باسوز و درد — تو ہے ماننے لایق وہ نیک مرد
کہ ہے اس کی بے شبہ نیکی سعی — درست اعتقاد اس کا ہے واقعی

﴿اشلوک نمبر ۳۱﴾

یہ سن اے پسر کُنتی باصفا — کرو عہد تم مجھ سے اس بات کا
کہ ہے میرا جو بھگت فی الواقعی — نہیں ہوتا برباد مطلق کبھی
نکو کار ہو کر کے اے اہل غور — وہ پاتا ہے راحت مدامی بہ فور

﴿اشلوک نمبر ۳۲﴾

جو ہیں پاپ جوین تو تو بھی عذر — کہ یعنی جو ہیں استری بیش و شور

جو کرتے ہیں وہ میرا ہی آسرا
تو پاتے ہیں مکت وہ بھی اے پارسا

﴿اشلوک نمبر ۳۳﴾

اور پھر کیا برہمن نکو کار کا
اور کہتا ہے بھگت راج رکھ کا کیا

یہ دنیا میں پا کر کے اس جسم کو
نہیں جس میں آرام فانی ہے جو

پرستش کرو میری صبح و مسا
نہیں اس سے بہتر کوئی دوسرا

﴿اشلوک نمبر ۳۴﴾

مجھی میں لگاؤ دل زار کو
پرستش فقط میری ہی تم کرو

کرو تم بدل میرا ہی جگؔ کو
نمسکار بھی تم مجھی کو کرو

اسی طرح دل بستہ ہو کر تمام
اور دل کو مجھی میں لگاؤ مدام

مجھی میں بلاشبہ مل جاؤ گے
تو نقدِ مطالب کو پا جاؤ گے

☆☆☆

دسواں ادھیائے گیتا منظوم

اشلوک نمبر ۱

کہا کرشن جی نے کہ اے نامجو
سنو یہ بھی تم راز کی بات کو
کہ سننے سے باتوں کو میری سدا
تم ہوتے ہو خوش اے یل خوش لقا
تمہاری ہی میں بہتری کے لئے
بیاں کرتا ہوں تم سے پھر بھی اُسے

اشلوک نمبر ۲

نہیں جانتے میری قدرت کوئی
کوئی دیوتا یا کہ رِکھ لوگ بھی
کہ سب دیوتا اور رکھ لوگ کا
میں ہوں آدکارن و پیدا کیا

اشلوک نمبر ۳

کہ لینے سے بھی جنم کے جو سَدا
مجھے پاک و بے ابتدا جانتا
سب عالم کا بھی مالک و کارساز
جو ہے جانتا مجھ کو اے پاکباز
وہ ہے آدمیوں میں عاقل بشر
گناہوں سے ہوتا ہے اک دم بدر

اشلوک نمبر ۴

سنو عقل و عرفان و بے غفلتی
سچائی و علم اور رنج و خوشی
فنا اور بے خوفی اور خوف بھی
دم و شم و پیدایش و زندگی

﴿اشلوک نمبر ۵﴾

خودی بے خودی نیک و بدنامیاں ریاضت قناعت و فیاضیاں
اور بھی نیک خواہ اور بدخواہیاں مساوات رحم اور بے رحمیاں
یہ سب مختلف خصلتیں بالضرور بشر میں ہیں ہوتی مجھی سے ظہور

﴿اشلوک نمبر ۶﴾

ہوئے چار مُن سب سے پہلے عیاں مہرشی ہوئے سات پھر بعد ازاں
صفائی مری قوتوں سے یہ سب ہوئے ہیں نمودار اے خوش لقب
انہیں کے ہیں اولاد یہ سب جہاں غرض جڑہ و چیتن مکین و مکاں

﴿اشلوک نمبر ۷﴾

کما حقہ میری ذات وصفات جو ہیں جانتے وہ تو اسے نیک ذات
بلاشبہ پاکر متاعِ گیان مجھی میں وہ ہوتے ہیں وصل اے جوان

﴿اشلوک نمبر ۸﴾

میں ہی سب کا ہوں آفرینندہ کار مجھی سے ہیں ہوتے صفات آشکار
مجھے جان کر ایسا عاقل سب ہی عبادت ہیں کرتے بہ خوش نیتی

﴿اشلوک نمبر ۹﴾

لگا کر دل وجاں کو باشوق تر حواس اپنی بیروں کو بھی روک کر
عبادت مری کرتے ہیں جوادا ہمیشہ بہ خوشنودئ دل سدا

﴿اشلوک نمبر ۱۰﴾

تو اُن عابدِ پاک دامان کو بہ عقل لطیف ان کو اے نامجو
ملا دیتا ہوں جس سے بے قیل وقال وہ پاتے ہیں مجھ کو جو ہوں بے زوال

اشلوک نمبر ۱۱

اُنہیں سب پہ کر رحم اے نیک خو
اندھیری جہالت سے پیدا ہے جو
بہ عقل لطیف اس میں بیٹھ کر
وہیں نور عرفاں سے بس زور تر
اسے نیست و نابود کر ڈالتا
کہ جس کا کبھی پھر نہ ملتا پتا

اشلوک نمبر ۱۲

کہا ارجن اے صاحب ذی صفت
اور ہست مطلق وذاتِ بحث
اور اے سب میں معمور سب سے قدیم
اور اے سب کے پیدا کنندہ علیم

اشلوک نمبر ۱۳

تراسب یہ گن نارد وبیاس جی
اسیت اور دیول مُنی اور رِشی
سب ہی ایسا ہی کر چکے ہیں بیاں
ہیں فرماتے بھی آپ مجھ سے یہاں

اشلوک نمبر ۱۴

تمہارا یہ اوصاف کل اے فتا
جو کی ہے بیاں میں ہوں سچ مانتا
حقیقت کو تیرے نہیں جانتا
کوئی مرد جن یا کوئی دیوتا

اشلوک نمبر ۱۵

کہ اے صاحب دین ودنیا تمام
اور اے آفرینندۂ خاص وعام
تو پس اپنے کو آپ ہی جانتا
نہیں جان سکتا کوئی دوسرا

اشلوک نمبر ۱۶

مفصل یہ بھی آپ کیجئے عیاں
کہ جن جن صفات منوّر سے یوں
سب عالم میں ہیں آپ معمور تر
نہیں دوسرے کو ہے جس سے خبر
تو پس اپنی وصفوں کو خود آپ ہی
بیاں مجھ سے کر سکتے ہیں باخوشی

اشلوک نمبر ۱۷

کہ اے ہست مطلق وا ے کارساز
عیاں مجھ پر اب کیجئے یہ بھی راز
تمہارا سدا دھیان کرتے ہوئے
ہو معلوم مجھ کو یہ کس طرح سے
کہ کن کن وسایل سے باصد طرب
تصور تمہارا کروں روز وشب

اشلوک نمبر ۱۸

مفصل پھر اے قادرِ بے نیاز
بیاں کیجئے اپنی قدرت کا راز
یہ جاں بخش باتیں جو ہیں آپ کی
نہیں ہوتی سننے سے آسودگی

اشلوک نمبر ۱۹

کہایوں شری کرشن جان جہاں
کہ اے افضل خاندان کوروا ں
کروں گا بیاں تم سے باالتفات
جو ہیں خاص اپنی روشن صفات
نہیں میرے جلووں کی کچھ انتہا
کل اجسام جس سے ہویدا ہوا

اشلوک نمبر ۲۰

میں ہوں آتما سے شب زندہ دار
سب عالم کی ہے دل میں جائے قرار
مجھی سے سب عالم ہویدا ہوا
مجھی میں ہے سب کی بقا و فنا

اشلوک نمبر ۲۱

یہ عالم میں ہے جو کہ شمسی نظام
میں ہوں آفتاب اس میں بشنو بنام
ستاروں میں میں چاند ہوں باصفا
ہو اُن میں ہون میں مریچی ہوا

اشلوک نمبر ۲۲

رکھو یاد اس کو بھی اے نیک نام
کہ ہوں چار بندوں میں میں بید سام

فرشتوں میں میں اندر سلطان ہوں
حواسوں میں دل جسم میں جان ہوں

اشلوک نمبر ۲۳

ہوں رودروں میں شیو اچھسوں میں کبیر
بسو میں اگن پر بتوں میں سومبر

اشلوک نمبر ۲۴

پروہت میں افیسر برہسپت گرو
سمجھ مجھ کو اے ارجن نیک خو
میں اسکند سالار فوجی میں ہوں
سمندر مقامات آبی میں ہوں

اشلوک نمبر ۲۵

مہرشی میں بہر گور کھیشر ہوں میں
اور آواز میں ایک اکشر ہوں میں
میں جپ جگ سب عالم کے جگیوں میں ہوں
میں کوہ ہمالہ پہاڑوں میں ہوں

اشلوک نمبر ۲۶

درختوں میں پیپل ہوں اے خوش خرام
اور ہوں دیو رشیوں میں نارد بنام
میں گندھرپ میں چتر رتھ ہوں گنی
اور ہوں کاملوں میں کپل مُن مُنی

اشلوک نمبر ۲۷

اور ہوں میں اوچے شروا اسپاں میں
اور ایراوت ہوں سبھی فیلان میں
اور ہوں آدمیوں میں میں بادشاہ
رکھو یاد اس کو بھی شام و پگاہ

اشلوک نمبر ۲۸

میں حربوں میں بھی بجر ہوں آبدار
ہوں گووں میں میں کامدہیں استوار
میں خواہش ہوں اسباب تولید میں
اور ہوں باسکی مار پچید میں

اشلوک نمبر ۲۹

میں ہی شیش بھی سارے ناگوں میں ہوں
برن آب کے رہنے والوں میں ہوں
ہوں پتراد جما نام پتروں میں میں
اور ہوں جم سزا دینے والوں میں میں

اشلوک نمبر ۳۰

میں ہی بھگت پہلاد دیتوں میں ہوں
میں ہی کال بس کرنے والوں میں ہوں
اور ہوں شیر نر چوپایوں میں مَیں
بنامِ گرڑ ہوں پرندوں میں مَیں

اشلوک نمبر ۳۱

ہوا ہوں بہت چلنے والوں میں مَیں
اور ہوں رام ہتھیار بندوں میں مَیں
مگر نام دریائی جیون میں ہوں
اور گنگا بھی میں سارے ندیوں میں ہوں

اشلوک نمبر ۳۲

میں ہوں ابتدا اوسط وانتہا
سب عالم کی اے ارجن باوفا
اور علمِ الٰہی ہوں علموں میں میں
اور ہوں بحث بحثیں کنندوں میں میں

اشلوک نمبر ۳۳

اور حرفوں میں بھی میں ہوں حرفِ اکار
سماسوں میں ہوں میں دوند آشکار
زمانہ وہ ہوں میں جو ہے بے زوال
سب عالم کا صانع ہوں میں بے مثال
وب عالم مرامنہ ہے اے نیک جو
ہے یا چاروں جانب میں میرا ہی رو

اشلوک نمبر ۳۴

ہوں میں موت سب کی کنندہ فنا
عیاں ہونے والوں کا میں ہوں بنا

غرض یعنی جو آنے والی ہے نسل — میں ان سب کا ہوں آفرینش دراصل

اور ہے عورتوں میں جو حسن و جمال — اور ہے نیک نامی و دولت کمال

اور ہے قوت حافظہ عقل و علم — اور ہے رونق وخوش کلامی و حلم

وہ سب میں ہی ہوں اے ستودہ شعار — رکھو یاد اس کو بھی لیل و نہار

اشلوک نمبر ۳۵

پرہت سام سُر سار راگوں میں ہوں — مَیں گا تیری تال تالوں میں ہوں

سنو یہ بھی میں ہی ہوں ایذی شعار — مہینوں میں اگہن و موسم بہار

اشلوک نمبر ۳۶

فریبوں میں جو آہنوں میں بے مثال — ہوں صاحب جلالوں میں میں ہی جلال

ہوں میں ہی ظفر اور میں ہی سعی — سنو گُن بشر میں ہوں میں راستی

اشلوک نمبر ۳۷

خدو بنیوں میں ہوں میں کرشن چند — اور ارجن ہوں پانڈوں میں اے ہوشمند

اور ہوں بیاس جی عارفوں میں بھی میں — اور ہوں اوشنا شاعروں میں بھی مَیں

اشلوک نمبر ۳۸

سزا میں بھی ہوں حاکموں میں بھی مَیں — اور عرفان ہوں عارفوں میں بھی مَیں

اور انصاف ہوں فتح خواہوں میں مَیں — خموشی بھی ہوں سارے رازوں میں مَیں

اشلوک نمبر ۳۹

سنو ارجن اس کو بھی تم دل لگائے — سب عالم کا میں ہی ہوں تخم وبنائے

اور جتنی ہیں جاندار و بے جان شئے
وجود ان کا میرے ہی باعث سے ہے
نہیں ہے کوئی شے بھی ایسی کہیں
کہ میں ہست مطلق ہوں جس میں نہیں

اشلوک نمبر ۴۰

کہ ہیں جس قدر میرے روشن صفات
ہیں بے ابتدا وہ بھی اے نیک ذات
ظہور صفات اپنی باشادماں
کیا مختصر تم سے میں نے بیاں

اشلوک نمبر ۴۱

اور ہیں جس قدر حشمت و دولتیں
ترقی و ہر طرح کی رونقیں
جزو سے مرے نور کے سب کے سب
ہویدا ہوئے ہیں یہ اے باادب

اشلوک نمبر ۴۲

ہے بیکار اے ارجن نامجو
عبث اس بیاں کو طوالت نہ دو
ہے حاصل کلام اس کا یہ اے جواں
مرے اک جزو میں ہے قائم جہاں

شعر

جہاں جملہ فروغ نور حق داں
حق اندر وے ز پیدا ئیست و پنہاں



گیارہواں ادھیائے گیتا منظوم

اشلوک نمبر ۱

لگا کہنے ارجن کے اے بے نیاز
کرم کی نظر مجھ پہ کر کے دراز
یہ عالم الٰہی و سرِّ نہاں
کیا مجھ پہ اے مہرباں تم عیاں
تو اس کی سماعت سے بے ریب و شک
ہوئی دور غفلت ضری یک بہ یک

اشلوک نمبر ۲

اور اے نرگس چشم و بے انتہا
سب عالم کی میں ابتدا و فنا
اور بھی غیرِ فانی قدرت کا حال
مفصل سنا تم سے اے باکمال

اشلوک نمبر ۳

اور اے ذاتِ مطلق اور اے مہربان
حقیقت جو آپ اپنی کی ہے بیان
اور ہے روپ ویسا ہی جو آپ کا
اسے دیکھنا چاہتا ہوں ذرا

اشلوک نمبر ۴

اور اے شب کا مالک واے راز دار
اور اے صاحبِ جوگیانِ دیار
سمجھتے ہیں گو آپ لایق مجھے
جو اُس روپ کو دیکھنے کے لئے
تو اس روپ بیحد کو اے فیضماب
مجھے آپ دکھلایئے اب شتاب

اشلوک نمبر ۵

شری کرشن بولے کہ اے نامجو
تم ہو لایق وید اور دیکھ لو
مرے سینکڑوں اور ہزاروں ظہور
عجیب و بہ ہر رنگ و ہر قسم نور

اشلوک نمبر۶

اے بھارتھ مرے جسم میں دیکھ لو
سب ہی سورج و بسوؤں و سب رُدر کو
چہل نہہ ہوا اور اشونی سب ہی
عجائب بہت جو نہ دیکھا کبھی

اشلوک نمبر۷

ہے گر دیکھنے کی تجھے آرزو
صفات و مری قدرتیں مو بہ مو
تو اس جا پہ تم اے شبِ زندہ دار
سب عالم و جتنی ہیں شے آشکار
ہراک جاندار اور بے جان کو
مرے جسم میں اس گھڑی دیکھ لو

اشلوک نمبر۸

تم اپنی ان آنکھوں سے تا زندگی
نہیں دیکھ سکتے ہو مجھ کو کبھی
تو اس واسطے تم کو اے خوش نصیب
عنایت میں کرتا ہوں چشم عجیب
کہ جس سے مری قدرت و صاجبی
عجائب غرائب نظر آئے گی

اشلوک نمبر۹

دھرت راشٹر سے بہ جوشِ طرب
لگا کہنے یوں سنجے با ادب
کہ ارجن کو یہ بات کہنے کے بعد
جنابِ شری کرشن اے خوش نہاد
براہِ کرم الفتِ بے شمار
دکھایا براٹ اپنا روپ ایک بار

اشلوک نمبر۱۰

بہ کثرت منہ و آنکھیں صورت مہیب
مزیّن بہ زیور سلاحِ عجیب

اشلوک نمبر۱۱

لباس اور مالا بہت خوش نما
عجائب سے معمور سر تا بہ پا

تھا خوشبو بدن از لطیف عطریات　　　به ہر سمت منہ کھولے در کائنات

اشلوک نمبر ۱۲

ہزاروں اگر بر فلک آفتاب　　　طلوع ایک ہی بار ہوں بے حساب
تو اس نور سے حق کی وہ روشنی　　　نہیں ہوسکے گی برابر کبھی

اشلوک نمبر ۱۳

یہ دیکھا وہیں ارجن ہوشیار　　　شری کرشن کے جسم میں بے شمار
سب عالم وسب ان کے سامان کو　　　جدا گانہ جاندار و بے جان کو

اشلوک نمبر ۱۴

تو حیرت سے ارجن کے سب رونگٹے　　　یکایک بدن پہ کھڑے ہوگئے
جنابِ شری کرشن سے التجا　　　یہ کی بعد تسلیم سر کو جھکا

اشلوک نمبر ۱۵

کہا ارجن اے صاحبِ دوسرا　　　یہ جسم مبارک میں ہوں دیکھتا
کہ برہما جو عالم کو پیدا کئے　　　ہیں برگِ کمل پر وہ بیٹھے ہوئے
ہر اک چیز و ہر شے عجیب و غریب　　　ہیں کل دیوتا اور سانپن عجیب

اشلوک نمبر ۱۶

کہا پھر کہ اے صاحبِ انس وجاں　　　میں ہوں دیکھتا آپ کو اس زماں
سب عالم میں ہے آپ ہی کا ظہور　　　اور عالم بھی سب آپ ہی کا ہے نور
شکم، چشم، بازو، دہن بے شمار　　　اور سب میں پُرا اور مالک ہر دیار
نہ پاتا ہوں میں آپ کی انتہا　　　نہیں دیکھتا اوسط و ابتدا

اشلوک نمبر ۱۷

میں ہو دیکھتا سر پہ تاجِ شہی — گدا اور ہے چکر ہاتھوں میں بھی
اور رکھتے بھی ہیں آپ بیحد جلال — جو روشن ہے ہر سمت کو بے مثال
تم ہو ایسے ہی واحد پُر ضیا — اور ہو مخزنِ نور بے انتہا
ٹھہرتی نہیں ہیں یہ آنکھیں مری — کہ ہے شعلہ زن مثل شمس اس گھڑی
بہ ہر سمت و ہر سو و ہر ایک جا — تجھی کو میں معمور ہوں دیکھتا

اشلوک نمبر ۱۸

عقیدہ میں میرے تم ہو بے زوال — اور رکھتے بھی ہو تم تو بیحد جلال
تمھیں جاننے کے سزاوار ہو — اس عالم کے کل مخزن یار ہو
فنا سے تم ہو پاک و ذاتِ قدیم — حفاظت بھی کرتے ہو اور ہو رحیم

اشلوک نمبر ۱۹

میں ہوں اس گھڑی دیکھتا آپ کا — نہ ہے ابتدا اوسط و انتہا
اور ہیں آپ کی طاقتیں لاجواب — اور ہیں بازواں بیحد و بے حساب
ہیں آنکھیں بہ مانند شمس و قمر — چمک مثل آتش ہے رخسار پر
تجلّی اسے آپ اپنی ہی کے مدام — اس عالم کو کرتے ہیں روشن تمام

اشلوک نمبر ۲۰

کہ اے ہست مطلق یہ ارض و سما — خلا اور اطراف و ہر ایک جا
حقیقت میں ہے آپ ہی سے بھرا — بہ جز آپ کے کچھ نہیں دوسرا
یہ شکل جلالی پہ کر کے نظر — ہیں تینوں جہاں کانپتے سر بسر

اشلوک نمبر ۲۱

جماعت جو ہیں دیوتاؤں کی بھی — لئے ان میں کوئی پناہ آپ کی
کوئی ان میں باجان ودل خوف سے — تمھارے ہی اوصاف میں ہیں لگے
اور ہیں عارف ان میں جو وحدت پرست — وہ کرتے ہیں حمد وثنا ہو کے مست

اشلوک نمبر ۲۲

ادیتۃ اور رُودر اور بسو اور ہوا — اور گندھرپ واراچھس مجھ وار جما
اوراشونی یہ سب دیوتانامدار — جماعت بھی سیدھوں کی بے اختیار
ہیں اس روپ کو دیکھتے برملا — تحیر کی آنکھوں سے سر تا بپا

اشلوک نمبر ۲۳

کہااے قوی بازو ومہرباں — یہ سب آپ کا دیکھ جسم کلاں
ہیں جس میں بہت منہ وآنکھیں بہت — بہت ہیں شکم اور رانیں بہت
ہیں بازو بہت اور دنداں مہیب — بہت تیز ہیں اور عجیب وغریب
بہت خوف سے ڈر رہا ہے جہاں — اور میں بھی ہوں بس کانپتا اس زماں

اشلوک نمبر ۲۴

مری عقل اس دم نہیں مستقل — ترا دیکھ کر جسم لرزاں ہے دل
چمکتی ہوئی آنکھیں ہیں منہ ہے وا — ہے روشن اور سر ہے بمثلِ سما

اشلوک نمبر ۲۵

ہراک منہ میں جو تیرے دندان ہیں — بہ مثل آتش حشر تابان ہیں
مہیب اورخوف و خطر دیکھ کر — نہ آتی رہ و سمت مجھ کونظر

نہ آرام ملتا ہے مجھ کو ذرا — کہ اے صاحبِ عالم دو سرا
براہ کرم مہر کی ہو نظر — کہ جس میں مرا چھوٹ جائے خطر
اور جو اس زیارت سے حاصل خوشی — بہت دل کو ہے بے کلی اس گھڑی

اشلوک نمبر ۲۶

شہہِ کور دیدہ کو سب ہی پسر — شہوں کی جماعت وہ سب نامور
درونہ بھیشم کرن پہلوان — سب ان کے مددگار و ہمراہیاں
مری بھی سب افوج کی افسران — اور جتنے ہیں عالم میں خورد و کلاں

اشلوک نمبر ۲۷

خطرناک دہنوں میں دندان تیز — جو ہیں آپ کے اُن میں اے رستخیز
بہ تیزی چلے جاتے ہیں سب دھنسے — نظر بعض بعض آرہے ہیں پسے
کوئی سر کے بل پس کے لٹکے ہوئے — دراجوں میں ہیں تیز دنداں کئے

اشلوک نمبر ۲۸

کہ جس طرح ندیوں کا آبِ رواں — بہ سوئے سمندر ہے جاتا یہاں
اسی طرح عالم کے سب پیل تن — گھسے جاتے ہیں آپ کے در دہن

اشلوک نمبر ۲۹

کہ پروانے جس طرح پرواز کر — بزور اپنی جاں دیتے ہیں شمع پر
اُسی طرح یہ عالم بے شمار — پئے مرگ ہو کر کے بے اختیار
جو ہیں یہ وہاں آپ کے شعلہ زن — گھسے جاتے ہیں اس میں بے مکر و فن

﴿اشلوک نمبر ۳۰﴾

کہا پھر کہ اے بادشاہِ زمن
کہ آپ اپنے در آتشین دہن
جہاں کو نگلتے چلے جاتے ہیں
بمانند چٹنی مزا پاتے ہیں
تجلی سے ہے آپ ہی کے بھرا
یہ سب عالم اسے سرورِ دوسرا
زبس اس کے سوزان شعلہ سے سب
جلے جاتے ہیں یہ بہت ہے غضب

﴿اشلوک نمبر ۳۱﴾

بتادیجئے مجھ کو اے باکمال
ہیں کون آپ اس جا بہ شکلِ جلال
نمسکار کرتا ہوں میں آپ کو
نظر کیجئے مجھ پہ خورسند ہو
میں ہوں جاننا چاہتا اصلیت
جو ہیں آپ اے صاحبِ مرتبت
جو کی اختیار آپ اس روپ کو
یہ باعث ہے کیا مجھ پہ اظہار ہو

﴿اشلوک نمبر ۳۲﴾

کہا کرشن میں موت ہوں اے فنا
سب عالم کا ہوں کرنے والا فنا
لڑو گے نہیں تم جو اے پہلواں
تو ہرگز رہیں گے نہ یہ سب جواں

﴿اشلوک نمبر ۳۳﴾

تو اے تیرزن اس لئے بیدرنگ
کھڑے اٹھ کے ہو جایئے بہر جنگ
ظفر پا کے دشمن پہ ہو نیک نام
مزا نعمتوں کا اٹھاؤ تمام
کہ میں پہلے ہی مار ان کو رکھا
بظاہر وسیلہ بنو قتل کا

﴿اشلوک نمبر ۳۴﴾

درونہ و بھیشم وجیدرتھ کو
کرن کو بھی اور سب دلاور ہیں جو

کیا قتل میں تو بھی اب قتل کر　　نہ کر فکر پائے گا فتح و ظفر

اشلوک نمبر۳۵

کہا سنجے وہ ارجن با وفا　　سخن کرشن کا سن کے بس کانپ اٹھا
لرزتا ہوا ہاتھ کو جوڑ کر　　لگا کرنے سجدہ جھکا کر کے سر
بہت گڑ گڑا اور ڈرتا ہوا　　جنابِ شری کرشن سے پھر کہا

اشلوک نمبر۳۶

لگا کرنے اس طرح ارجن کلام　　کہ اے کرشن جی یہ عالم تمام
ہے کرتا ادا تیری حمد و ثنا　　خوشی و محبت سے ہے وہ بجا
جو راچھس ہیں وہ ڈر سے ہیں بھاگتے　　جو ہیں سدھ وہ ہیں سر جھکائے ہوئے

اشلوک نمبر۳۷

جھکائیں نہ کس طرح سے اپنا سر　　ترے آگے سجدہ میں بے خوف و ڈر
کیا تو نے برھما کو بھی آشکار　　تجھی سے ہوئے ہیں بزرگ دیار
اور اے لافنا مالک دیوتا　　اور اے حاکم عالم دوسرا
نظر آرہا ہے یہی اب مجھے　　ہے برتر تو ہی ہست اور نیست سے

اشلوک نمبر۳۸

تو ہے ربِّ ازلی و ذاتِ قدیم　　تجھی میں کل عالم ہے رہتا مقیم
تو ہے خالق کل و بے حد ہیں شکل　　تو ہی جاننے لائق ہے بھی دراصل

اشلوک نمبر۳۹

تو ہی جم و اگنی برن و ہوا　　تو ہی چندرو پر جاپتی و سما

ہے تجھ کو نمسکار بس بے شمار — ہزاروں مراتب و ہر بار بار

اشلوک نمبر ۴۰

نمسکار ہے آگے پیچھے تجھے — بہ ہر اک طرف اور ہر سمت مئے
ہے قدرت تری بسکہ بے انتہا — اور ہیں طاقتیں بھی تری بے بہا
تو ہے سب میں معمور وسب تو ہی ہے — نہیں ہے بہ جز تیرے اور کوئی شئے

اشلوک نمبر ۴۱

سمجھ کر کے میں تجھ کو اپنا یار — بہ گستاخی ہر لحظہ لیل و نہار
کہا تجھ کو اے کرشن جادو سکھا — یہ عظمت تری جانتا میں نہ تھا

اشلوک نمبر ۴۲

ہوئی مجھ سے جو کچھ ہیں گستاخیاں — براہِ ہنسی اور بے ادبیاں
بہ خلوت بہ جلوت بہ بازی گری — بخواب ونشست اور باہمسری
معاف اس کو یکبارگی دل سے کر — تو اے ذات بیحد و بے کینہ ور

اشلوک نمبر ۴۳

تو ہے خالق عالم بحرو و بر — تو ہی ساکن و متحرک کا پدر
نہیں تجھ سا کوئی کہیں دوسرا — فقط ہے تو ہی سب بڑوں سے بڑا

اشلوک نمبر ۴۴

تری ذات باوصف کو اس لئے — ہوں تعظیم کرتا دل و جان سے
کہ ہے تو خداوند ارض و سما — تو ہی ہے سزاوار حمد و ثنا
یہی تجھ سے اب ہے مری التجا — پدر جس طرح سے پسر کی خطا

اور جس طرح عورت کی شوہر خطا — قصورات یاروں کی یاراں سدا
کرے ہیں معاف اب اسی طرح تو — مری بھی خطا عفو کر مو بہ مو

اشلوک نمبر ۴۵

یہ صورت جلالی جو ہے آپ کی — نہیں میں نے دیکھی تھی پہلے کبھی
اسے دیکھ کر کے خوشی تو ہوئی — مگر ڈر سے میرا دھڑکتا ہے جی
اسی پہلی صورت کو دکھلایئے — کرم کی نظر مجھ پہ فرمایئے
کہ ہیں آپ کل دیوتاؤں کے شاہ — سب عالم کی ہیں آپ جائے پناہ

اشلوک نمبر ۴۶

کہ اسے رکھنے والے یہ بازو ہزار — وہی چتر بہروپ کر اختیار
غرض تاج شاہی کو پہنے ہوئے — اور ہاتھوں میں چکر اور گدا کو لئے
میں ہوں دیکھنا چاہتا اب وہی — جو تھا روپ پہلے وہ اب اس گھڑی

اشلوک نمبر ۴۷

کہا یوں شری کرشن جان جہاں — اے ارجن میں ہو کر بہت شادماں
دکھایا تجھے اپنی قدرت کمال — ہے بیحد و برتر اور ازلی جلال
کہ جس روپ کو پہلے تیرے سوا — کسی نے نہ دیکھا ہے اے دلرُبا

اشلوک نمبر ۴۸

کہا اے یلِ خاندان کُرو — کہ بیدوں کے پڑھنے سے بھی مو بہ مو
تلاوت سے بھی شاستر کے کوئی — جگ و کرم ہائیک کرنے پہ بھی
اور خیرات کرنے پہ بھی کوئی مرد — یہ صورت کو میری جو ہے بسکہ فرد

اس عالم میں بیشک کوئی دوسرا
نہیں دیکھ سکتا ہے تیرے سوا

اشلوک نمبر ۴۹

تم اس روپ پرخوف کو دیکھ کر
نہ گھبرانہ ہو بدحواس اور نہ ڈر
جدا کر کے تم دل سے خطرات کو
خوشی سے پھر اس روپ کو دیکھ لو

اشلوک نمبر ۵۰

کہا سنجے یوں پیش دھرت راشٹر
کہ ارجن سے شری کرشن عالی گہر
یہ کہہ کر پھر اپنے اُسی روپ کو
دکھایا اُسی دم بدل شاد ہو
اس ارجن مخوف کو وہ بار بار
تسلی بہت دے کے انجام کار
لطیف اپنی صورت کوظاہر کیا
کہ یعنی وہ پھر صورتِ خوشنما

اشلوک نمبر ۵۱

کہا ارجن اب آپ کی کرشن جی
میں اس خوشنما صورتِ انسان کی
جو دیکھا ہوا میرے دل کو قرار
طبیعت میں پھر آئی تازہ بہار

اشلوک نمبر ۵۲

کہا کرشن نے میرے اس روپ کو
کہ ہے دیکھنا جس کا دشوار جو
تو دیکھا ہے لیکن سبھی دیوتا
ہیں خواہاں اسے دیکھنے کی سدا

اشلوک نمبر ۵۳

تو دیکھا ہے جیسا مرے روپ کو
نہیں دیکھ سکتا ہے اسے ناجو
شب و روز پڑھنے سے بھی بید کے
ریاضت سے خیرات سے جگّ کے

﴿اشلوک نمبر ۵۴﴾

مگر جس کی بھگتی ہو یوں اے فنا   کہ جز میرے کچھ بھی نہ ہو دیکھتا
تو وہ بھی مجھے دیکھ سکتا ہے یاں   حقیقت میں جیسا ہوں میں اے جواں
مجھے جان سکتا ہے وہ بھی بشر   اور ہوتا بھی ہے مجھ میں وصل آن کر

﴿اشلوک نمبر ۵۵﴾

مجھی پر بھروسہ ہو اور کرم بھی   کرے گر سدا واسطے میرے ہی
مرا بھگت اور بے تعلق ہو جو   عداوت کسی سے بھی رکھتا نہ ہو
جوایسا مرا بھگت ہے پرتمیز   وہ پاتا ہے بیشک مجھے اے عزیز



بارہواں ادھیائے گیتا منظوم

اشلوک نمبر ۱

لگا کرنے ارجن پہ اس دم بیاں
کہ اے بادشاہِ زمین و زماں

جو ہیں بعض طالب واس طور سے
سدا ہیں پرستش میں تیرے لگے

اور ہیں بعض طالب اسی پر فدا
جو بے شکل ہے اور ہے لافنا

تو ان میں سے ہے کون افضل بشر
ہو اس رمز سے بھی مجھے اب خبر

اشلوک نمبر ۲

بپاسخ شری کرشن جی نے کہا
لگا کر کے دل کو مجھی میں سدا

بہ عشق و محبت و با اعتقاد
پرستش جو کرتا ہے اے خوش نہاد

تو ہے واصلوں میں بھی اعلیٰ وہی
اور ہے کاملوں میں بھی بالا وہی

اشلوک نمبر ۳

جو کرتے ہیں ذاتِ مقدس کا دھیان
کہ جو غیر فانی ہے اور بے نشان

اور ہے سب میں پُر اور یکساں سدا
ہے بے شکل اور ہے جو لا انتہا

اشلوک نمبر ۴

حواس اپنے اچھی طرح روک کر
سبھوں پر ہو رکھتا مساوی نظر

بھلائی میں عالم کے مصروف ہو
برابر ہر اک جا سمجھتا ہو جو

مجھی میں پہنچتا ہے وہ بیگماں
نہیں کچھ بھی شک اس میں اے نکتہ داں

﴿اشلوک نمبر ۵﴾

جو بے شکل پر دل لگاتے ہیں یاں　　بہت رنج ومحنت اٹھاتے ہیں یاں
محبت ہے جن کو یہ از جسم وجاں　　بہ مشکل پہنچتے ہیں تا بے نشاں

﴿اشلوک نمبر ۶﴾

جو ہیں طالباں میرے نیکو خیال　　سب افعال کواپنے اے باکمال
مجھے کر کے تفویض و بااعتقاد　　مجھے عشق کامل سے کرتے ہیں یاد

﴿اشلوک نمبر ۷﴾

اے ارجن پھنسا جن کا مجھ میں ہے دل　　پرستش میں بھی میرے ہیں مستقل
تو جلد ان کواز بحرِ ملک عدم　　میں کر دیتا ہوں پار بے رنج وغم

﴿اشلوک نمبر ۸﴾

یہ دل کو تم اپنے مجھی میں لگا　　خرد کو بھی اپنے مجھی میں پھنسا
تو بعد اس کے بے شبہہ مجھ میں ضرور　　تم ہو جاؤ گے وصل اے ذی شعور

﴿اشلوک نمبر ۹﴾

اگر اپنے دل کو جو ہے بے قرار　　نہ ٹھہرا سکو مجھ میں اے نامدار
تو تم جوگ ابھیاس سے آپ کو　　مجھی سے ہی ملنے کی کوشش کرو

﴿اشلوک نمبر ۱۰﴾

نہیں کرسکو تم جو اشغال کو　　تو میرے لئے کر سب افعال کو

کہ کرنے سے اس طرح افعال کے ملے گی بلا شبہہ مکتی تجھے

اشلوک نمبر ۱۱

اگر تم سے یہ بھی نہیں ہو سکے تو میرے شرن کے تم آ آسرے
نتیجہ سب افعال کا چھوڑ کر کرو بس میں سب اندریوں کو مگر

اشلوک نمبر ۱۲

ہے درجہ بڑا شغل سے گیان کا اور ہے گیان سے بھی بڑا دھیان کا
اور ہے دھیان سے بھی بہت ہی بڑا نتیجہ سب افعال کے ترک کا
نتیجہ سب افعال کے ترک سے بڑا درجہ ہے محویت جان لے

اشلوک نمبر ۱۳

کسی سے نہیں جس کو ہو دشمنی اور ہو دوست سب کا بے ماہ و منی
تحمل ہو اور رحم دل بیشتر اور ہو راحت و رنج و یکساں اگر

اشلوک نمبر ۱۴

سدا قانع اور ایک دل ہو رہے حواس اور دل پر ہو قابو کئے
دل و عقل کو بھی مجھی میں لگائے تو جو میرا بھگت ایسا ہو مجھ کو پائے

اشلوک نمبر ۱۵

نہ ہو جس سے گر جس کو خوفِ ضرر نہ ہو اہل دنیا سے جس کو خطر
اور از راحت و رنج و خوف وغضب کنارہ کش ہو اور نہ گھبرائے جب

ہے وہ جو مرا بھگت اس طرح کا
ہے از بس دل و جاں سے پیارا مرا

﴿اشلوک نمبر۱۶﴾

جو ہو بے غرض اور عاقل بشر
اور ہو بے سروکار سب سے اگر
اور آزاد سب سے ہو اور پر تمیز
جو ہے ایسا بھگت وہ ہے میرا عزیز

﴿اشلوک نمبر۱۷﴾

جو خوش اور ناخوش نہ ہوتا کبھی
نہ افسوس کرتا نہ خواہش کوئی
اور ہو تارکِ نیک و بد کام کا
جو ہے ایسا بھگت وہ ہے پیارا مرا

﴿اشلوک نمبر۱۸﴾

برابر جسے دشمنی دوستی
اور بھی عزتی اور بے عزتی
مساوی سکھ و دکھ ہیں اور گرم و سرد
اور آزاد ہر ایک شئے سے ہو مرد

﴿اشلوک نمبر۱۹﴾

ثنا اور مذمّت مساوی ہوں جو
بہ حرحال صابر و خاموش ہو
ہو بے خانماں اور قائم ہو عقل
وہ ہے بھگت مجھ کو پیارا دراصل

﴿اشلوک نمبر۲۰﴾

جو یہ دھرم ہے مثل آبِ حیات
کہ جیسا کہا میں ہوں اے نیک ذات
جو کرتا ہے ویسا ہی طالب مرا
تو وہ بھگت ہے میرا پیارا بڑا



تیرہواں ادھیائے گیتا منظوم

﴿اشلوک نمبر ۱﴾

یہ ارجن شری کرشن جی سے کہا — کہ کیا پرس ہے اور پرکرت کیا
ہے دراصل چتر اور چتر گہہ کیا — اور کیا گیان وگیہ ہے مجھ کو بتا

﴿اشلوک نمبر ۲﴾

کہا کرشن انساں کے قالب کا نام — ہے چھتر اس کو کہتے ہیں خوش خرام
اور دراصل اس کو ہے جو جانتا — اسے کہتے چھترگیہ ہیں سب سدا

﴿اشلوک نمبر ۳﴾

سبھی چھتروں میں مجھ کو چھترگیہ جان — اور ہے چھتر وچھترگیہ کا جو گیان
مری رائے میں ہے وہی اے جواں — سب عالم میں مشہور ہے جو گیان

﴿اشلوک نمبر ۴﴾

جو ہے چھتر اس میں ہے جو جو بکار — ہے جیسا وہ جس سے ہوا آشکار
اور جو اس کا ہے روپ اور اقتدار — سنو مختصر مجھ سے اے ہوشیار

﴿اشلوک نمبر ۵﴾

مشرح ہے وہی عارفوں نے خبر — اور بیدوں نے بھی مختلف طور پر
دلیلوں سے مسلوں سے اور فلسفا — ہر اک طرح سے کر کے صحت کہا

اشلوک نمبر۶

عناصر میں پانچ اور عقل وخودی
دل وقدرت واندریاں دس ہیں بھی
علاوہ ہیں پانچ اندریوں کی بشے
مصالح انھیں چھتر کا جان لے

اشلوک نمبر۷

خوشی وغمی نفرت وخواہشات
تن و زندگی موت و پیدا ئیشات
خرد حافظہ اور ہر علم بھی
کہا مختصر خاصیت چھتر کی
یہی چھتر ہے یعنی جسمِ کثیف
مبرا ہے ان سب سے ذاتِ لطیف

اشلوک نمبر۸

نہ دینا فریب اور نہ کرنا برا
ہر اک حال میں نفس کو روکنا
طہارت سچائی اور بھی راستی
اداکاری خدمات استاد کی

اشلوک نمبر۹

حسوں کو نہ رغبت ہو لذّات کی
اور ہو ترک دل سے بھی ماو منی
اور بیماری پیری بقا و فنا
ان عیوب کو ہر گھڑی دیکھنا

اشلوک نمبر۱۰

بدل بے تعلق سا رہنا سدا
نہ پھنسنا زن و گھر پسر ہیں ذرا
میسر بھلا ہوئے یا ہو بُرا
مساوی سمجھنا ہے لازم سدا

اشلوک نمبر۱۱

به عشق حقیقی مرا ہی سدا — طلبگار ہونا بدل با صفا
اور خلوت میں جا کر کے بھی بیٹھنا — مجالس و مجمع سے رہنا جدا

اشلوک نمبر ۱۲

اور ثابت قدم رہنا با علم ذات — اور آگاہ ہوناز علم صفات
یہ تشریح بالکل ہی ہے گیان کی — خلاف اس کے جو ہے وہ اگیان کی

اشلوک نمبر ۱۳

جو ہے لائق جاننے کے تجھے — میں کہتا ہوں جو جاننے سے تجھے
میسر تجھے ہوگی ابدی حیات — سنو در حقیقت جو ہے پاک ذات

اشلوک نمبر ۱۴

جہاں میں سر اس کا ہے ہر ایک جا — به ہر جا منہ و ہاتھ اور آنکھ و پا
اور ہے کان بھی اس کا ہر جگہ پر — اور ہے سارے عالم میں معمور تر

اشلوک نمبر ۱۵

حواسوں کے فعلوں کو دیتا ہے نور — ولیکن وہ خود ہے حواسوں سے دور
ہے سب سے علیحدہ و سب میں ملا — ہے بسے وصف پر وصف کو پالتا

اشلوک نمبر ۱۶

سب عالم کے اندرون و بُروں — اور ہے متحرک اور ہے بھی سکوں
بہت ہے لطیف اور باریک تر — اسی سے نہیں جانا جاتا ہے پر
بہت سب سے ہے دور اور قرب تر — مگر وہ کسی کو نہ آتا نظر

اشلوک نمبر ۱۷

اگرچہ سب عالم میں ہے وہ ملا
ولیکن وہ رہتا ہے سب سے جدا
اسی کے ہی باعث سے سب کچھ ہوا
یہ ایجاد بھی اور بقا و فنا

اشلوک نمبر ۱۸

ہے نورانیوں میں سب اُس کا ہی نور
وہ تاریک ظلمات سے بس ہے دور
وہ سب میں ملا ہے اور سب سے جدا
یہی گیان و گیہ کا ہے ماجرا

اشلوک نمبر ۱۹

بیاں تجھ سے یہ مختصر میں کیا
گیان اور گیہ و بھی چھتر کا
سمجھ کر کے اس رمز و اسرار کو
مجھی کو ہی پائیں گے طالب ہوں جو

اشلوک نمبر ۲۰

سمجھ لو کہ یہ ہیں جو ذات و صفات
ہیں بے ابتدا دونوں اے نیک ذات
اور جسم و حواس اور حواسوں کا گُن
ظہور ان سبھوں کا ہے قدرت سے سُن

اشلوک نمبر ۲۱

ہیں معلول و علّت کے باعث صفات
سبب رنج و راحت کا ہے پاک ذات

اشلوک نمبر ۲۲

جو ہے پُرش پرکرت میں کر مقام
وہ پرکرت کے گن کو لیتا ہے تھام
گنوں کے تعلق کے باعث یہاں
بھلے یا برے میں ہے ہوتا عیاں

اشلوک نمبر ۲۳

جو وہ ذات اس جسم میں ہے مقیم
وہ شاہد ہے پروردگار و رحیم
وہ قادر ہے اور ہست مطلق بھی ہے
وہ ہے آفرینندہ اور حق بھی ہے

اشلوک نمبر ۲۴

جو اُس ذات کا رازیوں جان لے
اور پرکرت کے گن کو پہچان لے
تو سب حالتوں میں وہ رہنے پہ بھی
تولد وہ ہوتا نہیں پھر کبھی

اشلوک نمبر ۲۵

تصور سے ہیں دیکھتے کوئی یاں
خود اپنے ہی میں آتما کو عیاں
کوئی دیلکھتے ہیں بذریعہ گیاں
اور اشغال سے کوئی کوئی جواں

اشلوک نمبر ۲۶

جو ان سب طریقوں سے ہیں بیخبر
اور غیروں سے سن سن کے بھی وہ اگر
عبادت جو کرتے ہیں لیل و نہار
تو ہوتے ہیں اس بحر فانی سے پار

اشلوک نمبر ۲۷

اس عالم میں جو کچھ ہویدا ہوا
وہ ہیں ساکن و متحرک اسے فنا
یہ سب جسم اور جان کے میل سے
بلا ریب وشک ہیں تولد ہوئے

اشلوک نمبر ۲۸

جو اس ذات مطلق کو ہے دیکھتا
ہر اک شے میں یکساں و ہر ایک جا

فنا ہونے پر جملہ عالم کے بھی　　اسے دیکھتا ہے جو باقی کوئی
وہ ہے آدمیوں میں عاقل بشر　　اور ہے اہل بینش خجستہ نظر

اشلوک نمبر ۲۹

جو یکساں اسے دیکھتا ہے تمام　　ہے جس کا یقینی بہ ہر شے مقام
اور یکساں اسے دیکھ کر بالیقیں　　فنا سے بچا لیتا اپنے تئیں
وہ پاتا ہے بے شبہ بعدِ فنا　　غرض دولتِ مُکت ہے جو بقا

اشلوک نمبر ۳۰

جو ہے جانتا یہ بھی اے نیک ذات　　کہ فاعل ہر اک فعل کا ہے صفات
نہ دیگا ہے اپنے کو فاعل قرار　　تو روشن دل ہے وہ خجستہ شعار

اشلوک نمبر ۳۱

جو کثرت کو وحدت میں ہے دیکھتا　　اور اُس سے بھی کثرت کو ہے جانتا
تو اس وقت وہ صاحب ذی خیال　　بلاشبہہ ہوجاتا ہے بے زوال

اشلوک نمبر ۳۲

غرض ہے جو وہ ذات لا انتہا　　ہے وہ بے صفات اور بے ابتدا
تو اس واسطے جسم میں رہ کے بھی　　نہ ہوتا کوئی فعل اُس سے کبھی

اشلوک نمبر ۳۳

کہ جس طرح سے پُر ہے سب میں خلا　　مگر ہے لطافت کے باعث جدا

اسی طرح سب میں ہے پرآتما　　　و لیکن ملوث نہ ہوتا ذرا

اشلوک نمبر ۳۴

کہ جس طرح عالم میں نزدیک و دُور　　　ہے روشن تمام ایک از مہر نُور
ہر اک جسم کو آتما ویسا ہی　　　منور سدا کرتا ہے اے اخی

اشلوک نمبر ۳۵

نظر جس نے کی چشمِ عرفان کی　　　یہ تفریق عالم اور معلوم کی
رہا ہونے پرکرت سے کی سبیل　　　وہ ہوتا ہے مکت ہے وہ صاحب عقیل



چودھواں ادھیائے گیتا منظوم

اشلوک نمبر ۱

کہا کرشن جی نے اے ارجن سنو
میں کہتا ہوں مجھ سے اب اُس گیان کو
جو ہے سب گیانوں سے افضل گیان
میں کرتا ہوں پھر تجھ سے اس کا بیان
کہ منیوں نے بھی جس سے آگاہ ہو
پہنچتے ہیں وہ سب مرے دھام کو

اشلوک نمبر ۲

ہوا جس کو اس علم کا آسرا
بلاشبہ واصل وہ مجھ میں ہوا
بہ آغاز پیدائشاتِ جہاں
نہ ہوتا ہے پیدا کبھی وہ جواں
اور انجام میں حشر کے وقت بھی
اٹھاتا نہیں وہ اذیت کبھی

اشلوک نمبر ۳

مرا بطن پر کرت ہے جو بڑا
اسے بارور میں ہوں کرتا سدا
عیاں ہوتے ہیں اس سے کل مخلوقات
یہی مخفی ہے سرِّ پیدائشات

اشلوک نمبر ۴

جو اشکال ہوتے ہیں پیدا یہاں
وہ جن جن بطنوں سے اے نکتہ داں
ہے ماں ان کی پر کرت یعنی صفات
پدران کا میں ہی ہوں اے نیک ذات

﴿اشلوک نمبر ۵﴾

ہیں یہ تین گُن یعنی ست رج وتم
جو پیدا ہیں پرکرت سے ایک دم
جو اس جسم میں غیر فانی ہے ذات
اسے باندھ لیتے ہیں تینوں صفات

﴿اشلوک نمبر ۶﴾

ہے ان میں ستوگُن لطافت کا نور
جو ہے بے تعب رنج وغم سے ہے دُور
وہ اس جانِ مطلق کو ہر آن میں
مقید ہے کرتا سکھ و گیان میں

﴿اشلوک نمبر ۷﴾

یہ سن مجھ سے اے ارجن پہلوان
رجو گن کو حرص مجسم تو جان
اور ہوتی اسی سے ہیں پیدائشیں
تعلق وحرصوں کی سب صورتیں
تو ہونے سے فعلوں کی دل بستگی
یہ پابندیاں ہوتی ہیں جان کی

﴿اشلوک نمبر ۸﴾

تموگُن جہالت سے پیدا ہے جو
وہ ہے باندھتا صاحبِ جسم کو
پھنساتا ہے وہ خوابِ غفلت میں لا
کہ ہے کام اس کا سدا موہنا

﴿اشلوک نمبر ۹﴾

ستو گُن ہے آرام کو بخشتا
رجو گن ہے کرموں میں دیتا لگا
تموگن جو ہے عقل کو گھیر کر
بنا دیتا ہے غافل و بے خبر

﴿اشلوک نمبر ۱۰﴾

زمانہ ستوگن کا آتا ہے جب
یہ رج اور تم دونوں جاتے ہیں دب

رجوگن بھی اپنا اٹھاتا ہے سر
ستوگن تموگن کو مغلوب کر
ست و رج کے غلبے کو دیکر شکست
تموگن ہے ہوتا بہت چیرہ دست

اشلوک نمبر ۱۱

ہر اک دور میں اس جسم کے سر بسر
جب ہوگیان کی روشنی جلوہ گر
تو پس جاننا چاہیئے اے جواں
ترقی ستوگن کی ہے اس زماں

اشلوک نمبر ۱۲

طمع حرص و مصروف رہنا بہ کار
ہو خواہش ترقی کی بھی بار بار
رجوگن کے غلبے کا ہے یہ نشاں
اے ارجن اسے یاد رکھ ہر زماں

اشلوک نمبر ۱۳

غرض تیرگی عقل و بیہودگی
بہت خُفتنی غفلت وکاہلی
یہ سب ہی ترقی تموگن کی جان
بلاشُبہہ اے اشرفِ خاندان

اشلوک نمبر ۱۴

ستوگن کے غلبے کے وقت اے جواں
بشر کی جدا جسم سے گر ہو جاں
تو ہوتا ہے اس جا پہ اس کا قیام
جو ہے حق شناسی کا اعلیٰ مقام

اشلوک نمبر ۱۵

زمانہ میں رج کے جو ہوتا ہے ختم
تو لیتا ہے نیک آدمیوں میں جنم
تموگن کے غلبے میں اے خوش سیر
جو کرتا ہے ملکِ عدم سے سفر

وہ ہوتا ہے پیدا درختاں میں	پرندوں میں یا کوئی حیوان میں

اشلوک نمبر۱۶

جسے نیک اعمال کہتے ہیں سب	نتیجہ ستو گنُ کا ہے بے تعب
اور تکلیف ثمرہ رجوگنُ کا ہے	جہالت نتیجہ تموگن کا ہے

اشلوک نمبر۱۷

ستوگنُ سے ہوتا ہے پیدا گیان	رجوگن سے حرص و ہوالا بیان
تموگنُ سے سستی و آوارگی	جہالت وغفلت و بیہودگی

اشلوک نمبر۱۸

ستو گن جو ہیں رکھنے والے بشر	پہنچتے ہیں اس جا جو ہے اعلیٰ تر
رجوگن سے ہیں جو بشر آشنا	وہ جا کر کے رہتے ہیں اوسط کی جا
تموگنُ کے ہیں جو کہ خدمت گذار	وہ جاتے ہیں پستی ہی میں بار بار

اشلوک نمبر۱۹

جو ہے دیکھتا ان گنوں کے سوا	نہیں کوئی فاعل کسی فعل کا
اور یہ بھی یقیناً وہ ہے جانتا	کہ ہے ان گنوں سے جدا آتما
تو پس اے خردمندو اے ذی خیال	وہ کرتا ہے حاصل مرا ہی وصال

اشلوک نمبر۲۰

احاطہ سے ان سب گنوں کے اگر	جو آئے ہیں ہمراہ جسم بشر
کرے گرچہ انساں عبور ایک دم	تو از موت و پیری و رنج و الم

اور ہیں جتنے امراض و پیدائشات
سبھوں سے رہا ہو کے پائے نجات

اشلوک نمبر ۲۱

کہا ارجن اے کرشن جی دو بتا
ہوئے ہیں جو ان سب گنوں سے جدا
چلن ان کا کیا ہے اور پہچان کیا
اور کس طرح ہوتے ہیں ان سے رہا

اشلوک نمبر ۲۲

کہا کرشن اے ارجنِ نکتہ داں
جو ہو گیان یا شوق کارِ جہاں
یا غفلت یا جو کچھ کہ ہووے نزول
تو ان سب سے مطلق نہ ہووے ملول
اور جو کچھ کہ جاتا رہے ہاتھ سے
تمنا نہ اس کی کبھی کچھ کرے

اشلوک نمبر ۲۳

محض بے تعلق سا بیٹھا رہے
اور حرکت گنوں کی وہ آنے نہ دے
اور سمجھے کہ یہ سب ہیں کارِ صفات
سمجھ کر کے اس کو وہ اے نیک ذات
دل و جان پر اپنے کر اختیار
نہ ہو متجاوز رہے باقرار

اشلوک نمبر ۲۴

برابر ہی سکھ اور دکھ جان کر
قیام اپنے میں آپ رکھے بشر
مساوی زرد و سنگ و آہن کو جان
نہ گھبرائے مطلق رکھے اطمینان
عدو دوست و ہجو و تعریف کو
مساوی سمجھتا رہے شاد ہو

اشلوک نمبر ۲۵

جسے عزتی اور بے عزتی
اور بھی دشمنی اور بھی دوستی

برابر ہوں اور وہ سب افعال سے — ہے آزاد گرچہ تو یہ جان لے
کہ بے شک وہی عاقل و پارسا — صفاتی تعلق سے ہے وہ جدا

﴿اشلوك نمبر۲٦﴾

مری بھگتی سچے عقیدت سے ہو — ادا گر کرے جس میں شرکت نہ ہو
تو ان سب گنوں سے بھی ہوکر جدا — وہ ہے لایقِ وصل پد برہمہ کا

﴿اشلوك نمبر۲۷﴾

یہ سن برہمہ کی میں ہوں جاے قیام — جو ہے بے زوال اور رہے گا مدام
اور ہے مخزنِ راستی و سرور — ہے آرام خالص و نوروں کا نور



پندرہواں ادھیائے گیتا منظوم

﴿اشلوک نمبر ۱﴾

یہ سن مجھ سے ارجن نیک بخت — کہ کہتے ہیں بے زوال ایک درخت
جڑ اوپر ہے اور نیچے ہیں ڈالیاں — اور ہیں بید کی منتر سب پتیاں
ہوا جو کہ اس رمز سے باخبر — جہاں میں وہی بید داں ہے بشر

﴿اشلوک نمبر ۲﴾

ہیں پھیلی ہوئی اس کی سب ڈالیاں — ہر اک زیر و بالا بہ گرد جہاں
یہ شاخیں جو ہیں سب ہیں اس کی صفات — ہوئے ہیں نمودار از پاک ذات
کہ یعنی جو جڑ ہے وہ ہے پاک ذات — جو ہیں ڈالیاں سب ہیں اس کی صفات

﴿اشلوک نمبر ۳﴾

نہیں آتی صورت نظر اس کی یاں — ہے گھر اس کا اوّل و آخر نہاں
بہت ہی ہے مضبوط بیخِ شجر — بہ شمشیر تجرید اسے کاٹ کر

﴿اشلوک نمبر ۴﴾

پھر ہے سب کو لازم تلاشِ مقام — نہ ہے واپس آنے کا جس جا سے کام
اور اُس ذات کو پانا ہی چاہیئے — دو عالم کے مالک ہیں کہتے جسے

﴿اشلوک نمبر ۵﴾

جو ہیں کبر و جہل و تعلق کے پار — وہی مرد پاتے ہیں جا پائدار
جن عارف کو کچھ بھی نہیں خواہشات — ہیں اضداد سے دکھ و سکھ کے نجات

اشلوک نمبر۶

نہ ہوتا درخشاں جہاں آفتاب — نہ آتش ہو روشن نہ ہو ماہتاب
جہاں جا کے پھر یاں پہ آتا نہیں — وہی میرا مسکن ہے اے اہل دیں

اشلوک نمبر۷

جزو سے مرے جیو ہیں جو قدیم — وہی آتے جاتے ہیں اور ہیں مقیم
حواس اور دل ہیں جو پرکرت سے — بزور اپنے جانب ہیں وہ کھینچتے

اشلوک نمبر۸

اے ارجن یہ جب جیو کر کے نزول — اور عالم میں تن کو ہے کرتا قبول
تو ساتھ اپنے لے جاتا ہے بالضرور — حواس اور دل کو بھی اے ذی شعور
کہ جس طرح پھولوں سے خوشبو ہوا — ہے ساتھ اپنے لے کر کے جاتا چلا

اشلوک نمبر۹

زباں چشم و گوش اور جلدِ بدن — علاوہ ازیں بینی وذریعہ سن
اٹھاتا ہے یہ جیو لذّت سبھی — ہے دستور اس جیو کا بھی یہی

اشلوک نمبر۱۰

نہیں دیکھتے اس کو ناداں کبھی — بہ ہنگام مردن کہ در زندگی

پر ہیں دیکھتے عارف بے نوا　　کہ ہے ان گنوں سے جو گھیرا ہوا

﴿اشلوک نمبر ۱۱﴾

وہ ہیں دیکھتے جو ہیں شاغل قدیم　　سدا اپنے ہی اندر اس کو مقیم
جو غافل ہیں کرنے پہ کوشش کے بھی　　نہیں دیکھتے اس کو مطلق کبھی

﴿اشلوک نمبر ۱۲﴾

جو اس مہر پر نور میں نور ہے　　جہاں روشنی سے جو معمور ہے
ہے آتش و مہتاب میں نور جو　　ہے میرا ہی وہ نور اسے خوش نکو

﴿اشلوک نمبر ۱۳﴾

زمیں کے میں پردہ میں گھس کر تمام　　اٹھاتا ہوں سب کو بہ قوم مدام
اور بھی چاند کی شکل آبی بنا　　نباتات کو پالتا ہوں سدا

﴿اشلوک نمبر ۱۴﴾

حرارت عزیزی ہی بن کر کے میں　　اور جاندار کے تن میں رہ کر کے میں
بہ ترکیب دم آمد و شد کے آ　　پچاتا ہوں چاروں طرف کی غذا

﴿اشلوک نمبر ۱۵﴾

میں ہی سب کے دل میں ہوں رہتا مقیم　　اور میں ہی ہوں سب ہی کا مخزن قدیم
غرض علم اور سہو اور حافظا　　ہے میرے ہی سے ان سبھوں کی بنا
میں ہی جاننے کا سزاوار ہوں　　کہ بیدوں کا بھی میں ہی کرتا رہوں

مصنف بھی ہوں علم توحید کا   اورعالم بھی بیدوں کا ہوں باصفا

﴿اشلوک نمبر ۱۶﴾

ہے ہستی وبدوقسم درکائنات   یکے فانی اوردیگرے باقی ذات

جومخلوق ہے وہ ہے فانی پذیر   اورقائم جو ہے وہ ہے باقی قدیر

﴿اشلوک نمبر ۱۷﴾

جو ہے ذات برتر وہ سب میں بھرا   وہ ان دونوں پرشوں سے بھی ہے جدا

وہ ہستی سجت ہے اور ہے لازوال   ہے اس کا جزو جیو بھی لایزال

﴿اشلوک نمبر ۱۸﴾

منزہ ہوں میں چونکہ فانی سے بھی   اور برتر ہوں میں ذات باقی سے بھی

اسی واسطے بید اور لوگ عام   مرا بے نشاں ذات رکھتے ہیں نام

﴿اشلوک نمبر ۱۹﴾

جو ایسا مجھے جانتا ہے بشر   وہ ہے صاحب علم اور باخبر

وہی ہے ہمہ دان اے نامور   ہے کرتا عبادت جوآٹھوں پہر

﴿اشلوک نمبر ۲۰﴾

یہ رکھ یاد اسے ارجن بے گناہ   ہمیشہ شب و روزشام و پگاہ

یہ ہے شاستر کا وہ سرِّ نہاں   کیا ہے جو میں تم پہ اس دم عیاں

خردمند جواس کو ہے جانتا   جو ہے کرم کرنے کوسب کرچکا

☆☆☆



سولھواں ادھیائے گیتا منظوم

اشلوک نمبر ۱

کہا کرشن جی نے کہ اے مرد دیں — رکھ اس بات کو یاد تو بالیقیں
طریقہ گیان اور بھی اے مُنی — اور خیرات دینا صفائی ولی
اور کرنا ریاضت و تحصیل علم — اور بھی جگ اور صلح کل اور ملم
حواسوں کو بھی ضبط کرنا سدا — اور رہنا سدا سیدھا پن بے ریا

اشلوک نمبر ۲

سچائی تحمل سخاوت تمام — قناعت بھی اور بے غضب رحم عام
بخاطر جمعیت وسنجیدگی — حیا عیب پوشی بباطن دلی

اشلوک نمبر ۳

اور بھی عفو اور بے نفاقی کمال — طہارت اور بے نفسی اور بھی جلال
اے ارجن یہ ملکی ہے خلقت کا وصف — کہ یعنی بشر نیک طینت کا وصف

اشلوک نمبر ۴

جہالت فریب اور مکاریاں — غرور وخودی اور پنداریاں

اور فخر اور غصہ بھی اور غفلتیں اے ارجن یہ اسروں کی ہیں خصلتیں

اشلوک نمبر ۵

ہے ملکی صفت باعثِ مخلصی اور اُسری طبیعت ہے پابند کی
اے ارجب نہ کرفکر رہ چین سے کہ سیرت ہے ملکوتی حاصل تجھے

اشلوک نمبر ٦

ہے خلقت زمانے میں دوطرح کی ہے اک آئسری اور اک ہے سُری
اے ارجن فرشتہ صفت لوگ کا مفصل بیاں تجھ سے میں کرچکا
سنو اب تم ان لوگوں کا بھی بیاں جو رکھتے ہیں شیطانی سیرت یہاں

اشلوک نمبر ۷

جو شیطاں صفت ہیں نہیں جانتے نہ کرنا ہے کیا کرنا کیا چاہیئے
نہیں ہوتی ان میں طہارت کبھی نہیں نیک چلنی نہیں راستی

اشلوک نمبر ۸

وہ کہتے ہیں باطل ہے یہ جو جہاں نہیں اس کا خالق کوئی بے گماں
باتصال ذرّوں کے در کائنات سدا ہوتی رہتی ہیں پیدائشات

اشلوک نمبر ۹

کیئے رائے قائم جو اس طرح پر ہیں نافہم وہ تیرہ باطن بشر
بلاشک وہ ہیں دشمنان جہاں ہلاکت کے باعث ہوئے ہیں عیاں

اشلوک نمبر ۱۰

یہ اغراض دنیا کی تا زندگی کسی نے نہ کی جس کو پوری کبھی
اسی پروہ کرتے ہیں تکیہ مدام اور لیتے ہیں کبر اور مستی سے کام

اشلوک نمبر ۱۱

یہ ہے جان کے ساتھ فکر ان کی جو نہ پہونچیں گے تا حشر انجام کو
پھنستے رہتے ہیں حرص میں دن ورات ہیں کہتے جو کچھ ہے یہی کائنات

اشلوک نمبر ۱۲

ہزاروں تمنّا میں رہ کر بندھے اور حرص وغضب میں بھی لپٹے ہوئے
اور نفسانی لذّات کے واسطے جمع کرتے ہیں مال بس ظلم سے

اشلوک نمبر ۱۳

اور کہتے ہیں یہ مدعا اب ملا یہ ارماں بھی حاصل ہی ہوجائیگا
اور ہے اس قدر دولت و گنج وزر بڑھے گا پھر اور اس قدر بے خطر

اشلوک نمبر ۱۴

کیا اس عدو کو میں قتل آج یاں کروں گا بھی باقی کو قتل آج وہاں
اٹھاتا ہوں میں لذّتِ خوش گوار میں حاکم ہوں صاحب ہوں ذی اقتدار

اشلوک نمبر ۱۵

تونگر ہوں اور افضلِ خاندان نہیں کوئی ہمسر مرا درجہاں
کروں گا میں خوش ہو کے جگ دونگا دان جو جاہل ہیں کرتے اسی طرح بیان

اشلوک نمبر ۱۶

جو خاطر میں اٹھتے ہیں بیحد خیال — پڑا منہ پر ہے ان کی غفلت کا جال
بہ لذّات نفسانی ہیں بس پھنسے — وہ ناپاک دوزخ ہی میں جائیں گے

اشلوک نمبر ۱۷

ہیں اپنی نظر میں یہ سب سے بڑے — غرور ان کو ہے دولتوں کی بڑے
ادا کرتے ہیں جگ براہِ ریا — اسی طرح اے ارجنِ با وفا

اشلوک نمبر ۱۸

میں ان دشمنوں سرکشوں کو سدا — اس عالم میں بس جلد کر کے فنا
انھیں لطفوں میں ان کو میں ڈالتا — ہیں شیطاں و ناپاک سر تا بپا

اشلوک نمبر ۱۹

ہے ان میں خودی اور ہوا و غرور — غضب اور خواہش کے بند میں چور
ہے ان میں اور آوس میں مرا مقام — ہیں وہ دشمنی میں ہے رہتے تمام

اشلوک نمبر ۲۰

یہ جاہل بہ شیطانی نسل آن کر — غرض جنم کے بعد بھی جنم پر
پہنچتے نہیں مجھ تلک وہ کبھی — وہ جاتے ہیں دوزخ میں یا نیچے ہی

اشلوک نمبر ۲۱

دریں تین دوزخ کے ہیں پر تعب — طمع اور خواہش ہے اور ہے غضب

جنھوں سے بشر پر ہے آتا زوال　　تو اس واسطے سے ستودہ خصال
کرے ترک تینوں کو اک بارگی　　اگر چاہے دوزخ سے بچنا کوئی

﴿اشلوک نمبر ۲۲﴾

جو دروازے ہیں تین ظلمات کے　　اگر ان سے بچنے کی کوشش کرے
تو اے ارجن ہوکر کے ان سے رہا　　میسر اُسے ہو بڑا مرتبا

﴿اشلوک نمبر ۲۳﴾

چلے چھوڑ کر شاستر کی جو راہ　　کرے کام گر اپنے ہی حسب خواہ
تو راحت نہ ملتی نہ درجہ کمال　　نہ ملتی اسے مکتی اے ذی خیال

﴿اشلوک نمبر ۲۴﴾

تو بس شاستر کے تم احکام پر　　اور امرونہی سب کے سب جان کر
کرو شاستر کے مطابق عمل　　کہ ہے جوسزاوار اور بے خلل



سترہواں ادھیائے گیتا منظوم

اشلوک نمبر ۱

کیا کرشن سے ارجنِ ذی خیال
بہ طرز ادب اس طرح کا سوال
یہ بتلایئے اب مجھے صاف صاف
کہ گم حکم سے شاستر کے خلاف
جو کرتے ہیں جگ کو بدل اعتقاد
عقیدہ ہے کیا ان کا اے خوش نہاد
کہ ہے ساتکی یا کہ ہے راجسی
کہ کیا ان گنوں میں سے ہے تامسی

اشلوک نمبر ۲

کہا کرشن نے صاحبِ جسم کو
عقاید جو طبعی ہیں وہ بھی سنو
عقاید بھی ہیں تین اقسام کے
بتاتا ہوں وہ سب میں اس دم تجھے
یکے ساتکی دوسرے راجسی
علاوہ ہے اس کے وہ ہے تامسی

اشلوک نمبر ۳

عقیدہ ہے ہوتا طبیعت کی سا
علیحدہ علیحدہ ہر انسان کا
ہے انسان عقیدت کا پتلا بنا
ہے جیسا عقیدہ وہ ویسا ہوا

اشلوک نمبر ۴

ستو گنؔ ہے جس میں وہ دیوتاؤں کی
اور چھ راچھسوں کی جو ہیں راجسی
اور بھوتوں کو جن میں ہے گن تامسی
عبادت بھی کرتے ہیں اور بندگی

اشلوک نمبر ۵

جو کرتے ہیں تپ سخت ایسی سدا   نہ دیکھا کبھی شاستر میں لکھا
وہ پھنس کر بدامِ خودی و ریا   اور آکر بس میں بہ حرص و ہوا

اشلوک نمبر ۶

جو بے حس عناصر ہیں اور بھی مجھے   ہمیشہ جو اندر ہیں ان کے بسے
ہیں دیتے اذیت عبث سخت   صفات ان میں ہیں تامسی جلوہ گر

اشلوک نمبر ۷

غذا اور بھی جگ و تپ اوردان   یہ ہیں تین ہی تین قسم ان کو جان
ہراک کی جداگانہ ہوتی ہے چاہ   یہ تفصیل سُن اُن کی اے بے گناہ

اشلوک نمبر ۸

غرض طاقت و فرحت عافیت   اور خوش ذائقہ عالی ہمّت صحت
اور عمر اور قوت کو جودیں بڑھا   پیاری ہے ساتک کو ایسی غذا

اشلوک نمبر ۹

ہیں راجس بشر کو پیارا طعام   مرض اور دکھ کا جو گھر ہے تمام
بہت تلخ و نمکین و گرم اور بھی   بہت ترش اور خشک اور چرپڑی

اشلوک نمبر ۱۰

جو پہروں کی پکّی ہوئی ہیں غذا   گیا ہو بدل جن کا اک دم مزا
اور باسی و پس خوردہ نا خوردنی   ہیں مرغوب ان کو جو ہیں تامسی

﴿اشلوک نمبر ۱۱﴾

سمجھ کر کے فرض اور با قاعدا تمنائے پھل دل سے کر کے جدا
جو کرتے ہیں جگ کو بصد خرمی تو وہ جگ بلا شبہہ ہے ساتکی

﴿اشلوک نمبر ۱۲﴾

وہ ہے راجسی جگ اے بے بدل جو کرتے ہیں انساں بہ امید پھل
بظاہر پئے نیک نامی مدام اسی طرح کے ہوتے ہیں جگ تمام

﴿اشلوک نمبر ۱۳﴾

وہ ہے تامسی جگ جو بے قاعدا بلا منتر و بے دان و بے و چھنا
بغیر عقیدت جہاں میں بشر ادا کرتے ہیں جگ اسی طرح پر

﴿اشلوک نمبر ۱۴﴾

گروُ برہمن عالم و د ویوتا جو ہے خدمتیں ان کی کرتا ادا
طہارت د پابند نیکو خصال اور علم الٰہی کا رکھنا خیال
ستانا کسی کو نہ مقدور بھر یہ ہے زُہد جسمانی اے باخبر

﴿اشلوک نمبر ۱۵﴾

جو ہو راست اور ہو مفید الکلام اور شیریں ہو کہنا وہی سب تمام
اور بیدوں کا پڑھنا سدا ہر زماں ریاضت زباں کی ہے اے نکتہ داں

اشلوک نمبر ۱۶

سدا خوش دل و بااطمینان اور خوش خلق کرنا بدل شادمان
اور کرنا بدل آتما کا خیال اور رہنا بھی باصاف دل بال بال
اور کرنا حواسوں کو مغلوب تر یہ دل کی ریاضت ہے اے خوش سیر

اشلوک نمبر ۱۷

اور پوری عقیدت سے اس طور پر ریاضت یہ تینوں طرح کی اگر
جو کرتا ہے بے خواہش پھل کوئی تو بے شُبہ و زہد ہے ساتکی

اشلوک نمبر ۱۸

ریاضت جو ہو فائدہ کے لئے براہِ فریب اور بھی مکر ہے
پئے عزو جاہ و پئے افتخار تو وہ راجسی تپ ہے اسے نامدار

اشلوک نمبر ۱۹

وہ ہے تامسی زہد ہُٹھ کرکے جو اُٹھا کر بہت محنت و رنج کو
اور از راہِ بربادی دیگراں جہالت سے کرتے ہیں تپ کو یہاں

اشلوک نمبر ۲۰

جو خیرات دے مستحق شخص کو ہو بے واسطہ اور غرض کچھ نہ ہو
بوقتِ سعید اور بھی نیک جا سمجھ کر کے فرض اور بھی بے جزا
تو اس دان کو گیان و جتی ہیں کہتے ہیں کہ یہ دان ہے ساتکی

اشلوک نمبر ۱۱

سمجھ کر کے فرض اور با قاعدا　　تمنائے پھل دل سے کر کے جدا
جوکرتے ہیں جگ کو بصد خرّمی　　تو وہ جگ بلا شبہہ ہے ساتکی

اشلوک نمبر ۱۲

وہ ہے راجسی جگّ اے بے بدل　　جو کرتے ہیں انساں بہ امید پھل
بظاہر پئے نیک نامی مدام　　اسی طرح کے ہوتے ہیں جگ تمام

اشلوک نمبر ۱۳

وہ ہے تامسی جگ جو بے قاعدا　　بلا منتر و بے دان و بے و چھنا
بغیر عقیدت جہاں میں بشر　　ادا کرتے ہیں جگ اسی طرح پر

اشلوک نمبر ۱۴

گرو برہمن عالم و دیوتا　　جو ہے خدمتیں ان کی کرتا ادا
طہارت و پابند نیکو خصال　　اور علم الٰہی کا رکھنا خیال
ستانا کسی کو نہ مقدور بھر　　یہ ہے زُہد جسمانی اے باخبر

اشلوک نمبر ۱۵

جو ہو راست اور ہو مفید الکلام　　اور شیریں ہو کہنا وہی سب تمام
اور بیدوں کا پڑھنا سدا ہرزماں　　ریاضت زباں کی ہے اے نکتہ داں

﴿اشلوک نمبر ۱۶﴾

سدا خوش دل و با اطمینان — اور خوش خلق کرنا بدل شادمان
اور کرنا بدل آتما کا خیال — اور رہنا بھی باصاف دل بال بال
اور کرنا حواسوں کو مغلوب تر — یہ دل کی ریاضت ہے اے خوش سیر

﴿اشلوک نمبر ۱۷﴾

اور پوری عقیدت سے اس طور پر — ریاضت یہ تینوں طرح کی اگر
جو کرتا ہے بے خواہش پھل کوئی — تو بے شُبہ و زہد ہے ساتکی

﴿اشلوک نمبر ۱۸﴾

ریاضت جو ہو فائدہ کے لئے — براہِ فریب اور بھی مکر ہے
پئے عزو جاہ و پئے افتخار — تو وہ راجسی تپ ہے اسے نامدار

﴿اشلوک نمبر ۱۹﴾

وہ ہے تامسی زہد ہُٹھ کر کے جو — اُٹھا کر بہت محنت و رنج کو
اور از راہِ بربادی دیگراں — جہالت سے کرتے ہیں تپ کو یہاں

﴿اشلوک نمبر ۲۰﴾

جو خیرات دے مستحق شخص کو — ہو بے واسطہ اور غرض کچھ نہ ہو
بوقتِ سعید اور بھی نیک جا — سمجھ کر کے فرض اور بھی بے جزا
تو اس دان کو گیان و جتی — ہیں کہتے ہیں کہ یہ دان ہے ساتکی

﴿اشلوک نمبر ۲۱﴾

اسی دان کو راجسی دان جان — کہ دل میں جو بدلہ کے ہووے دھیان
بہ حالِ بہ ناچاری امید پر — اور ہو بعد دینے کے افسوس تر

﴿اشلوک نمبر ۲۲﴾

اسی تامسی دان کی ہے عیاں — جو بے مستحق کو ہیں دیتے یہاں
بہ ذلّت و خواری و بے خاطری — بہ ناپاکی حالت بدل ظاہری

﴿اشلوک نمبر ۲۳﴾

اے ارجن جو ہے اوم تت ست کلام — یہی برہمہ کے تینوں اصلی ہیں نام
انھیں سے بنے ہیں بہ روز اوّلیں — برہمن و بید اور جگ بالیقیں

﴿اشلوک نمبر ۲۴﴾

تو اس واسطے عارفان جہاں — وہ اس اوم کو پڑھ کے بادشاہاں
بموجب ہدایات بیدیں مدام — ہیں کرتے جگ وتپ و خیرات عام

﴿اشلوک نمبر ۲۵﴾

جہاں میں جو ہیں طالبانِ نجات — یہ تت لفظ کو پڑھ کے اے نیک ذات
بلاخواہش پھل جگ و تپ ودان — ہیں کرتے ہر اک کرم کو بے گمان

﴿اشلوک نمبر ۲۶﴾

اور سچی ارادت میں ست کو مدام — اور بھی نیک عقیدت میں خاص و عام

اور بھی نیک کاموں میں ست لفظ کو   پڑھا کرتے ہیں اے یلِ ناجو

﴿اشلوک نمبر ۲۷﴾

جگ و دان اور تپ میں ہوتا قیام   عمل میں سعی ان کی کرنا مدام
کہا جاتا ہے لفظ ست کو سدا   اسے بھی تو رکھ یاد اے خوش لقا

﴿اشلوک نمبر ۲۸﴾

یہ ہیں ایسے جگ اور تپ اور داں   جو ہوں بے عقیدت تو اے پہلواں
است اس کو کہتے ہیں سب ہی یہاں   نہ پھل اس کا ملتا ہے یاں اور نہ واں



اٹھارہواں ادھیائے گیتا منظوم

﴿اشلوک نمبر ۱﴾

کہا کرشن سے ارجن نیک فال کہ اے خالق نور مطلق اور بے زوال
کہ سنیاس اور تیاگ کی ماہیت ہے کیا اس کو اے صاحبِ معرفت
جدا گانہ ہوں جاننا چاہتا براہ کرم مجھ کو دیجئے بتا

﴿اشلوک نمبر ۲﴾

کہاں یوں شری کرشن عالی صفات یہ سن مجھ سے اے ارجن نیک ذات
بدل ترک کر دینا کرم سکام رکھا عاقلوں سے ہے سنیاس نام
نتیجہ سب افعال کا چھوڑنا ہے ترک اس کو دانا یوں نے کہا

﴿اشلوک نمبر ۳﴾

کہا بعض نے کرم بے اشتباہ ہے بس واجب الترک مثلِ گناہ
اور بھی بعض لوگوں نے یوں ہے کہا جگ و دان وتپ کو ہے کرنا روا

﴿اشلوک نمبر ۴﴾

یہ سن اے بھرت افضلِ خانداں حقیقت میں ہے تیاگ کیا اے جواں
اور اس امر میں ہے مری رائے کیا اور ہے تیاگ بھی تین ہی قسم کا

﴿اشلوک نمبر ۵﴾

نہیں چھوڑنا جگ و تپ اور دان　　ہیں کرنے ہی کے لایق اور یہ بھی جان
کہ یہ ایسے ہیں کرم جگ تپ و دان　　دل انساں کا ہوتا ہے صاف اے جوان

﴿اشلوک نمبر ٦﴾

ان افعال کو بھی جو انساں کرے　　رہے بے تعلق و پھل چھوڑ دے
ہے جن سب میں میرا عقیدہ بڑا　　اگر تو جو سمجھے تو ہے یہ بھلا

﴿اشلوک نمبر ۷﴾

ہے واجب نہیں کرم کا چھوڑنا　　کہ یہ حکم ہے شاستر میں لکھا
جہالت و پندار سے بھی کوئی　　اگر چھوڑ دیوے تو ہے تامسی

﴿اشلوک نمبر ۸﴾

جو تکلیف جسمی ہی کے خوف سے　　سمجھ کر کے دکھ کرم کو چھوڑ دے
تو اس تیاگ کو کہتے ہیں راجسی　　نہیں ملتا ہے تیاگ کا پھل کبھی

﴿اشلوک نمبر ۹﴾

ضروری ہے یہ کام کرنا مجھے　　جو کرم اس تصور سے کرتا رہے
طلب ثمرہ اور بھی خودی فاعلی　　اگر ایک دم ترک کر دے کوئی
تو وہ تیاگ ہے ساتکی عقل کا　　اے ارجن نہ ہو اس سے غافل ذرا

﴿اشلوک نمبر ۱۰﴾

جو عاقل تیاگی اور اہل یقیں   بھرے ہیں ستوگن سے اے مرد دیں
نہیں سکھ کے کاموں سے رغبت انھیں   نہ ہے دکھ کے فعلوں سے نفرت انھیں

﴿اشلوک نمبر ۱۱﴾

اس عالم میں ہیں صاحبِ جسم جو   نہیں ترک کرسکتے ہیں کرم کو
جو ہیں تارکِ کرم پھل بے گماں   ہیں پکّے وہی مرد تیاگی یہاں

﴿اشلوک نمبر ۱۲﴾

ہیں مخلوط اور بھی برے اور بھلے   یہ تینوں طرح کے ہیں پھل کرم کے
جو تیاگی نہیں یاں وہ پاتے ہیں واں   اور ہرگز نہیں صاحبِ عارفاں

﴿اشلوک نمبر ۱۳﴾

بیاں باعثِ کرم کرتا ہوں میں   اے ارجن یہی پانچ اسباب ہیں
کہ جو سانکھ و بیدانت نے ہیں کہے   مناسب ہے یہ یادرکھنا تجھے

﴿اشلوک نمبر ۱۴﴾

طرح طرح کے سارے حرکات ہیں   اور ظرف اور فاعل وآلات ہیں
پھر ان میں ملایک کے امداد بھی   اے ارجن ہیں باعث یہی پانچ ہی

﴿اشلوک نمبر ۱۵﴾

بشر جو جو کرتا ہے کرم اے جواں   وہ سب جسم سے دل سے اور از زباں

بھلااس سے سرزد ہویاہوبرا　　یہی پانچ اسباب ہیں کرم کا

اشلوک نمبر ۱۶

تو پس ایسی صورت میں نافہم جو　　سمجھتا ہے فاعل جواس ذات کو
خرد سے ہے بالکل وہ ناآشنا　　جہالت کی آنکھوں سے ہے دیکھنا

اشلوک نمبر ۱۷

نہیں جس کو ہے دعویٰ فاعلی　　ملوث سے ہے عقل جس کی روکی
کرے قتل گر وہ سب عالم کوبھی　　تو ہوتا ہے قاتل نہ پابند ہی

اشلوک نمبر ۱۸

چلم اور معلوم وعالم کوجان　　محرک یہ ہیں تین عمل ان کومان
یہی تین مصدر ہیں افعال کے　　ہیں جوفعل ومفعول وفاعل بنے

اشلوک نمبر ۱۹

کہ یہ جو ہیں فعل اور فاعل وگیان　　بہ تفریق صفتوں کے سہ قسم جان
اور جس طرح پر سانکھ نے ہے کہا　　سنو اس کی بھی کیفیت دل لگا

اشلوک نمبر ۲۰

سب عالم میں ہے دیکھتاجوبشر　　اسی بے زوال ایک کو جلوہ گر
جداگانہ اقسام عالم میں بھی　　جویکساں اسے دیکھتا ہے کوئی
نظرآتا ہے غیر تقسیم بھی　　تو حاصل اُسے گیان ہے ساتکی

﴿اشلوک نمبر ۲۱﴾

جو اس ذات یکتا کو اے با صفا　　جداگانہ کثرت میں اور جا بہ جا
علیحدہ علیحدہ جو ہے دیکھتا　　تو اس گیان کو راجسی جانتا

﴿اشلوک نمبر ۲۲﴾

غرض کوئی شے جو کہ محدود ہو　　محیط عالم اس کو سمجھ کر کے جو
لگاتا ہے بے فائدہ اس پہ جی　　کہ اس گیان کو کہتے ہیں تامسی

﴿اشلوک نمبر ۲۳﴾

فرائض بلا دشمنی دوستی　　اور بے نخوت و بے غضب بیخودی
اور بھی بے تمنائے پھل کو کرے　　تو کہتے ہیں سب کرم اعلیٰ اسے

﴿اشلوک نمبر ۲۴﴾

اور جو کرم و بامطلب و باخودی　　نہایت ہی تکلیف اٹھا کر کوئی
جہالت سے اپنے جو کرتا ہے بھی　　تو اس کرم کو کہتے ہیں راجسی

﴿اشلوک نمبر ۲۵﴾

اسی کرم کو تامسی ہیں کہے　　ہیں جہل اور پندار جس میں بھرے
اور پابند ہوآپ ہی بعدازاں　　اور ہو دوسرے کو جو ایذا رساں

﴿اشلوک نمبر ۲۶﴾

وہی سانکی کا ہے فاعل بشر　　نہیں جس میں مطلق خودی کا اثر

اور ہو بے تعلق بلند حوصلا — نہ ہو خواہش پھل جو دل میں ذرا
برابر ہی سمجھے ثواب وعذاب — اور یکساں ہو کام اور ناکامیاب

﴿اشلوک نمبر ۲۷﴾

وہی ہے بشر فاعل تامسی — طمع میں جو پابند ہے ہر گھڑی
تمنائے پھل جس کو رہتا سدا — خوشی اور غم میں جو ہے مبتلا

﴿اشلوک نمبر ۲۸﴾

وہی ہے بشر فاعل تامسی — جو ہو موذی اور کینہ ور کاہلی
فریبی وضدی توہّم بھرا — ہو بے چین شبہات میں ہو پڑا
اور لذات کا بھی ہو طالب سدا — تاسف و پابند میں ہو لگا

﴿اشلوک نمبر ۲۹﴾

اب عقل اور ملکہ کے درجے سنو — موافق گنوں کے ہیں ۳ قسم جو
بہ تفصیل کرتا ہوں اس کا بیاں — علیحدہ علیحدہ میں اسے پہلواں

﴿اشلوک نمبر ۳۰﴾

کہ جو عقل پابند و آزادگی — اور بھی خوف و بے خوفی امرونہی
اور قید اورنجات اور نیکی بدی — سمجھتا ہے جو ہے وہی سانکی

﴿اشلوک نمبر ۳۱﴾

اور جس عقل سے دھرم اور بھی ادھرم — اور کرنی اور نا کردنی ہے جو کرم
اور خوف اور بے خوفی امرو نہی — غلط سمجھے جاویں تو ہے راجسی

﴿اشلوک نمبر ۳۲﴾

ہے وہ تامسی عقل جس میں بشیر ہیں لپٹے ہوئے اصل سے بیخبر
اور ہیں دھرم کو وہ ادھرم جانتے اور سچ کو بھی ہیں جھوٹ ہی مانتے

﴿اشلوک نمبر ۳۳﴾

وہی قوتِ ملکہ ہے ساتکی جو قائم رہے جوگ میں ہر گھڑی
اور روکے رہے دل کے حرکات کو حواس اور پرانوں کے خطرات کو

﴿اشلوک نمبر ۳۴﴾

وہی قوتِ ملکہ ہے راجسی ہو جس میں تمنائے پھل کرم کی
کرے دھرم یا کرم اس طرح کا کہ جس میں ہو خواہش کا پُتلا بنا

﴿اشلوک نمبر ۳۵﴾

اور وہ قوتِ ملکہ ہے تامسی جس انسان سے حسرت وخوف وغمی
غرور اور تند اور بھی کاہلی چھڑانے سے جس کے نہیں چھوٹتی

﴿اشلوک نمبر ۳۶﴾

اور راحت جو ہیں تین اقسام کے اے ارجن سُنو اس کو بھی دل کو دے
جو لگتا ہے دل اس میں جس کا سدا تو ہوتا ہے تکلیف کا خاتما

﴿اشلوک نمبر ۳۷﴾

جو ہو زہر سا پھلے اے نیک ذات اور پیچھے ہو مانند آبِ حیات

اسی سکھ کو سب کہتے ہیں ساتکی　　دل و عقل کو دینے والی خوشی

اشلوک نمبر ۳۸

اسی سکھ کو ہیں راجسی مانتے　　حواس اور لذّت کے جو میل سے
بہ آغاز امرت ساہو خوش گوار　　اور ہو زہر کی طرح انجام کار

اشلوک نمبر ۳۹

جو آرام اوّل و انجام کار　　بشر کو یہ غفلت رکھے بے شمار
اوراز تند وازستی وکاہلی　　اور دل کے خیالات سے ہو خوشی
تو اس سکھ کو تو تامسی سکھ ہی جان　　اے ارجن بہ لاریب وشک اسکو مان

اشلوک نمبر ۴۰

کوئی بھی نہیں ہے بہ زیر زمیں　　یا کوئی بھی ہے بہ عرش بریں
جو مایا کی ان تین گنوں سے کوئی　　ہو آزاد یعنی کوئی ہو بری

اشلوک نمبر ۴۱

برہمن کو چھتری کو اور ویش کو　　اور شودروں کو اے ارجن نامجو
بموجب گنوں کے ہی بالطبع کرم　　جداگانہ ہوتے ہیں اے اہلِ دھرم

اشلوک نمبر ۴۲

شم و دم و تپ شوچ اور شانتی　　اور ارجو گیان اور بگیان کی
اور ایشر میں بھی دل کو ہو اعتقاد　　برہمن کے ہیں کرم رکھ اس کو یاد

اشلوک نمبر ۴۳

شجاعت تحمل و کار آگہی لڑائی میں پسپا نہ ہو نا کبھی
عطا بخش وقوت سزا ء و جلال یہ ہے کرم چھتری کا طبعی حلال

اشلوک نمبر ۴۴

تجارت و کھیتی و گؤ پالنا ہے یہ بیش کا کرم فرضی روا
اور خدمت تواضع کا کرنا ادا یہ ہے شودر کا کرم طبعی سدا

اشلوک نمبر ۴۵

جو کرتے ہیں کرم اپنا اپنا بشر پہنچتے ہیں درجہ کمالات پر
لگانے سے دل اپنے کرموں میں یاں سنو وہ جو ہوتا ہے اے نکتہ داں

اشلوک نمبر ۴۶

ہوئی جس سے پیدائش کائنات اور معمور ہر شے میں ہے جس کی ذات
بشر فرض تکمیل اسے جان کر عبادت کرے گر تو ہو باخبر

اشلوک نمبر ۴۷

جو ناقص بھی ہو دھرم اپنا اگر تو غیروں کے بہتر سے ہے خوب تر
اداکاری فرضی میں انساں کوئی گنہگار ہوتا نہیں ہے کبھی

اشلوک نمبر ۴۸

اے ارجن پسر کنتی ناجو جو باعیب بھی خاص کرم اپنا ہو
تو اس کو نہیں چھوڑنا چاہیئے ہیں عیبوں سے سب کرم لپٹے ہوئے

کہ جس طرح سے آتش اندر دھواں
ہمیشہ ڈھکی رہتی ہے بے گماں

اشلوک نمبر ۴۹

غرض سب سے آزاد ہے جس کی عقل
اور اس میں خودی کا نہ ہو کچھ بھی دخل
اور ہوں ترک دل سے بھی کل خواہشات
تو کرموں کے بندھن سے پا کر نجات
پہنچتا ہے وہ عارفِ ذی شعور
بہ درجہ کمالات بیشک ضرور

اشلوک نمبر ۵۰

اے ارجن بشر جس طرح دراصل
اسی ذات مطلق میں ہوتا ہے وصل
اور حاصل بھی کر کے کمالات کو
اور ماہر حقیقت سے ہوتا ہے جو
اسے کرتا ہوں مختصر میں بیاں
سنو اس سخن کو بھی دے کر دھیان

اشلوک نمبر ۵۱

کثافت سے گر عقل کو پاک کر
اور دل کو بھی کر مستقل بیشتر
حواسوں کی لذّات کو چھوڑ دے
اور رشتہ تعلق کو بھی توڑ دے
اور نفرت و رغبت ہوں دونوں حرام
رہے دور ہی ان سبھوں سے مُدام

اشلوک نمبر ۵۲

بہ خلوت نشینی و کم خور غذا
زبان و دل و تن کو قابو میں لا
تصوّر میں مشغول دل سے رہے
اور بیراگ میں مشق پوری رکھے

اشلوک نمبر ۵۳

غرور و تکبر و خواہش گری
غضب اور خوشی سے بھی ہو کر بری
جمع کرنا دل کو ہر اک سمت سے
لوازم یہ ہیں برہمہ سے وصل کے

اشلوک نمبر ۵۴

بشر برہمہ میں ہے جوڈوبا ہوا　　نہ کچھ سوچتا ہے نہ کچھ چاہتا
بہ یک نظری سب کو وہ ہے دیکھتا　　ہے پاتا وہی عشق سچا مرا

اشلوک نمبر ۵۵

وہ بھگتی ہی سے جان سکتا مجھے　　حقیقت میں جیسا ہوں میں بے شبہے
کما حقہ پھر مجھے جان کر　　مرے ہی میں مل جاتا ہے وہ بشر

اشلوک نمبر ۵۶

فقط میرے پانے کی امید پر　　ہمیشہ کرے کرم بھی جو بشر
تو میری عنایت سے درجہ عظیم　　ہے ملتا جو ہے بے زوال و قدیم

اشلوک نمبر ۵۷

حوالہ سبھی کرم کو کر مرے　　مرے ہی میں میں شغول دل سے رہے
اور بھی عقل کی جوگ پر تکیہ لائے　　مجھی میں بہ ہر حال دل کو لگائے

اشلوک نمبر ۵۸

مجھی میں لگاؤ گے دل کو سدا　　جو سچّی عقیدت سے اور بے ریا
مرے فضل سے جتنی ہیں مشکلات　　رہا سب سے پا کر کے ہوگے نجات
سنو گے نہیں گر براہِ خودی　　تو برباد کردو گے محنت کو بھی

اشلوک نمبر ۵۹

خودی کے سبب سے جو ہے یہ خیال　　لڑوں گا نہیں میں تو اے باکمال

غلط ہے یہ بیشک عقیدہ مرا   تری خاصیت طبعی دے گی لگا

اشلوک نمبر ۶۰

اے ارجن یہ سن گوش دل سے اسے   کہ ہو خاصیت طبعی سے تم بندھے
بہ نادانی لڑنے سے ہو بھاگتے   تو مجبور ہوکر کروگے اسے

اشلوک نمبر ۶۱

اے ارجن وہ ہے جو کہ ذاتِ قدیم   دلوں میں سب عالم کے ہے مستقیم
سب عالم کو از قدرتِ کاملا   گھماتا ہے وہ چرخیوں پر چڑھا

اشلوک نمبر ۶۲

اے ارجن اسی کا تو لے آسرا   ہر اک طرح سے اعتقاد اس پہ لا
اسی کی ہی رحمت سے مل جائے گی   جو ہے لازوائی پد شانتی

اشلوک نمبر ۶۳

کیا تجھ پر اس گیان کو میں عیاں   جو مخفی سے بھی مخفی تر ہے یہاں
تو اس رمز کو غور کرکے ذرا   تو کر ویسا دل چاہے جیسا ترا

اشلوک نمبر ۶۴

پھر یہ بھی تو سن میرا مخفی کلام   کہ مخفی سے بھی مخفی تر ہے تمام
میں کہتا ہوں تیرے بھلے کے لئے   کہ ہو تم بہت ہی پیارے مرے

اشلوک نمبر ۶۵

مجھی میں لگاؤ دل زار کو   پرستش و بھگتی مری ہی کرو
فقط میری ہی تم کرو بندگی   میں کرتا ہوں سچ عہد تم سے یہی

کہ پیارے ہو تم میرے اے ذی شعور　　تم ہو جاؤ گے وصل مجھ میں ضرور

اشلوک نمبر ٦٦

عقاید ہیں جتنے انھیں چھوڑ دو　　مری ذات واحد کے طالب تو ہو
نہ کر فکر میں سب ہی عصیان سے　　رہا جلد کردوں گا اک دم تجھے

اشلوک نمبر ٦٧

مری ذات کا جو کہ طالب نہ ہو　　ریاضت عبادت سے کاہل ہو جو
نہ کرتا ہو بھگتی بھی میری ادا　　نہ لاتا ہو فرمان میرا بجا
مری ذات واحد سے انکار ہو　　نہ کہنا کبھی اُس سے اِس راز کو

اشلوک نمبر ٦٨

مری ذات کے طالبوں کو اگر　　جو اس سرِّ مخفی کی دوگے خبر
تو وہ میرے عشقِ حقیقی کو جان　　مجھی میں وہ مل جائے گا بے گمان

اشلوک نمبر ٦٩

جو گیتا کا ہے کرنے والا بیان　　نہیں اس سے بڑھ کر کے کوئی جوان

جو خوشی اس سے زیادہ کرے مجھ کو یہاں　　نہیں ہے نہ ہوگا کوئی یاں نہ واں

اشلوک نمبر ٧٠

یہ میری تری حُسن تقریر کو　　ہے معمور سب علم دینی سے جو

جو پڑھتا ہے وہ گیان جگ سے سدا مری ہی عبادت ہے کرتا ادا
حقیقت میں ہے رائے میری یہی فراموش اس کو نہ کرنا کبھی

اشلوک نمبر ۷۱

اور جو بے تعصب و بااعتقاد سنے گا بھی اس کو تو وہ شاد شاد
گناہوں سے چھٹ کر کے عالی مقام ہے ملتا جو ہے نیک ناموں کا دھام

اشلوک نمبر ۷۲

اے ارجن کہو دل کو کر ایک جا سنا تم نے جو کچھ ہے میں نے کہا
اور سن کر کے پندار و غفلت جو تھا ابھی تک ہے یا دور دل سے ہوا

اشلوک نمبر ۷۳

کہا ارجن اے کرشن غفلت مری تری مہربانی سے رخصت ہوئی
اور پہچان کر اپنی میں ذات کو رفع کر کے میں دل کے شبہات کو
میں ہوں مستعد اور بجالاؤں گا ترا حکم اے صاحبِ دوسرا

اشلوک نمبر ۷۴

کہا سنجے یوں پیش دھرت راشٹر کہ اے میرے مخدوم عالی گہر
جو قابل ہیں تعظیم کے کرشن جی اور ارجن جو ہیں صاحبِ نیکوی
میں ان دونوں کی گفتگو باہمی جو تھی حیرت انگیز میں نے سنی
اور سن کر بدن کے مرے رونگٹے کھڑے کرنے والے تھے بیشک شبہے

﴿اشلوک نمبر ۷۵﴾

مین یہ جوگ جو ہے خفی سے خفی — عنایت سے میں بیاس جی کی سنی
شری کرشن جی نے بیاں جو کئے — خود اپنی زباں سے مرے سامنے

﴿اشلوک نمبر ۷۶﴾

یہ تقریر طُرفہ تر اور بے مثال — شری کرشن وارجن کا کر کے خیال
یہ سن اے مرے راجۂ نامدار — بہت دل میں خوش ہوتا ہوں بار بار

﴿اشلوک نمبر ۷۷﴾

وہ صورت شری کرشن کی یاد کر — بہت مجھ کو آتی ہے حیرت نظر
اورہیبت بھی بس جس سے چھاجاتی تھی — میں خوش ہوتا تھا باربار اس گھڑی

﴿اشلوک نمبر ۷۸﴾

جوگیشر شری کرشن جی ہیں جہاں — اور ارجن لئے ہاتھ میں ہیں کماں
تو ہے عدل وحشمت ونفرت وہیں — مرا اعتقاد اس پہ ہے بالیقیں





MEWA LAL AAJIZ GAYAVI – HAYAT AUR SHAIRI

By:

Dr. Abul Kalam

EDUCATIONAL PUBLISHING HOUSE
www.ephbooks.com



